علمی اخلاقی اور روحانی مقالات کا خوبصورت مجموعہ
مقالاتِ عدیلی
تحریر
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی
تخریج
مولانا ابوالحسن افضال حسین نقشبندی
صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

علمی اخلاقی اور روحانی مقالات کا خوبصورت مجموعہ

مقالات عدیل

تحریر
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

تخریج
مولانا ابوالحسن محمد افضال حسین نقشبندی مجددی

صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

نام کتاب	مقالاتِ عدیل
تصنیف	پیر حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی
تخریج	ابوالحسن محمد افضال حسین نقشبندی مجددی
صفحات	380
سن اشاعت	نومبر 2024ء
تعدادِ اشاعت	500
ناشر	صدیقیہ پبلی کیشنز، فیصل آباد

ملنے کے پتے

1. جامعہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گلشن مدینہ کالونی
2. خانقاہ صدیقیہ نقشبندیہ گوشہ درود مرکز نور، جج والا، گلی نمبر 2، فیصل آباد 0321-5079917
3. فاروق آرٹس وکیلاں والی گلی نمبر 7، چنیوٹ و کچہری بازار، فیصل آباد 0321-7611417
4. جامعہ مسجد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ خالد گارڈن ڈائیو روڈ فیصل آباد
5. نور قصر عارفاں لائبریری، بھائی والہ، فیصل آباد 0303-6238688
6. جامعہ صدیقیہ نقشبندیہ، جج والا گلی نمبر 2 فیصل آباد

تقریظ مقالاتِ عدیل

یادگارِ اسلاف، استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر،

حضرت علامہ مولانا پیر سائیں غلام رسول قاسمی

دامت برکاتہم العالیہ

کسی بھی شخصیت کے مقالات، ان کی زندگی کی اہم علمی کاوشوں کا نچوڑ ہوا کرتے ہیں۔ دنیا میں بے شمار ہستیوں کے خطبات اور مقالات تحریری طور پر دستیاب ہیں۔ اس علمی ذخیرے میں بہترین اضافہ اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ ان مقالات میں عقائد، عبادات، معاملات، تصوف و اخلاق، محبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، احوال صحابہ و اولیاءِ کرام علیہم الرضوان سب شامل ہیں۔ فقیر کا حضرت قبلہ علامہ پیر عدیل یوسف صدیقی صاحب زید مجدہم کے ساتھ طویل عرصہ سے تعلق، رابطہ اور محبت کا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ آپ ایک نہایت مہذب، ادیب اور صوفی مزاج بے تکلف شخصیت ہیں۔ آپ کے یہ مقالات یقیناً علمی دنیا میں ایک نئی رنگت اور جدید خوشبو کے حامل ہیں۔ اللہ کریم آپ کی کاوش کو شرفِ قبول سے نوازے آمین۔

کتبہ الفقیر غلام رسول قاسمی

انتساب

اپنی اس عاجزی کو چند سطور کو اپنے

مرشد کریم حضرت خواجہ پیر محمد علاوالدین صدیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور اپنے

برادر مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد شیخ صاحب زید مجدہ

جن کی شفقت آج بھی رحمت کی طرح نصیب
ہے کے نام کرتا ہوں۔

برائے ایصال ثواب

والد گرامی حاجی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ
والدہ ماجدہ و جمیع امت مرحومہ

تقریظ منظوم

جب پڑھے عمدہ مقالات عدیل — ہو گئے ظاہر کمالات عدیل
جنکا ہر اک لفظ و معنی بالیقین — مظہر شان جمالات عدیل
رحمۃ للعالمیں کے حب شناس — جام رحمت ہیں خیالات عدیل
ہرطرف ’’فیض مجددؒ‘‘ کا ظہور — چشمہ دل ہیں بیانات عدیل
ذکرحق اور ’’فکر حق‘‘ کے نور سے — خوب روشن ہے سدا ذات عدیل
’’مدحت خاتون جنت‘‘ کے طفیل — کس قدر اعلی ہیں حسنات عدیل
غیبت مومن سے بچنا چاہئے — ایں نصیحت از نصیحات عدیل
نیریاں کے بادشاہوں کو سلام — جن سے تابندہ ہیں حالات عدیل
یہ غلام زار بھی ان کا فقیر — اس پہ شاہد ہیں یہ صفحات عدیل

(مولانا غلام مصطفیٰ مجددی)

قطعہ تاریخ اشاعت

جوہرِ فضل مقالاتِ عدیلِ صدیقی

2024

اے عدیل آپکے مقالے چھپے
قارئین آپ کے ہوئے سرشار
مجھ سے ناچیز کی نگاہوں میں
آپ ہیں عزوقدر کے حق دار
گر پڑھا جائے ان مقالوں کو
منکشف ہوں گے دین کے اسرار
جس کے اندر چھپی عروسؔ کتاب
سال ہے وہ ’’عدیل خوش کردار‘‘

——— ۱۴۴۵ ———

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی، مونیاں شریف، گجرات

مصنف کے حالات

حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مقالہ نمبر 1

جامِ رحمت
مقالہ نمبر 2

ذکرِ خاتونِ جنت

مقالہ نمبر3

ذکر اور دعوتِ فکر

مقالہ نمبر 4

فیضِ مجدّد
مقالہ نمبر 5

6 غیبت سے بچیے

مقالہ نمبر 6

مصنف کے حالات

مجاہد اہلسنت حضرت علامہ پیر حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی حفظہ اللہ

اللہ تعالیٰ کا ہر دور میں اُمت مسلمہ پر یہ احسان وکرم رہا ہے کہ اُمت کی رہبری ورہنمائی کے لئے وہ علمائے ربانیّین کو بھیجتا رہا ہے۔ جن سے امتِ مسلمہ اپنے دینی، ملی، سماجی اور معاشرتی مسائل کا حل کرتی رہی ہے اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتی رہی ہے۔ ایسے ہی نیک طینت، نیک سیرت اور صوفی مزاج علمائے ربانیین میں ایک عظیم شخصیت راقم الحروف کے مشفق، پیکر اخلاص ومحبت، قاسم فیض تاجدارِ نیریاں شریف، حضرت علامہ مولانا پیر حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی حفظہ اللہ (خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ نیریاں شریف) کی ذات بابرکات ہے۔

آپ انتہائی عجز وانکسار کے پیکر، شفیق ومہربان، ملنسار، متواضع، صاحب علم وفضل، خوش خصال، خوش مقال، خوش مزاج، خوب صورت، خوب سیرت، اسلاف کی تابندہ روایات کے امین، عالم ربانی، شیخ طریقت اور ہر تکلف وتصنع سے عاری شخصیت کے حامل ہیں۔ اپنے بڑوں کے حد درجہ مؤدب، چھوٹوں کے لئے انتہائی اصاغر نواز، مریدوں کے لئے مہربان اور مونس وغمخوار ہیں۔

پیدائش:

آپ کی پیدائش یکم جنوری ۱۹۷۸ء بروز اتوار مکان نمبر ۱۸۶، گلشن کالونی فیصل آباد میں ہوئی۔

نام ونسب:

آپ کا نام نامی اسم گرامی "محمد عدیل یوسف صدیقی" ہے جبکہ آپ کے والد گرامی کا نام "محمد یوسف" اور دادا جان کا نام "کرم الٰہی" ہے۔ والدین نے نام "عدیل یوسف" رکھا اور ابتداء میں "محمد" کا اضافہ برکت کے لئے خود کیا اور آخر میں "صدیقی" اپنے شیخ طریقت کی طرف نسبت کی وجہ سے لکھتے ہیں۔

کنیت:

کنیت رکھنا سنت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اسی نسبت سے آپ نے اپنے بیٹے "محمد احمد" کے نام پر اپنی کنیت "ابو احمد" اختیار کی ہے۔

ابتدائی تعلیم:

آپ نے ناظرۃ القرآن کی تکمیل اور ابتدائی دینی تعلیم اپنے ہی علاقہ کی "جامع مسجد تاجدارِ مدینہ گلشن کالونی" سے حاصل کی۔ اس کے بعد پرائمری تک گورنمنٹ ہائی سکول گلشن کالونی اور مڈل تک گورنمنٹ نیو ماڈل ہائی سکول آدم چوک غلام محمد آباد میں دنیوی تعلیم حاصل کی۔

۱۹۹۱ء میں حفظ القرآن کی غرض سے "دارالعلوم امینیہ رضویہ گلش کالونی" میں داخلہ لیا اور وہاں استاذ الحفاظ حضرت علامہ مولانا الحاج قاری محمد قطب الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سال سات ماہ کی مدت میں تکمیل حفظ القرآن کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

۱۹۹۲ء میں حفظ القرآن کے بعد پہلی بار "جامع مسجد نورانی (راجہ کالونی)" میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنانے کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۹۴ء

میں گورنمنٹ نیو ماڈل ہائی سکول (غلام محمد آباد) سے میٹرک کا امتحان پاس کیا

اعلیٰ تعلیم:

آپ نے قابل اساتذہ کرام سے علوم اسلامیہ کی تحصیل کے ساتھ عصری تعلیم بھی جاری رکھی ۔ گورنمنٹ کالج فیصل آباد (موجودہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی) سے ایف ۔اے کیا ،عربی میں ممتاز پوزیشن حاصل کی ، کالج کی طرف سے منعقدہ مقابلہ حسن قرأت ،حسن نعت ،حسن تقریر میں اول پوزیشن حاصل کرتے رہے۔ کالج کے میگزین "روشنی" میں نمایاں تذکرہ رہا ۔آپ نے بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے "مطالعہ حدیث" کا کورس بھی کیا۔

دورۂ تجوید:

۱۹۹۲ء میں آپ نے فخر القراء، زینت القراء ، قاری کرامت علی نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے دورۂ تجوید وقرأت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

دورۂ تفسیر:

۱۹۹۳ء میں دار العلم بیادگار اصحاب صفہ مسجد نورانی (راجہ کالونی) میں فضیلۃ الاستاذ حضرت علامہ خواجہ وحید احمد قادری دامت برکاتہم العالیہ سے دورۂ تفسیر القرآن کرنے کا شرف حاصل کیا۔

دورۂ حدیث:

۱۹۹۹ء میں یادگارِ محدث اعظم پاکستان "جامعہ رضویہ مظہر الاسلام جھنگ بازار فیصل آباد" سے اُستاذ العلماء، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا محمد سعید قمر سیالوی دامت برکاتہم العالیہ سے دورۂ حدیث شریف کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

اساتذہ کرام:

آپ کے اساتذہ کرام کے اسماءگرامی درج ذیل ہیں:

(۱) استاذ العلماء، شیخ الحدیث، حضرت علامہ مولانا محمد سعید قمر سیالوی (شیخ الحدیث جامعہ رضویہ مظہرالاسلام جھنگ بازار، فیصل آباد)

(۲) استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد مرتضیٰ عطائی زید مجدہ

آپ نے ان سے "جامعہ شیخ الحدیث منظرالاسلام" میں درسیات کی چند کتب پڑھیں۔

(۳) استاذ الحفاظ، حضرت علامہ مولانا الحاج قاری محمد قطب الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) فضیلۃ الاستاذ، حضرت علامہ مولانا خواجہ وحید احمد قادری زید مجدہ

(۵) فخر القراء، زینت القراء، قاری کرامت علی نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

شادی خانہ آبادی:

۲۰۰۴ء میں نکاح کی تقریب فیصل آباد کے سرینا ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ نکاح فضیلۃ الاستاذ، حضرت علامہ مولانا خواجہ وحید احمد قادری زید مجدہ نے پڑھایا۔ تقریب میں شہر کے علماء ومشائخ نے بھی شرکت کی۔

اولاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کی نعمت سے نواز رکھا ہے۔ والدین پر اپنی اولاد کے حوالہ سے کچھ اسلامی اور دینی حقوق متوجہ ہوتے ہیں جن کا ادا کرنا بے حد ضروری ہے۔ سب سے پہلا حق یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کو دینی و اسلامی تربیت سے آراستہ کریں۔ آپ اپنے بچوں کی اسلامی

تربیت پر خاص توجہ دیتے ہیں۔

۲۰۰۵ء میں آپ کے گھر بیٹے کی ولادت ہوئی نام ”محمد احمد“ رکھا گیا۔ آپ کی خصوصی توجہ کا ہی نتیجہ ہے کہ صاحبزادہ صاحب نے ۲۰۱۸ء میں ”ہجویری مسجد جناح کالونی“ سے پونے دو سال کی مدت میں تکمیل حفظ القرآن کی سعادت اپنے حصہ کر لی۔ اور اب تک پانچ مرتبہ نماز تراویح میں تکمیل قرآن کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس وقت ایف۔اے آئی ٹی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ تینوں بھائی بہنوں کو سلامت با کرامت رکھے آمین۔

تدریس:

خدمت قرآن کریم اور رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر آپ نے ۲۰۰۲ء میں ”دارالعلوم امینیہ رضویہ گلشن کالونی“ میں ناظرہ وحفظ القرآن کی تدریس کا آغاز کیا۔ یہ حسین سلسلہ اپنی آب وتاب کے ساتھ تین سال تک جاری وساری رہا۔

دورۂ تفسیر القرآن کا اہتمام:

قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جس کی محض تلاوت بلاشبہ خیر و برکت کا باعث ہے، مگر کمال درجے کی بھلائی اور نیکی تو یہ ہے کہ جب اس کے اصل معانی اور اس کی آیات کے اصل پیغام کو اپنی روح میں اُترتا محسوس کیا جائے۔ اسی ضرورت و اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے ۲۰۱۵ء میں ”صدیقیہ قرآن اکیڈمی سیالوی کالونی“ میں دورۂ تفسیر القرآن کروانے کی

سعادت حاصل کی۔ اس دورہٗ میں فرائض تدریس بھی خود ہی انجام دیتے رہے۔

حفظ الحدیث کورس کا اہتمام:

پرانے دور میں احادیث مبارکہ کو زبانی یاد کرنے کا ذوق وشوق پایا جاتا تھا اور قرآن کریم کی طرح حدیثِ مبارکہ کے حفاظ بھی بڑی تعداد میں موجود ہوتے تھے یہ شوق رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا اور آج احادیثِ طیبات کو حفظ کرنے کا اہتمام بہت کم نظر آتا ہے۔ اسلاف کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے اور نورِ حدیث کو عام کرنے کی غرض سے آپ نے ۲۰۱۶ء میں "حفظ الحدیث کورس" کا اہتمام کیا۔ اور شرکاءِ کورس کو چالیس احادیث طیبات حفظ کروائیں۔

درسِ قرآن کا اہتمام:

قرآن مجید اس روئے زمین پر پوری انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہدایت نامہ ہے۔ جس کی ہدایت پر چلے بغیر اسے نہ تو دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں کامیابی مل سکتی ہے۔ لہذا اس کو پڑھنا، سمجھنا اس کی دعوت اور تعلیمات کو عام کرنا ہماری اہم ترین ذمہ داری ہے۔ آپ نے "عجوہ مسجد وکیلاں والی گلی" میں ہفتہ وار درس قرآن کا اہتمام کیا اور الحمدللہ عرصہ سات سال سے تسلسل کے ساتھ قرآن کریم کے درس سے لوگوں کو مستفیض فرما رہے ہیں۔ دعا ہے مولیٰ کریم اس سلسلہ کو جاری وساری رکھے۔ آمین۔

تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ تکمیل حفظ القرآن کے بعد اب تک تیرہ

بار نمازِ تراویح میں ختم قرآن کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ جن جن مساجد میں آپ نے ختم قرآن کیا ان کے اسماء گرامی کچھ یوں ہیں:

(۱) جامع مسجد نورانی راجہ کالونی (۱۹۹۲ء میں پہلی بار)

(۲) جامع مسجد حیدری سیالوی کالونی (۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۷ء پانچ سال)

(۳) جامع مسجد جمالِ مدینہ اناسی چوک (ایک سال)

(۴) جامع مسجد شیر ربانی راجہ کالونی (ایک سال)

(۵) جامع مسجد حیدری طارق روڈ (دو سال)

(۶) جامع مسجد فاطمہ مسلم ٹاؤن (تین سال)

بیعت وخلافت:

اہل طریقت پر یہ حقیقت واضح ہے کہ بزرگوں سے اکتساب فیض کے لئے کسی شیخ کامل کے دست حق پرست پر بیعت کرنا کتنا ضروری ہے۔ آپ نے جب تشنگی محسوس کی تو تاجدار نیریاں شریف، آفتاب علم وحکمت، واقفِ رموزِ حقیقت، حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی سے "آستانہ مبارک ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی" حاضر ہوکر ۱۹۹۹ء میں سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کا شرف پایا۔ آپ نے شیخ طریقت کا دستِ مبارک تھام کر مقصودِ حیات پالیا۔ منازل سلوک طے کروانے کے بعد ۲۰۰۸ء میں آپ کو شیخ کریم نے اوراد و وظائف کی اجازات کے ساتھ خلافت و اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔

حرمین شریفین کی حاضری:

حاضریٔ مدینہ منورہ اورحجِ بیت اللہ، ہر سچے مسلمان کی دلی تمناؤں میں سے ایک عظیم تمنا ہے۔ ہر عاشقِ مصطفیٰ اس سعادت کے حصول کے لیے بے چین و بے قرار رہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دل کو ان سے خدا جدا نہ کرے
بے بسی لوٹ لے خدا نہ کرے
لے رضا سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

۲۰۰۱ء میں والدہ محترمہ کے ہمراہ پہلی بار عمرے کی سعادت حاصل کی۔ اور ۱۰ اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز پیر حج و زیارات مدینہ شریف سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اب تک چھے بار حرمین شریفین کی حاضری سے مالا مال فرمایا ہے۔

خطابت:

خطابت ایک مستقل فن ہے، جسے دنیا کے شریف فنون میں شمار کیا گیا ہے اور اس کی ضرورت و اہمیت اور افادیت کو ہر زمانے میں برابر محسوس کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس فن میں حصہ وافر عطا فرمایا ہے۔ آپ ایک منجھے ہوئے خطیب ہیں۔ آپ کی تقریر موضوع کے مطابق، بے جا اشعار، فضول لطائف اور ظریفانہ باتوں سے پاک ہوتی ہے۔ ہمیشہ جچے تلے الفاظ، شستہ زبان اور عمدہ طرز استدلال ہی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ تقریر دل کی گہرائیوں

سے نکلتی اور سامعین کے دلوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔

جن جن مساجد میں آپ خطبہ جمعہ ارشاد فرما چکے ہیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے:

(۱) ۱۹۹۹ء میں "جامع مسجد حیدری (سیالوی کالونی)" میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

(۲) بعدازاں اسی سال "جامع مسجد فاطمہ (مسلم ٹاؤن)" کے پہلے خطیب مقرر ہوئے۔

(۳) ۲۰۰۲ء میں "جامع سیدہ آمنہ" رسول پورہ، سمندری روڈ کا سنگ بنیاد رکھا، پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی مسجد کی تعمیر کا آغاز فرما دیا۔

(۴) ۲۰۰۳ء میں "جامع مسجد ٹاھلی والی" سمن آباد میں آٹھ ماہ تک خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔

(۵) ۲۰۰۵ء میں "جامع مسجد المعصوم رضوی" سرفراز کالونی میں خطبہ جمعہ کی سعادت حاصل رہی۔

(۶) ۸ جنوری ۲۰۰۸ء تاجدارِ نیریاں شریف، حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مرکزی "جامع مسجد محی الدین" سدھار جھنگ روڈ، فیصل آباد کا سنگ بنیاد رکھا اور خطبہ جمعہ کی مستقل ڈیوٹی آپ کی لگا دی جسے آپ نے تقریباً دس سال بخوبی نبھایا۔

(۷) ۲۰۱۸ء میں "جامع مسجد سیدہ زینب" کینال روڈ میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا۔

(۸) ۲۰۲۰ء میں "جامع مسجد مریم" گلشن مدینہ کالونی (نزد انٹرچینج) کی تعمیر و تزئین کے بعد خطبہ جمعہ کا آغاز فرمایا اور اب تک وہیں خطبہ جمعہ کا سلسلہ جاری و

ساری ہے۔

ایک دفعہ جامع مسجد محی الدین (سدھار جھنگ روڈ، فیصل آباد) میں حضور تاجدارِ نیریاں شریف کی موجودگی میں آپ کا خطاب جاری تھا کہ بجلی چلی گئی، آپ نے بغیر بجلی اپنا خطاب جاری رکھا اور مکمل کیا تو اس موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ ہمارا بیٹا طوطیٔ نیریاں شریف ہے۔"

خطبات جمعہ کے علاوہ دیگر شہروں میں بھی بیانات کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ ہر خطاب میں اصلاح عقائد و اعمال اور دورِ حاضر کی برائیوں اور خامیوں کا حل کتاب وسنت کی روشنی میں بیان کرنے کے ساتھ اہلسنت و جماعت کے جُہلا کے ہاں جو خرافات پائی جاتی ہیں ان کا بڑے بے باکانہ انداز میں ردبلیغ بھی فرماتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آواز اور زبان میں بے پناہ تاثیر رکھی ہے۔ اسی کی برکات ہیں کہ آپ کی دعوت وتبلیغ سے متاثر ہوکر سینکڑوں احباب چہرے پر داڑھی کی سنت سجا چکے، والدین کی اطاعت کا عہد فرما چکے، جھوٹ، چغلی، غیبت اور حسد جیسی بیماریوں سے جان چھڑا چکے ہیں۔

جامعات کا قیام اور سرپرستی:

نسل نو کو بنیادی دینی علوم سے روشناس کرانے، اپنے دین پر ایمان کو مضبوط کرنے، جہالت و ناخواندگی کے خاتمہ، تعلیم وتربیت کو عام کرنے اور اخلاق و کردار کو سنوار کر ان کو اچھا شہری بنانے جیسے اغراض و مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے درج ذیل جامعات اور اکیڈیمیز کو قائم کیا اور ساتھ

ساتھ ان کی سرپرستی بھی فرما رہے ہیں۔

(۱) صدیقیہ قرآن اکیڈمی گلشن کالونی (للبنات)

(۲) صدیقیہ قرآن اکیڈمی سیالوی کالونی (للبنات)

(۳) جامعہ سیدنا صدیق اکبر نڑ والا روڈ گلشن مدینہ کالونی (للبنات)

(۴) جامعہ سیدنا صدیق اکبر منصور آباد (للبنات)

(۵) جامعہ صدیقیہ نقشبندیہ گلی نمبر ۲، جج والا (للبنات)

(۶) جامعہ سیدنا صدیق اکبر گلشن مدینہ کالونی (للبنین)

ناظرۃ القرآن، حفظ القرآن، ترجمہ وتفسیر القرآن، احکام شریعہ کورس (دوسال دورانیہ)، تجوید وقرأت، سلائی کورس، ان شعبہ جات میں خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ شعبہ درس نظامی کا آغاز رمضان المبارک ۱۴۴۵ ہجری سے بفضلہٖ تعالیٰ فرما چکے ہیں۔

صدیقیہ فری لائبریری کا قیام:

علم و آگہی کا شعور بیدار کرنے کے لیے سن ۲۰۰۵ء میں "صدیقیہ لائبریری" کا آغاز کیا، جہاں سے شائقینِ علم کو فری کتب ورسائل کی سہولت مہیا ہے۔ آج کے اس پُرآشوب ماحول میں آپ کا فری لائبریری کا انتظام کتاب وعلم سے محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

صدیقیہ فری ڈسپنسری کا قیام:

خدمت خلق قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جس پہ قرآن وسُنت میں متعدد شواہد موجود ہیں۔ دکھی انسانیت کی خدمت کے پیشِ نظر آپ نے ۲۰۱۱ء

میں "صدیقیہ فری ڈسپنسری" قائم کی جس میں روزانہ سو سے زائد مریضوں کا کوالیفائیڈ ڈاکٹر فری چیک اپ کرتے ہیں، اور مریضوں کو اعلیٰ اور معیاری میڈیسن کی سہولت بھی فری دستیاب ہے۔

بزمِ محی الاسلام کا قیام:

مقولہ ہے "بغیر تربیت کے تعلیم حاصل کرنے سے بہتر ہے کہ انسان تعلیم نہ حاصل کرے"۔ یہ قول کتنا سچا ہے یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے مگر تربیت کی اہمیت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی شخصیت تعلیم و تربیت کی جامع ہے۔ آپ تعلیم کے ساتھ تربیت کی اہمیت وضرورت سے اچھی طرح واقف ہیں اس لئے آپ نے ۲۰۰۱ء میں ایک "بزم" قائم کی جس کا نام "بزم محی الاسلام" رکھا گیا۔ اسی کے زیر اہتمام ہفتہ وار محفل کا آغاز کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کیا جائے اس محفل میں لوگوں کی تربیت واصلاح کے لئے خصوصی دروس بھی ارشاد فرماتے ہیں۔ جن کی برکات سے کئی لوگ جادۂ مستقیم اختیار کر چکے ہیں۔

صدیقیہ پبلی کیشنز کا قیام:

آپ نے سن ۲۰۰۵ء میں "صدیقیہ پبلی کیشنز (فیصل آباد)" کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ اس وقت سے آج تک یہ ادارہ نشر واشاعت کے ذریعے دینی خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس ادارہ کی اشاعتی خدمات سے اہل علم کو اچھے خاصے علمی مواد سے استفادہ کا موقع ملا، اس ادارہ سے کئی کتب ورسائل شائع ہوئے اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ جن میں آپ کی تصانیف کے علاوہ یہ چند کتابیں قابل ذکر ہیں:

(۱) حیات وخدمات حضرت خواجہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ:
تحقیق و تالیف: نگین فاطمہ صدیقی (فاضلہ: ایم فل علوم اسلامیہ گجرات یونیورسٹی)
(۲) افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:
مؤلف: انجینئر محمد ممتاز تیمور قادری۔
(۳) مفتاح الکنز (جلد اوّل):
مرتب: خلیفہ محمد انیس صدیقی (خلیفہ مجاز دربار عالیہ نیریاں شریف)
نوٹ: یہ کتاب آفتابِ علم وحکمت، واقف رموز حقیقت، حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے "ملفوظات" کا مجموعہ ہے۔
(۴) تذکرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:
مؤلف: پروفیسر عبدالخالق توکلی
(۵) خواجہ محمد علاؤالدین صدیقی مختصر اجمالی تعارف:
از: برگیڈیئر محمد طارق صدیقی

مجلہ محی الدین (فیصل آباد) کا اجراء:

اوائل ۲۰۱۴ء کی بات ہے کہ حضرت علامہ مولانا پیر حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی حفظہ اللہ نے حضور تاجدارِ نیریاں شریف رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ حضور! ہر خانقاہ سے کوئی نہ کوئی ماہنامہ مجلہ نکلتا ہے تو میری خواہش اور تمنا ہے کہ ہماری بھی خانقاہ سے نکلے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جی ہاں! آپ اس پر کام کریں، کوئی ٹیم تیار کریں تو ان شاء اللہ اس کو جاری کرتے

ہیں۔" آپ نے عرض کی حضور! آپ مجھے اجازت دیں تو میں بطور نمونہ ایک مجلّہ شائع کر کے لاؤں۔تو فرمایا:''ہاں بچے لے آؤ۔'' تو آپ نے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مناسبت سے ماہ جمادی الثانی ۱۴۳۵ ہجری میں بنام "مجلّہ محی الدین (فیصل آباد)" ایک شمارہ شائع کیا۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شمارے کو بغور ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:

"یہ تو پوری ٹیم کا کام تھا، آپ تو اکیلے ہی کر لائے، آپ تو مجاہد اہلسنت ہیں، آپ تو نیریاں شریف کے طوطی ہیں"۔

نور قرآن، حدیث، فقہ سے منور کرتے، تصوف کے اسرار و رموز سے آشنائی فراہم کرتے، سیرت کی تعمیر، قلوب کی تطہیر، اعمال کی درستگی، عقائد کی پختگی کا سامان کرتے اور حضور تاجدارِ نیریاں شریف رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و روحانی خطبات وملفوظات سے عوام الناس اور خواص کو مستفیض کرتے ہوئے یہ نور بار سلسلہ پورے پانچ سال اپنی آب و تاب کے ساتھ جاری رہا۔

مجلّہ "محی الدین" (فیصل آباد) کے دو خصوصی نمبر بھی شائع ہوئے:

(۱) شیخ العالم نمبر:

271 صفحات پہ مشتمل یہ خصوصی نمبر حضور تاجدارِ نیریاں شریف رحمۃ اللہ علیہ کے ختم چہلم کے موقع پر شائع ہوا۔

(۲) شیخ العالم نمبر (اشاعت دوم):

104 صفحات پہ مشتمل یہ خصوصی ایڈیشن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پہلے عرس کے موقع پر شائع ہوا۔

تحریک درود پڑھو بے حساب پڑھو کا قیام:

۲۰۱۷ء میں فروغ درود وسلام کی عالمی تحریک کا قیام فرمایا۔ مختلف مساجد و مدارس، دیہات وشہروں اور سکولز میں فضائل درودوسلام پر بیانات جاری فرماتے ہیں۔

الحمد للہ تحریک کے تحت مدارس میں گوشۂ درودوسلام قائم کئے جہاں روزانہ درود وسلام کی ڈالیاں بحضور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی جاتی ہیں ماہ ربیع الاول میں مقرر تعداد درودوسلام پڑھنے والی خواتین اسلام میں عبایا اور سوٹ کے تحائف پیش کئے جاتے ہیں۔

درود وسلام کے فروغ کے لئے سوشل میڈیا پر صدیقی ٹی وی چینل اور یوٹیوب چینل قائم کیا گیا ہے۔

الحمد للہ سینکڑوں سے اب لاکھوں کی تعداد میں خواتین وحضرات درود و سلام کا دائمی ذوق لے کر درود پاک پڑھنے اور دعوت درودوسلام میں مصروف عمل ہیں۔ اللہ کریم مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تصنیفات:

تدریس، تقریر اور تحریر تینوں تبلیغ دین کے مؤثر ذرائع ہیں، آپ ان تینوں ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے خدمت دین متین میں مصروف ہیں۔ روزنامہ ضرب آہن فیصل آباد، ڈیلی بزنس رپورٹ فیصل آباد اور مختلف رسائل وجرائد میں لکھتے رہے ہیں۔ آپ نے مختلف موضوعات پہ آٹھ کتب ورسائل قلمبند فرمائے ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) حُب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع فروزاں کرنے والی بہترین تحریر۔

(۲) جَامِ رحمت:

فضائل درود شریف پر مشتمل محبت بھری تحریر۔

(۳) ذکرِ خاتون جنت رضی اللہ عنہا:

خواتینِ اسلام کی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے لکھی جانے والی تحریر اس میں حضرت سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کے فضائل وشمائل اور سیرت وکردار کا بیان عظیم ہے۔

(۴) ذکر اور دعوتِ فکر:

ذکر اور اہل ذکر کے فضائل پر لکھی گئی منفرد تحریر۔

(۵) فیض مجدد (رحمۃ اللہ علیہ):

یہ تحریر مکتوبات امام ربانی کی روشنی میں عقائد ونظریات اور اصلاح احوال واعمال کے موضوع پر چنیدہ پھولوں کا حسین گلدستہ ہے۔

(۶) غیبت سے بچئے:

گناہ عظیم سے بچنے کے لئے اصلاح بھری تحریر۔

(۷) اعتکاف، لیلۃ القدر اور رحمت خداوندی:

فضائل اعتکاف اور لیلۃ القدر پر مختصر مگر جامع تحریر۔

(۸) ہر جائز کام کی ابتداء بسم اللہ سے کیجئے:

ابوالحسن محمد افضال حسین نقشبندی مجددی

(مدرس جامعہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، سانگلہ ہل)

۲۸/ربیع الاول ۱۴۴۶ھ بمطابق ۳/اکتوبر ۲۰۲۴ء، بروز جمعرات

حرفِ اولین

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ کریم کے احسانات انعامات اور عنایات کا شکر کون ادا کر سکتا ہے وہ مہربان اتنا کہ اندازہ ہی نہیں ہوسکتا، وہ بے انتہاء کریم ہے اس کا شُکر بھی بے انتہاء ہے اور اس کے پیارے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت رفعت اور رحمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے جن کی تعریف میں ہر شے رطب اللسان ہے۔ان کا ذکر فرش وعرش پر ہے ان کی ذات والا صفات کائنات میں سب سے محترم معتبر اور محتشم ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ان پر درود اللہ بھیجتا ہے، فرشتے بھیجتے ہیں اور یہ انعام احسان اور کرم ہمیں بھی اللہ نے عطا فرمایا ہے۔ بے شمار بے حد ریت کے ذروں، سمندروں کے قطروں، درختوں کے پتوں اور اللہ کی تخلیقات کے برابر بلکہ کئی گنا بڑھ کر درود وسلام ہمارے نبی پیارے نبی سرور کائنات قاسم جنت وکوثر احمد مجتبٰے محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کی رحمت اور شفاعت سے ہماری نجات ہے۔

کچھ عرصہ قبل احباب محبت کے لیے چند ایک رسائل ترتیب دے کر مفت تقسیم کئے۔ کثیر یاران طریقت نے پڑھ کر حصہ پایا، بار بار تقسیم ہونے سے کافی عرصہ سے رسائل پرنٹ نہ ہوئے اب انہی رسائل کو جمع کر کے کتابی صورت میں شائع کرنے کا شرف نصیب ہو رہا ہے۔

رسائل برادر طریقت محمد ہمایوں صدیقی صاحب مقیم رحیم یار خان سے

پرنٹ نکلوائے مطالعہ کیا، اور مسلمانان عالم تک پہنچانے کے لئے پھر سے سعادت حاصل کرنے کا جذبہ بیدار ہوا۔ اسی اثنا میں ایک عظیم عالم دین مصنف، محقق صوفی صفت مولانا افضال حسین نقشبندی میرے ہاں اکثر تشریف لاتے ان سے ذکر ہوا تو فرمانے لگے کہ ایک عظیم کتاب کی تحقیق تخریج کر رہے مجھ ناچیز نے اپنے رسائل کی تخریج کی درخواست کی تو نہایت خوش دلی اور محبت سے رسائل کی تخریج فرمائی۔ جس سے رسائل ہر قاری کے لئے مفصل اور مدقق ہوئے۔ کلمات تشکر کم ہیں اللہ بہترین صلہ عطا فرمائے۔

رسائل کی اشاعت وطباعت کے لئے ہر پل شفیق، مربی، قبلہ شیخ الحدیث پیر معظم الحق معظمی صاحب سجادہ نشین معظم آباد کی راہنمائی، حوصلہ افزائی میرے لئے آگے بڑھنے کا وسیلہ ہے۔ رسائل کی افادیت اور اثرات جس قدر بھی ہوں گے وہ یقیناً میرے مرشد کریم سیدی خواجہ پیر علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے۔

جہاں کوئی بھی کمی ہوگی وہ میری کم علمی کی بنیاد ہے اصلاح کا طالب ہوں اس امید پر جی رہا ہوں کہ اللہ کریم کسی بھی حاضری کو قبول فرما کر مجھے بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق بخشش عطا فرمائے۔ اور ان رسائل کو قارئین گرامی کے لئے نفع بخش فرمائے۔ آمین

فقط: محمد عدیل یوسف صدیقی

خانقاہ صدیقیہ (مقام جامعہ صدیقیہ نقشبندیہ، گلی نمبر ۲، جج والا فیصل آباد)

(۳/۱۰/۲۰۲۴)

حُبِّ رحمۃ للعالمین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحریر

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

حُب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم کہاں کھڑے ہیں؟

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ رب العالمین کا انسان کو تخلیق کرنے کا ایک مقصد ہے اس نے اپنے کرم سے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے وہ عظیم ہے، حَیٌّ وَ قَیُّوْمٌ ، عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے۔اس کائنات کے تمام افراد جن ہوں یا انسان، عورت یا کہ مرد ہر فرد اس کے علم میں ہے۔

انسان نادان اپنے مالک و خالق کو بھول بیٹھا ہے اور صرف اس عارضی دنیا میں رہنے کے لئے بہتر سے بہترین آرام و آسائش کے لئے، عزت و وقار کے لئے، شہرت و اقتدار کے لئے اور حلال و حرام کی تمیز ختم کر کے حصولِ دنیا کی لگن میں مگن ہے۔ اللہ رب العالمین اپنے وعدے کے مطابق ہر ایک کو اُس کے نصیب کا رزق دیے جا رہا ہے اس نے تو اعلان کر رکھا ہے:

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا [1]

''اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر نہ ہو۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

---

[1] (پارہ: ۱۲، سورۃ ھود، آیت: ٦)

وَّ یَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ [1]

"اور وہ وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں انسان کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔"

پس ہمیں چاہیے رزق حلال کے لئے اپنی کوشش جاری رکھیں اس لئے کہ محنت کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے۔ [2] طلبِ رزق میں رزاق عالم کے احکامات سے دوری کب مناسب ہے؟ اور رہی بات اس حقیقت کی کہ ہم میں سے کچھ احباب جو کہ رحمان کو راضی کرنے کے لئے مساجد میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں ان میں سے اکثر اسلام کی حقیقی روح سے نا آشنا ہیں۔

مادہ پرستی نے فحاشی وعریانی کے ذریعہ نسلِ نو کو دینِ متین سے دور کر دیا ہے ہمیں جان لینا چاہیے کہ یہ زندگی دار العمل ہے اور ہر صالح عمل کی بنیاد میں جب تک روحِ ایمان، تقاضائے ایمان موجود نہ ہو تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات جملہ حسنات کوئی معانی نہیں رکھتے۔

روحِ ایمان، جان ایمان، کمال ایمان، تقاضائے ایمان اللہ پاک کے محبوب امام الانبیاء، نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔ بقول شاعر

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دینِ حق کی شرط اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
مغز قرآں ، روح ایماں، جان دیں
ہست حب رحمۃ للعالمین

---

[1] (پارہ:۲۸، سورۃ الطلاق، آیت:۳)

[2] (الخفاجی: حاشیۃ الشھاب علی تفسیر البیضاوی، سورۃ القصص، ج ۷ ص ۸۴، مطبوعہ دار صادر، بیروت)

اب ہمیں ذرا تفکر کرنا چاہیے کہ ہمارے دل و دماغ، فکر و نظر میں کس کی محبت غالب ہے۔ سب سے پہلے رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ رب العالمین نے محبت فرمائی اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کائنات کو تخلیق فرما دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ [1]

"اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا"

جی ہاں! ضابطہ یہی ٹھہرا ہے:

مَنۡ اَحَبَّ شَيۡئًا اَكۡثَرَ ذِكۡرُهٗ [2]

"جس سے محبت کی جائے اس کا ذکر کثرت سے کیا جائے"

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنۡ اَحَبَّ شَيۡئًا اَكۡثَرَ ذِكۡرُهٗ [3]

"جسے جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔"

حضرت عباس بن فضل البجلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدہ رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے پاس لوگوں نے دنیا کی بڑی کثرت سے مذمت کی تو وہ فرمانے لگیں:

---

[1] (پارہ: ۳۰، سورۃ الم نشرح، آیت: ۴) [2] (ملا علی قاری: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الاداب، باب: الحب فی اللہ ومن اللہ، الفصل الاول، تحت الرقم: ۵۰۰۷، ج ۸ ص ۳۱۳۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان) [3] (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الاذکار، قسم الاقوال، الباب الاول: فی الذکر وفضیلتہ، رقم الحدیث: ۱۸۲۵، ج ۱ ص ۲۱۷، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور) (السیوطی: الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، باب: حرف المیم، رقم الحدیث: ۸۳۱۲، ص ۶۰۶، مطبوعہ دار التوفیقیۃ للتراث، القاھرۃ)

اَقِلُّوْا مِنْ ذَمِّ الدُّنْيَا، فَاِنَّهُ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهُ [1]

"دنیا کی اتنی مذمت نہ کرو، کیونکہ جسے جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا تذکرہ بھی کثرت سے کرتا ہے"

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت میں جن نفوسِ قدسیہ نے معراج حاصل کی وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے ان ہستیوں میں سے ایک سے بڑھ کر ایک اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق و محب تھا اگر آقائے نامدار، مدنی تاجدار، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح معنوں میں محبت کرنے کا ڈھنگ سیکھنا ہو تو ان عظیم ہستیوں کو اپنا امام و پیشوا تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد ہے: اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اهْتَدَيْتُمْ [2]

"میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کسی کی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاوگے۔"

---

[1] (ابن ابی الدنیا: الزھد، الرقم: ۴۳۴، ص ۲۲۸، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق) (ابن ابی الدنیا، ذم الدنیا، الرقم: ۴۶۴، ص ۱۸۴، مطبوعہ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت)

[2] (قاضی عیاض: الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الثالث: فی تعظیم امرہ و وجوب توقیرہ و برہ، الفصل السادس: من توقیرہ و برہ توقیر اصحابہ و برھم، جلد ۲ ص ۵۶، مطبوعہ وحیدی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور) (ابن بطۃ: الابانۃ الکبریٰ، باب: التحذیر من استماع کلام قوم یریدون نقض الاسلام۔۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۷۰۲، جلد ۷ ص ۵۶۴، ص ۵۶۵، مطبوعہ دار الرایۃ للنشر والتوزیع، الریاض) (السلمی، آداب الصحبۃ، الصحبۃ مع اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ والصحبۃ علی وجوہ۔۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۱۹۲، ص ۱۱۷، مطبوعہ دار الصحابۃ للتراث طنطا، مصر) (ابو القاسم الاصبھانی: الحجۃ فی بیان المحجۃ و شرح عقیدۃ اھل السنۃ، رقم الحدیث: ۹۷، جلد ۱ ص ۲۵۴، رقم الحدیث: ۱۳۷، جلد ۱ ص ۲۹۸، مطبوعہ دار الرایۃ الریاض، السعودیۃ)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم پر چلنے سے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت وعشق کے اسرار و رموز منکشف ہوں گے نت نئے مقامات ومنازل کے دروازے کھلیں گے اوراس کے ہم آہنگ معرفت الٰہیہ بھی روشن ہوتی جائے گی۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا رنگ اور ڈھنگ کیا تھا، وارفتگی کا عالم کیا تھا بندہ ناچیز نے ان اوراق میں مختصر ذکر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے تا کہ ہم اسوہ صحابہ کی روشنی میں اپنی زندگیوں کے رُخ کو تبدیل کرسکیں ۔اور جامِ محبت سے منزل حق کو پاسکیں۔زندگی کے ان مختصر لمحات کوغنیمت جانتے ہوئے آیئے جامِ محبت کے گھونٹ پی کراللہ کے دوستوں کی صف میں شامل ہونے کی سعی کریں۔

قرآن مجید کا حکم:

قرآن مجید ایک آفاقی کتاب ہے، ضابطہ حیات ہے، قرآن مجید کے احکامات پرعمل کرنا ہر مسلمان پرفرض ہے۔قرآن مجید میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُنِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَاوَمَسٰكِنُ تَرْ ضَوْ نَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ

فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔ ❶

"تم فرماؤ تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری عورتیں اور تمھارا کنبہ اور تمھاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمھیں ڈر ہے اور تمھارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اس آیت کریمہ میں ہر قسم کے بندھنوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جس میں انسان اپنے آپ کو اپنی فطرت اور ضرورت کے باعث بندھا ہوا پاتا ہے ماں باپ کی محبت اپنی اولاد سے اور اولاد کی اپنے ماں باپ سے، بھائی کی، بہنوں کی باہمی اُلفت میاں بیوی کا گہرا تعلق انسانی فطرت کے تقاضے میں مال کاروبار اور مکانات وغیرہ سے انسان کا لگاؤ اس لیے ہے کہ وہ زندگی بسر کرنے اور اسے عزت و آرام سے گزارنے میں ان کا محتاج ہے۔ دین اسلام کیونکہ دین فطرت ہے وہ انسان کے طبعی تقاضوں اور اس کی ضروریات کا مناسب خیال رکھتا ہے۔ اس لیے اس نے یہ حکم نہیں

❶ (پارہ:۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت:۲۴)

دیا کہ سرے سے یہ محبت کے رشتے توڑ ڈالے جائیں اور ان چیزوں سے بالکل توجہ ہی ہٹالی جائے لیکن انسانی زندگی کی غرض و غائیت اپنی چیزوں تک محدود نہیں بلکہ ان سے بہت آگے اور بہت بلند ہے اس لیے انسان کو اپنے تعلقات اور اپنی اشیاء میں کھو جانے سے روکا ہے اور حکم دیا کہ بے شک ان اشیاء سے محبت پیار کرو لیکن صرف اس حد تک جبکہ یہ چیزیں تمھاری روحانی ترقی میں حائل نہ ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور عشق سے نہ ٹکرائیں۔ ایثار و شہادت کے میدان میں جانے سے تمھارا راستہ نہ روکیں اگر کبھی ایسی صورتِ حال پیدا ہو جائے تو پھر ان تعلقات کو اور ان چیزوں کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے آگے نکل جائے۔ تب تم اپنے آپ کو ایماندار کہلانے کے حق دار ہو۔"[1]

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[2]

"اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمھیں دوست رکھے گا تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

---

[1] (تفسیر ضیاء القرآن، سورۃ التوبۃ، زیر آیت: ۲۴، حاشیہ: ۳۱، جلد ۲ ص ۱۸۹، ص ۱۹۰، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ، لاہور) [2] (پارہ: ۳، سورۃ آل عمران، آیت: ۳۱)

آیئے اپنے محبوب نبی، جانِ کائنات، فخرِ کائنات، مقصودِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو ارشاداتِ مبارکہ کا مطالعہ بھی کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے:

① لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ [1]

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔''

② مَنْ أَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَ مَنْ أَحَبَّنِي كَانَ مَعِي فِي الْجَنَّةِ [2]

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: حب الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الایمان، رقم الحدیث: ۱۴، ۱۵، ص ۶ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب: وجوب محبۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر من الاھل والولد و الوالد والناس اجمعین الخ، رقم الحدیث: (۱۶۸، ۱۶۹)، ۴۴، ص ۴۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، المقدمہ، کتاب السنۃ، باب: فی الایمان، رقم الحدیث: ۶۷، ص ۱۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (النسائی: سنن النسائی، کتاب الایمان وشرائعہ، باب: علامۃ الایمان، رقم الحدیث: ۵۰۱۶، ۵۰۱۷، ۵۰۱۸، ص ۸۴۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

[2] (ابن عساکر: تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: ۸۲۵، انس بن مالک بن النضر ۔۔ الخ، جلد ۹ ص ۳۴۳، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق) (ابن منظور الافریقی مختصر تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: انس بن مالک بن النضر ۔ الخ، جلد ۵ ص ۶۷، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر دمشق)

"جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

خلیفہ اوّل امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جامِ محبت پیا اور کیفیت محبت کا یوں اظہار کیا کہ صبح قیامت تک ہر صاحبِ ایمان کو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ڈھنگ عطا فرما دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جن کو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے زیادہ قربِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نصیب تھا۔

ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کی تعداد اڑتیس ہو گئی تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ کفار کے سامنے دعوت اسلام اعلانیہ پیش کروں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: "اے ابوبکر! ہم ابھی تعداد میں کم ہیں" مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اظہار اسلام کی اجازت مرحمت فرما دی۔

وَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ ، فَكَانَ اَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

"حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دینا شروع کیا جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تشریف فرما

تھے۔ پس آپ ہی وہ پہلے خطیب تھے جنہوں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف لوگوں کو بلایا"

اسی بنا پر آپ کو اسلام کا "خطیب اول" کہا جاتا ہے۔ نتیجتاً کفار نے آپ رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور آپ کو اس قدر زدوکوب کیا کہ آپ خون میں لت پت ہو گئے، انہوں نے اپنی طرف سے آپ کو جان سے مار دینے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ جب انہوں نے محسوس کیا کہ شاید آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے تو اسی حالت میں چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو پتہ چلا تو وہ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور آپس میں مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ ہم اس ظلم کا ضرور بدلہ لیں گے لیکن ابھی آپ کے سانس اور جسم کا رشتہ برقرار تھا۔ آپ کے والدِ گرامی ابوقحافہ، والدہ اور آپ کا خاندان آپ کے ہوش میں آنے کے انتظار میں تھا، مگر جب ہوش آیا اور آنکھ کھولی تو آپ رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس پر جاری ہونے والا پہلا جملہ یہ تھا: مَافَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے؟" تمام خاندان اس بات پر ناراض ہو کر چلا گیا کہ ہم تو اس کی فکر میں ہیں اور اسے کسی اور کی فکر لگی ہوئی ہے۔ آپ کی والدہ آپ کو کوئی شے کھانے یا پینے کے لئے اصرار سے کہتیں، لیکن اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہر مرتبہ یہی جواب ہوتا، کہ اس وقت تک کچھ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک مجھے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خبر نہیں مل جاتی کہ وہ کس حال میں ہیں۔ لختِ جگر کی یہ حالت دیکھ کر آپ کی والدہ کہنے لگیں:

وَاللّٰہِ مَالِی عِلْمٌ بِصَاحِبِكَ

”خدا کی قسم! مجھے آپ کے دوست کی خبر نہیں کہ وہ کیسے ہیں“

آپ رضی اللہ عنہ نے والدہ سے کہا کہ حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے پوچھ کر آؤ آپ کی والدہ اُمِ جمیل رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ماجرا بیان کیا۔ چونکہ انہیں ابھی اپنا اسلام خفیہ رکھنے کا حکم تھا اس لئے انہوں نے کہا کہ میں حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے دوست محمد بن عبداللہ کو نہیں جانتی ہاں اگر تو چاہتی ہے تو میں تیرے ساتھ تیرے بیٹے کے پاس چلتی ہوں۔ حضرت اُم جمیل رضی اللہ عنہا آپ کی والدہ کے ہمراہ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں تو ان کی حالت دیکھ کر اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں اور کہنے لگیں: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور اُن سے تمہارا بدلہ لے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ان باتوں کو چھوڑو مجھے صرف یہ بتاؤ: مَا فَعَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم؟

”جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے؟“

انہوں نے اشارہ کیا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فکر نہ کرو بلکہ بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا: سَالِمٌ صَالِحٌ ”آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محفوظ اور خیریت سے ہیں۔“ پوچھا: فَأَیْنَ هُوَ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت کہاں ہیں۔“

انہوں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دارارقم میں ہی تشریف فرما ہیں آپ نے یہ سن کر فرمایا:

اَنْ لَا ذُوقَ طَعَامًا وَلَا شَرَابًا اَوْ اٰتِیَ رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

"میں اس وقت تک کھاؤں گا نہ کچھ پیوں گا جب تک کہ میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان آنکھوں سے بخیریت نہ دیکھ لوں"

شمع رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پروانے کو سہارا دے کر دارِ ارقم لایا گیا، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عاشقِ زار کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو آگے بڑھ کر تھام لیا، اور اپنے عاشقِ زار پر جُھک کر اس کے بوسے لینا شروع کر دیئے۔ تمام مسلمان بھی آپ کی طرف لپکے اپنے یارِ غمگسار کو زخمی حالت میں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عجیب رقت طاری ہوگئی۔ [1]

---

[1] (ابن کثیر: البدایۃ والنھایۃ، باب: کیف بدأ الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فصل: اوّل من اسلم من متقدمی الاسلام والصحابۃ وغیرھم، جلد ۳ ص ۴۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان) (ابن عساکر: تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: ۳۳۹۸، عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان بن قحافۃ۔۔۔الخ، جلد ۳۰ ص ۴۷، ص ۴۹، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق) (الصالحی: سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، جماع ابواب بعض الامور الکائنۃ بعد بعثتہ، الباب الخامس: فی سبب دخول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دار الأرقم بن ابی الأرقم واستخفاء المسلمین حال عبادتھم ربّھم تبارک وتعالیٰ، جلد ۲ ص ۳۱۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان) (الحلبی: السیرۃ الحلبیۃ، باب: استخفائہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ فی دار الارقم بن ابی الارقم۔۔۔الخ، جلد ۱ ص ۴۱۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

اسی محبِ صادق کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَیَّ فِی مَالِہٖ وَ صُحْبَتِہٖ اَبُوْبَکْرٍ [1]

"لوگوں میں سے مجھے اپنی رفاقت دینے اور اپنا مال خرچ کرنے میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں۔"

سلطان المشائخ محبوب الٰہی، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ رحمۃ اللہ (المتوفیٰ ۷۲۵ھ) فرماتے ہیں کہ یہ پیکرِ صداقت محب صادق نماز فجر سے کافی دیر پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آستانہ مبارک پر حاضر ہو کر انتظار کرتے۔ اور جب لجپال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر تشریف لاتے اور آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو سینے سے لگا لیتے۔ (سبحان اللہ) اور فرماتے:

یا ابوبکر چرا پگاہ می آی۔

"اے صدیق رضی اللہ عنہ اتنی صبح کیوں آجاتے ہو"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرتے۔

---

[1] (المسلم: صحیح المسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب: من فضائل ابی ابکر الصدیق رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۶۱۷۰ (۲۳۸۲)، ص ۱۰۴۹ ص ۱۰۵۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب: الخوختہ والممر فی المسجد، رقم الحدیث: ۴۶۶، ص ۸۰ ص ۸۱، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، باب: قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، سدوا الابواب الا باب ابی بکر، رقم الحدیث: ۳۶۵۴، ص ۶۱۳، کتاب مناقب الأنصار، باب: ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واصحابہ الی المدینۃ، رقم الحدیث، ۳۹۰۴، ص ۶۵۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ، باب: لوکنت متخذا خلیلا لاتخذت ابا بکر خلیلا، رقم الحدیث: ۳۶۶۰، ص ۱۰۸۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

یارسول اللّٰہ کسے کہ اول دیدار ترابہ بیند من باشم۔ [1]

"یا رسول اللہ ﷺ اس لیے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کا دیدار میں کروں۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

كَانَ سَبَبُ مَوْتِ أَبِيْ بَكْرٍ مَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰه ﷺ مَازَالَ جِسْمُهٗ يَجْرِيْ حَتّٰى مَاتَ

"حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا سبب بھی ہجر و فراقِ رسول ہی بنا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جسم حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے صدمے سے نہایت ہی لاغر ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ اسی صدمے سے آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا" [2]

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم ﷺ کی محبوبیت اور آپ کے ہجر کے سوز و گداز کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوّتِ قلب و جگر گردد نبی
از خُدا محبوب تر گردد نبی [3]

---

[1] (امیر خسرو: افضل الفوائد (فارسی)، حصہ دوم، ص ۱۷۹، مطبوعہ در مطبع رضوی دہلی) (امیر خسرو: افضل الفوائد (مترجم)، حصہ دوم، ص ۲۶۸، مطبوعہ نگارشات پبلشرز، لاہور)

[2] (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ابوبکر بن ابی قحافۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۴۴۶۵، جلد ۳، ص ۲۸۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی)

[3] (اقبال: اسرار و رموز، رموزِ بیخودی، ارکانِ اساسی ملیہ اسلامیہ، رکن دوم: رسالت، ص ۱۱۷ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور)

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی دل وجگر کی تقویت کا باعث بنتی ہے اور شدت اختیار کر کے خدا سے بھی زیادہ محبوب بن جاتی ہے۔“

سوزِ صدّیق و علی از حق طلب
ذرّہ عشقِ نبی از حق طلب [1]

”تو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا ذرہ حق تعالیٰ سے طلب کر اور وہ تڑپ مانگ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مولا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ میں تھی۔“

اولاد سے بڑھ کر حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ جب تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ تو غزوہ بدر میں کفار کی طرف سے جنگ لڑ رہے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے والد محترم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں میری تلوار کی زد میں کئی مرتبہ آئے مگر میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا۔ یہ سن کر پیکرِ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لٰکِنَّکَ لَو اَھْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ [2]

[1] (اقبال: پیامِ مشرق، پیش کش بحضور اعلیٰ حضرت امیر امان اللہ خان فرمان روائے دولتِ مستقلۂ افغانستان، ص ۸، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔) [2] (ابن عساکر: تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: ۳۳۹۸، عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان ۔۔۔ الخ، جلد ۳۰ ص ۱۲۷، ص ۱۲۸، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق) (ابن منظور الافریقی: مختصر تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: عبداللہ ویقال عتیق بن عثمان ۔۔۔ الخ، جلد ۱۳، ص ۶۶، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر دمشق، سوریا) (السیوطی: تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، فصل فی صحبتہ ومشاھدہ، ص ۲۸، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی) (الدینوری: المجالسۃ وجواھر العلم، الجزء الثامن، رقم الحدیث: ۱۰۷۶، جلد ۳، ص ۴۶۸ مطبوعہ جمعیۃ التربیۃ الاسلامیۃ، البحرین)

"بیٹا! جان لے اگر دورانِ جنگ تم میری تلوار کی زد میں آ جاتے تو میں تمہیں ضرور قتل کر دیتا" اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں محبتِ پدری کی قطعاً پرواہ نہ کرتا۔''

مالی ایثار:

دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر خدمت تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام اصحاب کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی ہر ایک نے اپنی حیثیت کے مطابق مال پیش کیا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خیال کرنے لگے۔ کہ ان دنوں میرے پاس کافی مال ہے۔ اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے جانے کا بہتر موقع ہے۔ اپنا آدھا مال بارگاہِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو کر پیش کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کی: اتنا ہی مال اُن کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور جتنا مال آپ کے پاس تھا سارا پیش کر دیا۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَاۤ اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ "پیارے صدیق رضی اللہ عنہ تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ ''قَالَ: اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ [1]

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ، باب: رجاؤہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یکون ابو بکر ممن یدعی من جمیع ابواب الجنۃ، رقم الحدیث: ۳۶۷۵، ص ۱۰۸۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)
(ابی داؤد: سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب: الرخصۃ فی ذلک، رقم الحدیث: ۱۶۷۸، ۔۔۔۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "میں گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔"

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں ہدیہ تحسین پیش کیا:

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ہے خدا کا رسول بس! [1]

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جو سبقت لے جانا چاہتے تھے یہ دیکھ کر متاثر ہوئے اور فرمانے لگے: لَا اَسْبِقُهُ اِلٰى شَيْءٍ اَبَدًا [2]

"مجھے یقین ہو گیا کہ میں حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔"

تمنائے صدیقی میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

تاجدار صداقت ایک دن تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مجھے اس دنیا میں تین چیزیں

۔۔۔ص ۵ ۴ ۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الدارمی: سنن الدارمی، کتاب الزکاۃ، باب: الرجلی تصدق بجمیع ماعندہ، رقم الحدیث: ۱۶۶۰، جلد ۱ ص ۴۸۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی) (البیھقی: السنن الکبریٰ، کتاب الزکاۃ، جماع ابواب صدقۃ التطوع، باب: مایستدل بہ علی ان قولہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم: خیر الصدقۃ ما کان عن ظھر غنی۔۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۴۷۷۷، جلد ۴، ص ۳۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الزکاۃ، باب: خیر الصدقۃ عن ظھر غنی، تحت الرقم، ۱۶۷۵، جلد ۶ ص ۱۸۰، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت)

[1] (اقبال: بانگ درا، حصہ سوم، صدیق، ص ۲۵۱، مطبوعہ لاہور)

[2] پیچھے اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

خوشبو، نیک خاتون اور نماز پسند ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحبب الیّ من الدنیا ثلاث۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بھی اس دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے صدیق رضی اللہ عنہ تجھے کون سی چیزیں پسند ہیں۔ محب صادق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

* النظر الی وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس کو تکتے رہنا۔

* وانفاق مالی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
اللہ پاک کا عطا کیا ہوا مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نچھاور کرنا۔

* و ان یکون ابنتی تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
اور میری بیٹی کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آنا۔ [1]

---

[1] (ابن حجر العسقلانی: المنبهات علی الاستعداد لیوم المعاد، باب الثُّلاثی، ص ۳۲، ص ۳۳، مطبوعہ مؤسسۃ المعارف للطباعۃ والنشر، بیروت) (اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان، سورۃ النمل، زیر آیت: ۶۲، جلد ۶ ص ۳۶۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان) (الصفوری: نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس، باب المحبۃ، جلد ۱ ص ۶۷، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت) (ابو سعد النیشاپوری: شرف المصطفٰی، جماع أبواب الفضائل والمناقب، باب: فضائل الأربعۃ وسائر الصحابۃ، جلد ۶، ص ۲۲، ص ۲۳، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ، مکۃ) (محب الدین الطبری: الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، القسم الأول: فی مناقب الاعداد، الباب الرابع: فیما جاء مختصًا بالاربعۃ الخلفاء، ذکر موافقۃ الأربعۃ نبی اللہ فی حب کل واحد منھم ثلاثا من الدنیا، جلد ۱ ص ۶۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

اس محبِ صادق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار کے ساتھی کو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزار کا بھی ساتھی بنالیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حُبِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

یہ وہ ہستی ہے جس نے حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد اسلام کی سربلندی کے لئے تن من دھن قربان کیا۔

ایک دن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ، لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِيْ "یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں" سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ "ہرگز نہیں مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ جب تک میں تمہیں تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا" اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: فَاِنَّهُ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِيْ "اللہ کی قسم! اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو گئے" یہ سن کر محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْاٰنَ يَا عُمَرُ "اے عمر رضی اللہ عنہ اب تیرا ایمان کامل ہو گیا۔" [1]

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب: کیف کانت یمین النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ؟، رقم الحدیث: ۶۶۳۲، ص ۱۱۴۶، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، ۔۔۔۔

دوستو! مسلمان بھائیو!

اس حدیث پاک سے یہ بھی علم ہوگیا کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معیار کیا ہے۔

رشتہ داری حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان:

غزوہ بدر میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک ایسی مثال قائم فرمائی کہ قیامت کی صبح تک اس کی نظیر ممکن نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا حقیقی ماموں "عاص بن ہشام" میدان جنگ میں مقابلے میں آتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رشتہ داری محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان کرتے ہوئے اپنے ماموں کے سر پر اپنی تلوار ماری جو کہ سر کو کاٹتی ہوئی جبڑے تک اتر گئی۔ [1]

حب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حجر اسود کا بوسہ:

محبت کرنے والے کا ہر عمل اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع و اطاعت میں ہوتا ہے یہ سچی محبت کی نشانی ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ طواف کعبۃ اللہ فرما رہے تھے کہ حجر اسود کے سامنے کھڑے ہو کر فرمانے لگے:

۔۔۔۔حدیث عبداللہ بن ھشام جد زھرۃ بن معبد، رقم الحدیث: ۱۸۰۴۷، جلد ۲۹، ص ۵۸۳، حدیث جدزھرۃ بن معبد، رقم الحدیث: ۱۸۹۶۱، جلد ۳۱ ص ۲۹۲، حدیث عبداللہ بن ھشام، رقم الحدیث: ۲۲۵۰۳، جلد ۷ ۳ ص ۱۸۰، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت) (لبنان، الطبرانی: المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، رقم الحدیث: ۳۱۷، جلد ۱ ص ۱۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم، ذکر مناقب عبداللہ بن ھشام بن زھرۃ القرشی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث، ۶۰۲۰، جلد ۴ ص ۱۷۱، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی)

[1] (الواقدی: کتاب المغازی، بدر القتال، جلد ۱ ص ۹۲، مطبوعہ دار الاعلمی، بیروت)

اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّکَ حَجَرٌ، لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ ، وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یُقَبِّلُکَ مَا قَبَّلْتُکَ [1]

”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان اگر میں نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔“ [2]

یہ جملے ادا کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ لیا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک صحابی آسمانِ اسلام پر ایک عظیم چمکتا دمکتا ستارہ ہے اور ہر ایک صحابی اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عشق میں ممتاز نظر آتا ہے۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ وضو کرتے ہوئے مسکرانے لگے۔

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الحج، باب: ماذکر فی الحجر الاسود رقم الحدیث: ۱۷۱۷، رقم الحدیث: ۱۵۹۷۔ ص ۲۵۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الحج، باب: استحباب تقبیل الحجر الأسود فی الطواف، رقم الحدیث ۳۰۶۷، ۳۰۶۸، ۳۰۶۹، ۳۰۷۰، (۱۲۷۰) ص ۵۳۵ ص ۵۳۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابی داؤد: سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب: فی تقبیل الحجر، رقم الحدیث: ۱۸۷۳، ص ۳۸۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

[2] (الحاکم: المستدرک علیٰ الصحیحین، کتاب المناسک، جلد ۲، ص ۱۹ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی) (البیھقی: شعب الایمان، فضیلۃ الحجر الاسود والمقام والاستلام والطواف بالبیت والسعی بین الصفا والمروۃ، رقم الحدیث: ۳۷۴۹، جلد ۵ ص ۴۸۰، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عرض کرنے لگے: "یا امیر المؤمنین وضو کے دوران مسکرانے کی کیا وجہ ہے؟" حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ میں اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کر کے مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اس لئے ان کی ادا کو ادا کر رہا ہوں۔" [1]

وضو کر کے خنداں ہوئے شاہِ عثمان

کہا کیوں تبسم بھلا کر رہا ہوں

جوابِ سوال مُخالف دیا پھر

کسی کی ادا کو ادا کر رہا ہوں

اسی طرح کا ایک اور واقعہ کتب احادیث میں مذکور ہے۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر گوشت کا لقمہ کھانے لگے۔ اصحاب نے پوچھا یا امیر المؤمنین دروازے میں بیٹھ کر آپ گوشت تناول فرمارہے ہیں یہاں بیٹھ کر کھانا کس لئے؟ محبّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۴۱۵، جلد ا ص ۴۷۴، مطبوعہ مؤسستہ الرسالتہ بیروت، لبنان) (البزار: مسند البزار، مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، مسلم بن یسار، عن حمران، رقم الحدیث: ۴۲۰، جلد ۲ ص ۴۷ ص ۵۷، مطبوعہ مکتبۃ العلوم الحکم، المدینۃ المنورۃ) (الھیثمی: المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی، کتاب الطھارۃ، باب: فضل الوضو، رقم الحدیث: ۱۳۳، جلد ا ص ۸۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کوئی اور بات نہیں میں اتنا جانتا ہوں کہ ایک مرتبہ میرے لجپال نبی کریم ﷺ نے یہاں بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا تھا میں تو محبوب ﷺ کی اس ادا کو ادا کر رہا ہوں۔ [1]

دوستو! مسلمان بھائیو!

یقیناً تقاضائے محبت یہی ہے کہ محبوب کی ہر ہر ادا میں گم ہو جانا چاہیے۔

جوارِ رسول ﷺ سے دوری گوارا نہیں:

حدیبیہ کے مقام پر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر جب قریش والوں کے پاس بھیجا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چھے برس کے بعد گئے تھے۔

قریش والوں نے کہا عثمان (رضی اللہ عنہ) چھے سال بعد آئے ہو یہ کعبہ ہے

---

[1] (احمد بن حنبل: مسند امام احمد بن حنبل، مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۴۴۱، جلد ۱ ص ۴۹۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الھیثمی: المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی، کتاب الطھارۃ، باب: ترک الوضوء مما مست النار، رقم الحدیث: ۱۴۹، جلد ۱، ص ۹۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الھیثمی: غایۃ المقصد فی زوائد المسند، کتاب الطھارۃ، باب: ترک الوضوء مما مست النار، رقم الحدیث: ۳۶۹، جلد ۱ ص ۱۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البوصیری: اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، کتاب الطھارۃ، باب: ترک الوضوء مما مست النار، رقم الحدیث: ۶۲۹، جلد ص ۳۶۱، مطبوعہ دار الوطن للنشر، الریاض)

بیت اللہ ہے طواف کرلو۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر کیا کہا:

مَا كُنْتُ لِأَطُوفَ بِهِ حَتَّى يَطُوفَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم [1]

"میں اس وقت تک طواف کعبہ نہیں کروں گا جب تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم طواف نہ کرلیں"

مطلب یہ کہ قریش والو! تمہارے نزدیک کعبہ اس وقت مکہ مکرمہ میں ہے مگر اس کعبہ کا مقام و مرتبہ بتانے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حدیبیہ میں تشریف فرما ہیں۔

---

[1] (البیہقی: السنن الکبری، کتاب الجزیۃ، جماع أبواب الشرائط التی یاخذھا الامام علی اھل الذمۃ وما یکون منھم نقضا للعھد، باب: المھادنۃ علی النظر للمسلمین، رقم الحدیث: ۱۸۸۰۸، جلد ۹ ص ۳۷۰ ص ۳۷۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، حدیث المسور بن مخرمۃ الزھری، رقم الحدیث: ۱۸۹۱۰، جلد ۳۱، ص ۲۱۶ ص ۲۱۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (البیہقی: دلائل النبوۃ، باب: ارسال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ الی مکۃ حین نزل بالحدیبیۃ۔۔۔الخ، جلد ۴ ص ۱۳۴ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الحلبی: انسان العیون فی سیرۃ الامین المأمون المعروف بہ السیرۃ الحلبیۃ، غزوۃ الحدیبیۃ، جلد ۳ ص ۲۳ ص ۲۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الدیار البکری: تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، ذکر بیعۃ الرضوان، جلد ۲، ص ۳۶ ۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (السیوطی: الخصائص الکبریٰ، ذکر المعجزات الواقعۃ فی الغزوات، باب: ما وقع عام الحدیبیۃ من الآیات و المعجزات، جلد ۱ ص ۴۰۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حُبّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول فرمانے والے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ [1]

آپ رضی اللہ عنہ نے بچپن سے لے کر زندگی کا بیشتر حصہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں گزارا۔ اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حد درجہ محبت فرماتے تھے اکثر و بیشتر لوگوں سے فرمایا کرتے تھے۔

لوگو! اپنی اولاد کو اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی تعلیم دو۔ [2]

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا: کَیْفَ کَانَ حُبُّکُمْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ "یا امیر المؤمنین آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت تھی؟" جواب ارشاد فرماتے ہوئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی: وَاللّٰہِ اَحَبَّ اِلَیْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَ اَوْلَادِنَا وَ آبَائِنَاوَ اُمَّھَاتِنَا۔

"اللہ کی قسم ہمیں ہمارے آقا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے اموال، اولاد، آباء واجداد اور امہات سے بھی زیادہ محبت تھی۔"

---

[1] (السیوطی: تاریخ الخلفاء، ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، فصل فی اسلامہ رضی اللہ عنہ، ص ۲۶، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی)

[2] (البوصیری: اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، کتاب الفتن، باب: فیمن یظل فی ظل اللہ أو ظل العرش یوم لاظل الا ظلہ، رقم الحدیث: ۷۷۵۳، جلد ۸ ص ۱۸۵، مطبوعہ دار الوطن للنشر، الریاض)
(السیوطی: الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، باب: حرف الألف، رقم الحدیث: ۳۱۱، ص ۲۹، مطبوعہ دار التوفیقیۃ للتراث، القاھرۃ)

پھر مثال دیتے آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَا۔ [1]

"ایک پیاسے کو پانی سے شدید محبت ہوتی ہے۔ جان لو ہمیں اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سے بھی بڑھ کر محبت تھی"۔

یا اللہ ہمیں بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال محبت عطا فرما۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حُبّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

یہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جنہیں بچپن ہی میں ان کی والدہ محترمہ بارگاہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کر دیتی ہیں۔ اور غلامی میں قبول فرمانے کی درخواست کرتی ہیں۔ لجپال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو غلامی میں قبول فرمایا۔[2] یوں یہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی سعادت عظمیٰ دس سال حاصل کرتے رہے[3]

---

[1] (قاضی عیاض: الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الثانی: الفصل الثالث: فی ماروی عن السلف والأئمۃ من محبتھم للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وشوقھم لہ، جلد ۲، ص ۲۸، مطبوعہ وحیدی کتب خانہ قصہ خوانی پشاور)
(القسطلانی: المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المقصد السابع، الفصل الاوّل: فی وجوب محبتہ واتباع سنتہ والاقتداء بھدیۃ وسیرۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۳ ص ۴۸۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)
(السفیری: المجالس الوعظیۃ فی شرح أحادیث خیر البریۃ من صحیح الامام البخاری، المجلس العشرون، جلد ۱ ص ۴۰۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[2] (ابن حجر العسقلانی: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، رقم الترجمۃ: ۲۷۷، أنس بن مالک، جلد ۱ ص ۲۷۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[3] (الترمذی: جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب: مناقب لانس بن مالک رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۸۳۳، ص ۱۱۲۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دیوانہ وار محبت کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کثیر تعداد میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احادیث مبارکہ روایت فرمائی ہیں۔ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کب آئے گی؟ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَاذَا اَعْدَدْتَ لَهَا؟

"قیامت کیلئے تو نے کیا تیاری کر رکھی ہے"؟ وہ شخص عرض کرتا ہے۔

یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس کوئی عمل نہیں مگر اتنی بات ضرور ہے:

أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صلی اللہ علیہ وسلم

"میں اللہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔"

سرکار کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مژدہ جانفزا سنایا: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

"تجھے اپنے محبوب کی سنگت ضرور نصیب ہوگی" جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اسی کیساتھ ہوگا"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں نے جب یہ ارشاد مبارک سنا تو دل خوشی سے جھومنے لگے اس فرمانِ ذیشان کو سن کر اس قدر مسرت ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی اتنے خوش نہیں ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں جو بہار آئی اور فرمانے لگے:

---

[1] (ابن الاثیر الجزری: اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، رقم الترجمۃ: ۲۵۸، انس بن مالک بن النضر ۃ، جلد ۱ ص ۲۹۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَأَرْجُو أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ ،وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ " [1]

"میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں۔اسی محبت کی وجہ سے ان مقدس ہستیوں کا ساتھ نصیب ہوجائے گا۔اگرچہ ان نفوسِ قدسیہ کی طرح عمل نہیں کرسکا"

حالتِ نماز میں وارفتگی:

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ علیل ہوگئے۔یہاں تک کہ مصلیٰ امامت تاجدارِصداقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرکاری فرمان کے مطابق عطا کردیا گیا۔تین دن مسلسل سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مبارک سے باہر تشریف نہ لائے

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، باب: مناقب عمر بن الخطاب ابی حفص القرشی العدوی رضی اللہ عنہ ، رقم الحدیث: ۳۶۸۸،ص ۶۱۹ ص ۶۲۰ ،مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ، الریاض) (احمد بن حنبل : مسند احمد بن حنبل،مسند أنس بن مالک رضی اللہ عنہ رقم الحدیث : ۱۳۳۷۱،جلد ۲۱ ص ۶۷ ،مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت،لبنان)(عبد بن حمید: المنتخب من مسند عبد بن حمید،مسند أنس بن مالک ،رقم الحدیث: ۱۳۶۶ ،ص ۴۰۳ مطبوعہ مکتبة السنة ، القاهرة) (ابی یعلی: مسند ابی یعلی،مسند أنس بن مالک ،ثابت البنانی عن انس ،رقم الحدیث: ۳۴۶۵،جلد ۶ ص ۱۸۰،مطبوعہ دارالمامون للتراث،دمشق)

ہر ایک صحابی جامِ دیدار کو ترس گیا تھا۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ہم سب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے کہ:

فَكَشَفَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ، فَهَمَمْنَا اَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَكَصَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ، وَظَنَّ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَارِجٌ اِلَى الصَّلَاةِ

اچانک والضحیٰ کے مکھڑے والے نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور ہمیں دیکھنا شروع فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک قرآن پاک کے اوراق کی طرح پر نور تھا پھر مسکرائے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں قریب تھا کہ ہم لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے پلٹے تا کہ صف میں شامل ہو جائیں۔ اور انہوں نے یہ سمجھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لئے باہر تشریف لانے والے ہیں۔

غریبوں کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوران نماز اپنے غلاموں کی اضطراب کی اس کیفیت کو دیکھ کر:

فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَ أَرْخَى السِّتْرَ [1]

"نماز مکمل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور پردہ کر لیا۔"

دوستو! مسلمان بھائیو!

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قدر گرفتار تھے کہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی خوشی میں نماز کو بھول گئے اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جامِ دیدار کے طالب بن گئے۔ ہمیں بھی غلامیِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف دعویٰ نہیں بلکہ عملی طور پر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ثبوت دینا ہوگا کہ یہی روحِ ایمان ہے۔

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب: اهل العلم والفضل احق بالامامة، رقم الحدیث: ٦٨٠، ص ١١١، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الصلاة، باب: استخلاف الامام اذا عرض له عذر من مرض وسفر وغیرهما۔۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۹۴۴ (۴۱۹)، ص ۱۷۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (عبدالرزاق: مصنف عبدالرزاق، کتاب المغازی، باب: بدء مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۹۷۵۴، جلد ۵ ص ۴۳۳، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند أنس بن مالک رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۳۰۲۸، جلد ۲۰، ص ۳۳۰، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (البیهقی: السنن الکبری، کتاب الصلاة، جماع ابواب فضل الجماعة والعذر بترکها، باب: ترک الجماعة بعذر المرض والخوف، رقم الحدیث: ۵۰۴۶، جلد ۳ ص ۱۰۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

محبّ صادق وہ ہوتا ہے کہ جس سے محبت کرے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔[1] حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کمال محبت فرماتے تھے۔ بعض اوقات آپ کچھ ایسے افراد کو ملتے جو دور دراز علاقوں سے مدینہ شریف آتے تھے آپ رضی اللہ عنہ ان سے پوچھتے کیا آپ نے نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ اگر وہ کہتا کہ جی نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اسے فرماتے آؤ میں تجھے اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ جمیل سناتا ہوں اور کافی دیر تک اس شخص کو ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سناتے رہتے۔ حسن و جمال کا تذکرہ فرماتے اور آخر میں فرماتے:

فِدًى لَهُ اَبِيْ وَ اُمِّيْ! مَارَاَيْتُ مِثْلَهُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ۔[2]

"میرے ماں باپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کبھی دیکھا نہ کبھی بعد میں دیکھا۔"

---

[1] (ملا علی القاری: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب: الحب فی اللہ ومن اللہ، الفصل الاول، تحت الرقم: ۵۰۰۷، جلد ۸ ص ۳۱۳۴، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان)

[2] (ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر صفۃ خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۱ ص ۲۰۱، مطبوعہ مکتبہ عمریہ کانسی روڈ، کوئٹہ)

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی
جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی

سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ اور حُبّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ وہ سچے عاشق ہیں جن کو میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں کمال حاصل تھا۔ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے وصل یار کے لئے بہت سی تکالیف کا سامنا کیا، ظلم وستم برداشت کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جلتے کوئلوں پر لٹایا گیا، نوکیلے پتھروں پر گھسیٹا گیا، آخر کار عشق جیت گیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُمیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کروایا حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ انتہائی علیل تھے صحت یابی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بہت خوش ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھرپور محبتوں اور شفقتوں سے نوازا۔

یوں محب صادق کو احساس ہوا کہ آقا ایسی محبت وشفقت کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں انتہائی عروج پر پہنچے، ہر لمحہ خیالِ محبوب میں مستغرق رہتے۔ جام دیدار کے لئے ہر لمحہ بے تاب رہتے اور جب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیتے تو سکون وقرار میں آجاتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وصال فرما گئے۔

تو اس محبّ صادق نے شہر مدینہ چھوڑنے کا ارادہ کرلیا کہ اب جامِ دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محرومی ہے۔ محبت کی شدت کے باعث طبیعت میں ہر

وقت بے چینی کا غلبہ رہنا شروع ہو گیا۔ ملک شام کی طرف روانہ ہونے لگے۔ تو مدینہ شریف کے گلی کوچوں میں کہتے پھرتے اے لوگو! تم نے کہیں میرے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ تو مجھے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پتا دو اہلِ مدینہ اس کیفیت کو دیکھ کر گریہ و زاری کرنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ شام کی طرف روانہ ہوئے حلب میں قیام پذیر ہو گئے۔ ایک عرصہ گزرا خواب میں لجپال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ ؟اَمَا آنَ لَكَ اَنْ تَزُوْرَنِيْ؟

"اے بلال رضی اللہ عنہ تم نے ہمیں ملنا کیوں چھوڑ دیا کیا تمہارا دل ہم سے ملنے کو نہیں کرتا۔"

بیدار ہو کر لبیک یا سیدی کی صدا دیتے ہوئے رات کی تاریکی میں اونٹنی پر سوار ہو کر مدینہ منورہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر وارفتگی کے عالم میں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈھونڈنا شروع کر دیا مسجد نبوی شریف میں نہ ملے تو حجروں میں تلاش کیا جب کہیں بھی نہ ملے تو مرقدِ منور پر حاضر ہو کر زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ اور عرض کیا: یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلب سے اپنے غلام بلال کو فرمایا کہ آ کر مل جاؤ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھپ گئے یہ کہتے ہی بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے کافی دیر کے بعد ہوش آیا اہل مدینہ کو خبر ملی کہ مؤذن رسول سیدنا بلال رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں۔

جب طبیعت سنبھلی تو سب کے سب اکٹھے ہو کر مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہیں ایک دفعہ وہ اذان سنا دیں جو محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں سناتے تھے۔ آپ نے معذرت کی اور فرمایا میں جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہتا تھا تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا تھا اور اب یہ کلمات ادا کرتے ہوئے میں اب کسے دیکھوں گا لوگوں کے کہنے پر حسنین کریمین علیہما السلام تشریف لائے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا اے بلال رضی اللہ عنہ آپ اذان دیں نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکار نہ کر سکے۔

اور مسجد نبوی کی چھت پر چڑھ کر اذان شروع کی جب اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی صدا مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے مدینہ منورہ میں گونجی تو ہر شخص پر رقت اور گریہ زاری طاری ہوگئی۔ لوگ کہنا شروع ہو گئے مؤذن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کب تشریف لائیں گے؟ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ جب اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کلمات پر پہنچے تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آئے تو غم ہجر میں بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اذان مکمل نہ کر سکے۔ [1]

---

[1] (ابن عساکر: تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: ۴۹۳، ابراھیم بن محمد بن سلیمان بن بلال۔۔۔

دوستو! مسلمان بھائیو!

اندازہ کیا ہوگا کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر ہر صحابی کا رنگ منفرد و ممتاز نظر آتا ہے۔ ہم کیوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت میں کمال حاصل نہیں کرتے؟

حضرت سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حُبّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے ایک مرتبہ بارگاہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کرتے ہیں:

والله یارسول الله لانت احب الی من نفسی و مالی

۔۔ابن ابی الدرداء الانصاری، جلد ۷ ص ۱۳۶ ص ۱۳۷، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، الریاض) (ابن الاثیر الجزری: اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، رقم الترجمۃ: ۴۹۳، بلال بن رباح، جلد ۱ ص ۴۱۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن منظور الافریقی: مختصر تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: ابراھیم بن محمد بن سلیمان بن بلال ابن ابی الدرداء الانصاری، جلد ۴ ص ۱۱۷ ص ۱۱۸، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر دمشق) (الذھبی: سیر اعلام النبلاء، رقم الترجمۃ: ۸۱، بلال بن رباح، جلد ۳ ص ۲۱۸، مطبوعہ دار الحدیث القاھرۃ) (ابوسعد النیشاپوری: شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جماع ابواب المغازی والسرایا والبعوث النبویۃ، باب: ماجاء فی رؤیۃ النبی فی المنام۔۔الخ، جلد ۳ ص ۱۹۶، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ، مکۃ المکرمۃ) (الحلبی: انسان العیون فی سیرۃ الامین المأمون المعروف بہ السیرۃ الحلبیۃ، باب: بدء الاذان ومشروعیتہ، جلد ۲ ص ۱۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (السبکی: شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، الباب الثالث، ص ۱۸۳، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت، لبنان) (ابن حجر المکی، الجوھر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم، ص ۶۵، مطبوعہ دار جوامع الکلم، بیروت) (عبدالحق الدھلوی، مدارج النبوۃ فارسی، باب دہم: در ذکر مؤذنین و خطباء وشعراء وحداۃ، جلد ۲ ص ۵۸۳، مطبوعہ النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی لاہور)

وولدی واھلی، ولولا ان آتیک فاراك لرایت ان اموت [1]

دوستو مسلمان بھائیو! گویا حسن حیات بس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جام دیدار میں ہے ایک دن حضرت سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں کام کر رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر سنا دی۔

"یا سیدی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی جان مال اولاد اور اہل سے زیادہ محبوب ہیں میں اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جامِ دیدار روزانہ حاصل نہ کروں تو میری موت واقع ہو جائے"

خبر سنتے ہی یہ محبّ صادق انتہائی غمگین ہو گئے اور بارگاہ خداوندی میں التجاء پیش کی:

اللھم اذھب بصری حتی لا اری بعد حبیبی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم احدا۔ [2]

"یا رب العالمین! میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر اب یہ دنیا میرے لئے دید کے قابل نہیں ہے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر میں اس

---

[1] (القسطلانی: المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المقصد السابع، الفصل الاول، فی وجوب محبتہ واتباع سنتہ والاھتداء بھدیہ وسیرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۲ ص ۴۸۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)
(الزرقانی: شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد السابع، الفصل الاول: فی وجوب محبتہ واتباع سنتہ والاھتداء بھدیہ وسیرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۹ ص ۸۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[2] (القسطلانی: المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المقصد السابع، الفصل الاول: فی وجوب محبتہ واتباع سنتہ والاھتداء بھدیہ وسیرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۲ ص ۴۸۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)
(الزرقانی: شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد السابع، الفصل الاول: فی وجوب محبتہ واتباع سنتہ والاھتداء بھدیہ وسیرتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۹ ص ۸۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

دنیا کا کوئی حسن و جمال دیکھنا نہیں چاہتا اللہ کریم تو میری آنکھوں کی بینائی اب ختم کر دے تا کہ میں کچھ اور دیکھ ہی نہ سکوں۔"

شاعر نے نقشہ کھینچا۔

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زباں
اکھیاں بنایاں سوہنے دے دیدار واسطے

یوں حضرت سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی دعا کو اللہ نے شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور آنکھوں کا نور واپس لے لیا۔ محبّ کا انداز محبت کہ بس دنیا کا سارا حسن و جمال دیدار یار میں ہی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حُبّ رحمۃ للعالمین ﷺ:

آپ رضی اللہ عنہ اکثر وقت اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ گزارتے اور اپنے محبوب آقا ﷺ کے نعلین مبارک اور مسواک مبارک اٹھایا کرتے تھے۔ [1]

حضور رحمت عالم ﷺ جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے اور نعلین مبارک اُتارتے تو یہ خادم نعلین مصطفیٰ ﷺ جلدی سے اٹھا کر اپنی آستینوں میں چھپا لیتے اور جب سرکار ﷺ کھڑے ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ نعلین مبارک پہنا دیا کرتے تھے۔ [2]

---

[1] (الطبرانی: المعجم الکبیر، من اسمہ عبداللہ، من مناقب ابن مسعود، الرقم: ۸۴۵۱، جلد ۹ ص ۷۷، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ) (الذھبی: سیر اعلام النبلاء، رقم الترجمۃ: ۹۲، عبداللہ بن مسعود، جلد ۳ ص ۲۸۷، مطبوعہ دار الحدیث، القاھرۃ) [2] (البوصیری: اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، کتاب المناقب، باب: مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۶۸۸۰، جلد ۷ ص ۲۹۰، مطبوعہ دار الوطن للنشر، الریاض) (ابن الجوزی: صفۃ الصفوۃ، ذکر المشھورین بالعلم۔۔۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں۔ ❶

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ اور حُبّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

یہ وہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے محبت کے رنگ نے قیامت کی صبح تک کے غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنگ دیا۔ ایک دن بارگاہِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا جیسے بہت ہی غمگین ہیں۔

لجپال کریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: یَا ثَوْبَانُ مَا غَيَّرَ لَوْنَكَ؟ ”اے ثوبان (رضی اللہ عنہ) کیا بات ہے غمگین نظر آتے ہو؟“

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے مجھے کوئی غم نہیں مگر ایک بات جب سوچتا ہوں تو پریشان ہو جاتا ہوں کہ قیامت کے دن جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے مجھے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے جنت تو نصیب ہو ہی جائے گی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں

۔۔۔۔والزھد والتعبد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی طبقاتھم، الطبقۃ الاولیٰ علی السابقۃ فی الاسلام ممن شھد بدرا من المھاجرین والانصار وحلفائھم وموالیھم، رقم الترجمۃ: ۱۹، عبداللہ بن مسعود، جلد ۱ ص ۱۵۰، مطبوعہ دارالحدیث، القاھرۃ) (ابن سعد: الطبقات الکبری، الطبقۃ الاولی علی السابقۃ فی الاسلام ممن شھد بدراً، ومن حلفاء بنی زھرۃ بن کلاب من قبائل العرب، رقم الترجمۃ: ۴۱، عبداللہ بن مسعود۔۔۔الخ، جلد ۲ ص ۸۱، مطبوعہ مکتبہ عمریہ کانسی روڈ، کوئٹہ)

❶ (حسن رضا خان: ذوقِ نعت، ص ۶۲، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ، لاہور)

کے امام محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی شان کے مطابق اونچے مقام پر ہوں گے اور میں جنت کے نچلے درجے میں ہوں گا جب سوچتا ہوں کہ وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے فراق کے وہ لمحے کیسے گزاروں گا تو پریشان ہوجاتا ہوں۔"

اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے ہیں اور اس غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور تمام اُمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خوشخبری سناتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا [1]

"اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔" [2]

---

[1] (پارہ: ۵، سورۃ النسآء، آیت: ٦٩) [2] (ابن عساکر: تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: ۱۰۵۲، ثوبان بن بجدر۔۔۔الخ، جلد ۱۱ ص ۱۷۴، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق) (ابن منظور الافریقی: مختصر تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: ثوبان بن بجدر۔۔۔الخ، جلد ۵ ص ۳۴۸، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر دمشق، سوریا) (القسطلانی: المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المقصد السابع، الفصل الاول: فی وجوب محبتہ واتباع سنتہ والاقتداء بھدیہ وسیرۃ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد ۲ ص ۴۸۱، ۴۸۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الزرقانی: شرح الزرقانی علی المواھب، المقصد السابع، الفصل الاول: فی وجوب محبتہ واتباع سنتہ والاقتداء بھدیہ وسیرتہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ۔۔۔

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر کفار کی طرف سے آئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جذبہ محبت و عشق کو دیکھا اور واپس جا کر کفار سے کہا تم اس شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میں بڑے بڑے شہنشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں مگر شہنشاہ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کا انداز محبت جُدا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب وضو فرماتے ہیں تو سب صحابہ پانی کے ایک ایک قطرے کو اپنی ہتھیلیوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ زمین پر نہیں گرنے دیتے اور پانی کے ایک ایک قطرے کے حصول کیلئے آپس میں جھگڑتے ہیں کوئی کہتا ہے

۔۔۔جلد ۹ ص ۸۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الثعلبی: الکشف والبیان عن تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر الثعلبی، سورۃ النساء، زیر آیت: ۶۹، جلد ۳ ص ۳۴۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان) (الواحدی: الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، سورۃ النساء، زیر آیت: ۶۹، جلد ۲ ص ۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البغوی: معالم التنزیل فی تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر البغوی، سورۃ النساء، زیر آیت: ۶۹، جلد ۱ ص ۶۵۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان) (ابن عادل الحنبلی، اللباب فی علوم الکتاب، سورۃ النساء، زیر آیت: ۶۹، جلد ۶ ص ۴۷۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (النیشا پوری: غرائب القرآن ورغائب الفرقان المعروف بہ تفسیر النیشاپوری، سورۃ النساء، زیر آیت: ۶۹، جلد ۲ ص ۴۴۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابی السعود: تفسیر أبی السعود، سورۃ النساء، زیر آیت: ۶۹، جلد ۲ ص ۱۹۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان) (ثناء اللہ پانی پتی: تفسیر المظھری، سورۃ النساء، زیر آیت: ۶۹، جلد ۲ ص ۱۶۱، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ)

کہ مجھے آبِ کوثر کے یہ قطرے اپنے ہاتھوں پر اٹھانے دو۔ان قطرات کو اپنے چہروں اور سینوں پر مل لیتے ہیں۔اور یہ خیال کرتے ہیں کہ پانی کے یہ قطرے جن چہروں اور سینوں پر لگ جائیں گے وہ دنیا میں بھی اور قیامت کے دن بھی چمکتے رہیں گے۔

اگر آپ ﷺ لعابِ دہن زمین پر پھینکنے کی کوشش کرتے ہیں تو صحابہ کرام اسے اٹھا کر اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے ہیں۔اگر کسی کو قطرہ نصیب نہیں ہوتا تو وہ اس صحابی کے ہاتھ سے ہاتھ مل لیتا ہے، جسے وہ قطرہ نصیب ہوجاتا تھا۔[1]

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری ، کتاب الشروط، باب: الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وکتابة الشروط، رقم الحدیث: ۲۷۳۲،ص ۴۴۷ ص ۴۴۸، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (عبدالرزاق: مصنف عبدالرزاق، کتاب المغازی، باب: غزوة الحدیبیة، رقم الحدیث: ۹۷۲۰، جلد ۵ ص ۳۳۰ ص ۳۳۱، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، حدیث المسور بن مخرمہ الزهری، رقم الحدیث: ۱۸۹۲۸، جلد ۳۱، ص ۲۴۳، ص ۲۴۴ ص ۲۴۵، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (ابن حبان: صحیح ابن حبان، کتاب السیر ، باب الموادعة والمهادنة، ذکر مایستحب للامام استعمال المهادنة بینہ وبین اعداء اللہ اذا رأی بالمسلمین ضعفا یعجزون عنهم، رقم الحدیث: ۴۸۷۲، جلد ۱۱ ص ۲۱۶ ص ۲۱۷ ص ۲۱۸، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، من اسمہ مسور، مسور بن، مخرمة بن نوفل بن اهیب الزهری، عروة بن الزبیر، عن المسور بن، مخرمة ، رقم الحدیث: ۱۳، جلد ۲۰ ص ۶۹ ص ۱۰ مطبوعہ مکتبة ابن تیمیة ، القاهرة) (البیهقی: السنن الکبری، کتاب الجزیة، جماع ابواب الشرائط التی یاخذها الامام علی اهل الذمة ۔۔۔الخ ، باب: المهادنة علی النظر للمسلمین ، رقم الحدیث: ۱۸۸۰۷، جلد ۹ ص ۳۶۶ ص ۳۶۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

دوستو! مسلمان بھائیو!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام کا یہ اندازِ محبت نہ تو قرآن مجید میں اس طرح حکم آیا ہے کہ میرے حبیب کے لعابِ دہن کو ہتھیلیوں پر اٹھا کر اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیں اور نہ ہی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے یہ حکم فرمایا ہے۔ صحابہ کرام کا یہ جذبہ محبت ہی تو ہے جس نے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔

عشق سرکار کی اِک شمع جلالو دل میں
بعد مرنے کے لحد میں بھی اجالا ہوگا

محبت کا تقاضہ:

یہ بات ہمارے علم میں آچکی ہے کہ محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ ایمان کی تکمیل اور لذتِ ایمان کے حصول کیلئے ہمیں بھی اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حد درجہ محبت کرنا ہوگی۔ اور جان لیجئے اگر ہماری زندگی کا ہر ہر لمحہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع واطاعت میں گزرے گا تو محبت سچی ہوگی۔ اس لئے محبت کا تقاضہ یہی ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں سے محبت کی جائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پاک بھیجا جائے۔ حدیث شریف میں ہے:

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهُ [1]

[1] (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الاذکار، قسم الاقوال، الباب الاول: فی الذکر وفضیلته، رقم الحدیث: ۱۸۲۵، جلد ۱ ص ۲۱۷، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور) (السیوطی: الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، باب: حرف المیم، رقم الحدیث: ۸۳۱۲، ص ۶۰۶، مطبوعہ دار التوفیقیۃ للتراث، القاهرة)

"جو جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔"

اللہ کریم سے التجا ہے ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت عطا فرمائے اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جامِ رحمت

تحریر

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّم﴾

جامِ رحمت

کرم ہی کرم:

اللہ کریم نے اپنے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے نور سے تخلیق فرمایا ......پھر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ساری کائنات کو بنایا......عرش وفرش پر ان کے ذکر کا ڈنکا بجایا......ہم پر یہ کرم فرمایا کہ اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا......اور عطا کی انتہا فرماتے ہوئے تسکین قلب، سعادتِ دو جہاں، نجات عصیاں، قرب جانِ جاناں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہر صالح عمل کی قبولیت کیلئے ایک ایسا ذکر عطا فرمایا......جس نے اس ذکر کو وظیفہ بنایا......اس کو ایسا صلہ عطا فرمایا ......کہ دو جہاں کا خزینہ اس کے ساتھ آیا۔

جی دوستو! مسلمان بھائیو!

وہ ذکر جو رب کریم نے اپنے لئے بھی منتخب فرمایا ......بے شمار فرشتوں کو بھی اسی کام پر لگایا......اور مومنوں کو بھی یہی حکم صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیمًا فرمایا۔

جی ہاں! یہ ہی وہ ذکر، وہ عمل ہے۔ جسے خود مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی پسند

فرمایا......دیکھا تو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگیوں میں بھی یہی عمل غالب نظر آیا ......غوث ،قطب ،ابدال ،قلندر فرماتے گئے اسی ذکر کے ذریعے ہم نے منزل مقصود کو پایا......مومن پھر تو بھی نہ کر وقت ضائع ......لا حاصل وقت گنوا کے جو پچھتایا...... گیا وقت پھر کبھی ہاتھ نہ آیا ......آج وقت ہے حاصل کر لے یہ لازوال سرمایہ......تا کہ روزِ محشر مل سکے اللہ کی رحمت کا سایہ......اور تو بن سکے جنت میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسایہ۔

ڈھیروں برکتیں ہیں درود شریف میں ......بس سعادت مند افراد کی صف میں شامل ہونے اور لامحدود برکتیں سمیٹنے کیلئے قرآن وحدیث کے نور میں بے شمار برکتوں میں سے چند برکاتِ درود شریف کا بیان مختصر اوراق میں ترتیب دینے کی سعی جمیلہ کی ہے ۔تا کہ ہمارے دلوں میں درود شریف کی محبت پیدا ہوجائے ۔اور اس ذکر،وظیفہ کے ذریعے دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کی جا سکے۔

محتاج دعا:
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

اللہ رب العٰلمین نے اس جہان رنگ و بو کو اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وعظمت کے اظہار کیلئے ہی سجایا۔ اللہ تعالیٰ اگر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا نہ فرماتا تو یہ کائنات ہی تخلیق نہ فرماتا۔

حدیثِ قُدسی ہے:

لَوْلَاكَ يَا مُحَمَّدُ لَمَا خَلَقْتُ الْكَائِنَاتِ [1]

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر تم نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر تشریف لائے۔ تمام اولین و آخرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت سے فیض لے رہے ہیں۔

سب سے پہلے اللہ رب العٰلمین نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو تخلیق فرمایا پھر آپ ہی کیلئے تمام انبیائے کرام مبعوث فرمائے۔ جو سارے آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشخبریاں دیتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت سے فرمایا:

﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ [2]

"میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں میرے بعد ایک رسول آئیں گے جن کا نامِ نامی احمد ہوگا۔"

---

[1] (اِسماعیل الحقی: تفسیر روح البیان، سورۃ الصّف، زیر آیت: ۶، جلد ۹ ص ۵۰۰، سورۃ الفرقان، زیر آیت: ۸، جلد ۶، ص ۱۹۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان) (النبہانی: جواھر البحار فی فضائل النبی المختار، ومنھم العارف باللہ سیدی الشیخ اِسماعیل حقی، جلد ۲ ص ۲۵۶، مطبوعہ النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

[2] (پارہ: ۲۸، سورۃ الصّف، آیت ۶)

ختم نبوت کا تاج سجا کر، مقامِ محبوبیت پر فائز فرما کر اس شان سے اپنے محبوب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ممتاز کیا کہ دنیا میں، قیامت میں اور جنت میں بھی محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو بلند کر دیا۔

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ❶

فرما کر تمام جہان والوں کو بتلا دیا کہ میں نے خود اپنے محبوب کیلئے ان کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ،ذکر ہے اونچا تیرا ❷

اور پھر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنۡ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ عَلَيۡهِمۡ حَفِيۡظًا ❸

”جس نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔“

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اس میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو ایمان کا معیار بنایا۔

---

❶ (پارہ:۳۰،سورۃ الم نشرح،آیت:۴)

❷ (احمد رضا خان: حدائق بخشش، حصہ اول، ص۱۰، مطبوعہ پروگریسو بکس اُردو بازار، لاہور)

❸ (پارہ:۵،سورۃ النساء،آیت:۸۰)

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ [1]

"تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کے اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔"

ایک اور مقام پر اللہ رب العٰلمین نے اپنی محبت کے دعوے دار کو اپنے محبوب علیہ السلام کی غلامی اختیار کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور جب کوئی غلامِ مصطفیٰ بن جائے تو اُسے اپنا محبوب بنا لینے کا مثردہ جانفزا سنایا۔ گویا جو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو گیا وہ خدا کا ہو گیا۔

---

[1] (پارہ:۱۰، سورۃ التوبۃ، آیت:۲۴)

دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے جو لپٹا یگانہ ہوگیا
جس کے حضور ہوگئے اس کا زمانہ ہوگیا

ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ [1]

"اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں [2]

پھر ہمارے پیارے نبی ﷺ نے بھی ایمان کی جان اور مومن کی پہچان بتائی ہے:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ [3]

---

[1] (پارہ: ۳، سورۃ آل عمران، آیت: ۳۱) [2] (اقبال: بانگِ دراء، حصہ سوم، ۱۹۰۸ء سے، جوابِ شکوہ، ص ۲۳۲، مطبوعہ لاہور) [3] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: حب الرسول ﷺ من الایمان، رقم الحدیث: ۱۵، ص ۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب: وجوب محبۃ رسول اللہ ﷺ اکثر من الاھل والولد والوالد والناس اجمعین الخ، رقم الحدیث: ۱۶۹ (۴۴)، ص ۴۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)۔۔۔

"اس وقت تک تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے والدین اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہیں کرتے۔"

قرآن و حدیث کے نور سے پتہ چلتا ہے کہ محبتِ رسول ﷺ ہی تقاضائے ایمان ہے، کمال ایمان ہے اور دنیوی اُخروی نجات کا ذریعہ ہے۔ محبت کرنے والے محب کو ضابطہ بھی عطا کر دیا ہے کہ محبت کس طرح کی جائے ارشاد ہوتا ہے:

مَن اَحَبَّ شَيئًا اَكثَرَ ذِكرُه [1]

"جس سے محبت کی جائے اس کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے۔"

ذرا دیکھئے خدا نے محبوب ﷺ سے محبت کی اور اس کے ذکر کا چرچا کس انداز سے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا [2]

"بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم ﷺ پر اے ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو۔"

۔۔۔(ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب: فی الایمان، رقم الحدیث: ۶۷، ص ۱۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (النسائی: سنن النسائی، کتاب الایمان وشرائعہ، باب: علامۃ الایمان، رقم الحدیث: ۵۰۱۶، ۵۰۱۷، ۵۰۱۸، ص ۹۴۸، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

[1] (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الاذکار، من قسم الاقوال، الباب الاوّل: فی الذکر وفضیلتہ، رقم الحدیث: ۱۸۲۵، جلد ۱ ص ۲۱۷، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور) (السیوطی: الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، باب: حرف المیم، رقم الحدیث: ۱۲۸۳، ص ۶۰۶، مطبوعہ دار التوفیقیۃ للتراث، القاھرۃ) [2] (پارہ: ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۶)

اللہ تعالیٰ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجتا ہے۔اور فرشتے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درود شریف بھیجتے ہیں اور ایمان والوں کو بھی درود وسلام بھیجنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ پاک ،فرشتے اور ایمان والے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔

امام شھاب الدین محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

وتعظیمه تعالیٰ إیاه فی الدنیا باعلاء ذکره واظهار دینه وابقاءالعمل بشریعته، وفی الآخرة بتشفیعة فی امته واجزال اجره ومثوبته وابداء فضله للأولین والآخرین بالمقام المحمود و تقدیمه علی کافة المقربین الشهود۔

"اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ذکر کو بلند کرکے،اس کے دین کو غلبہ دے کر اور اس کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کے اس دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وشان بڑھاتا ہے اور روز محشر امت کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قبول فرما کر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہترین اجر وثواب عطا کرکے اور مقام محمود پر فائز کرنے کے بعد اولین اور آخرین کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بزرگی کو نمایاں کرکے اور تمام مقربین پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سبقت بخش

کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو آشکار افرماتا ہے۔ [1]

فرشتوں کا درود شریف بھیجنے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کیلئے دست بدعا ہیں۔

حضرت امام ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صَلَاةُ اللّٰهِ ثَنَاؤُهُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ، وَصَلَاةُ الْمَلَائِكَةِ الدُّعَاءُ۔ [2]

"اللہ تعالیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا معنی ہے فرشتوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمد وثناء کرنا اور فرشتوں کے درود پڑھنے کا معنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے (درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لئے) دعا کرنا۔"

مومن بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ یہ اس لئے کہ ہم نہ شانِ رسالت کو کما حقہ، جانتے ہیں اور نہ ہی اس کا حق ادا کر سکتے ہیں اس لئے اعتراف عجز کرتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ یعنی اللہ کریم تو ہی اپنے محبوب کی شان

---

[1] (آلوسی: تفسیر روح المعانی، سورۃ الاحزاب، زیر آیت: ۵۶، جلد ۱۱ ص ۲۵۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) [2] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الاحزاب، باب قولہ: ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی، ص ۸۴۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

کو اور قدر و منزلت کو صحیح طور پر جانتا ہے۔اس لئے تو ہی ہماری طرف سے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیج جو ان کی شان کے شایاں ہے۔

امام ابو السعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَعْنَی لَمَّا أَمَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَه بِالصَّلَاة عَلَیْهِ وَلَمْ نَبْلُغ قَدَرَ الوَاجِب مِنْ ذَلِکَ أَحَلْنَاهُ عَلَی اللّٰهِ ، وَ قُلْنَا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ أَنْتَ عَلَی مُحَمَّدٍ ، لِأَنَّکَ اَعلَمُ بِمَا یَلِیْقُ بِهٖ[1]

"اس کا معنی یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم دیا اور ہم کو معلوم نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا مرتبہ ہے اور آپ پر کس طرح درود پڑھنا چاہیے تو ہم نے درود پڑھنے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور ہم نے کہا۔ اے اللہ! اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرتبہ کو تو ہی جاننے والا ہے ان کے مرتبہ کے موافق تو ہی ان پر درود پڑھ سکتا ہے سو تو ہی ان پر درود پڑھ۔"

درود شریف حکم خداوندی ہے، درود شریف قربِ رسول کا ذریعہ ہے درود شریف پریشانیوں اور دکھوں سے نجات کا ضامن ہے۔

---

[1] (ابن الاثیر الجزری: النھایۃ فی غریب الحدیث والأثر، باب الصاد مع اللام، (صلا)، جلد ۳، ص ۵۰، مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ، بیروت) (السخاوی: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، الباب الاوّل: فی الأمر بالصلاۃ علی رسول اللہ، ماالحکمۃ فی ان اللہ تعالیٰ امرنا ان نصلی علیہ، ونحن نقول اللھم صل، ص ۳۷، مطبوعہ دار الکتب العربی، بیروت)

دیدارِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اکسیر ہے، رزق میں برکت کا سامان ہے، مقاصدِ حسنہ کی تکمیل کے لئے عطائے حق ہے۔

پیارے دوستو! مسلمان بھائیو!

درود شریف کی برکات کو احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ علمائے کرام نے اس کی برکتوں کے بیان میں بڑی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے حاصل کردہ فیوض و برکات کو قلمبند کیا ہے۔

(۱) فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تالیف: امام اسماعیل بن اسحاق الجھضمی القاضی المالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ: ۲۸۲ھ)

(۲) کتاب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تألیف: امام، حافظ، أبوبکر أحمد بن عمرو ابن أبي عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ: ۲۸۷ھ)

(۳) کتاب الاعلام بفضل الصلاۃ علی النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) والسلام:

تألیف: امام، حافظ، محدث، محمد بن عبدالرحمن بن علی النمیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ: ۵۴۴ھ)

(۴) أنوار الآثار المختصۃ بفضل الصلاۃ علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تألیف: شیخ، فقیہ، امام ابوالعباس أحمد بن معد بن عیسیٰ الأقلیشی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۵۵۰ھ)

(۵) القربۃ إلی ربّ العالمین بالصلاۃ علی محمد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تألیف: امام، حافظ، أبوالقاسم ابن بشکوال الانصاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۵۷۸ھ)

(۶)۔ الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

تألیف: أبوطاہر مجدالدین محمد بن یعقوب الفیر وزآبادی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۸۱۷ھ)

(۷) دلائل الخیرات فی ذکر الصلاۃ علی النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

تألیف: شیخ، امام، أبوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی الحسنی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۸۷۰ھ)

(۸)۔القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

تألیف: امام، علامہ، حافظ، شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۹۰۲ھ)

(۹)۔مَسالکُ الحنفاء إلی مشارع الصلاۃ علی المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

تألیف: امام، حافظ، أبوالعباس احمد بن محمد بن أبی بکر القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۲۳ھ)

(۱۰)۔الدُّرُّ المنضُود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

تألیف: امام، حافظ، أبوالعباس شھاب الدین أحمد بن محمد بن علی ابن حجر الھیتمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۹۷۴ھ)

(۱۱)۔سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

تألیف: قاضی، شیخ، یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۳۵۰ھ)

(۱۲)۔آبِ کوثر:

تألیف: فقیہ العصر، یادگار اسلاف، حضرت قبلہ مفتی محمد امین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:۱۴۳۹ھ)

درود شریف کی کمال فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگا لیجئے کہ اللہ پاک نے کتاب مبین قرآن مجید میں ہمیں بہت سے احکامات صادر فرمائے ہیں مثلاً نماز کا حکم، روزے کا حکم، حج وزکوٰۃ کا حکم، تمام احکام صرف ہمارے لئے خود بے نیاز ہے ان معاملات کو سرانجام نہیں فرماتا۔

مگر قربان جاؤ دوستو! مسلمان بھائیو!

درود شریف ہی وہ ذکر ہے جو اللہ پاک خالق ہو کر اور ہم مخلوق ہو کر سرورِ کائنات، نورِ مجسم، قاسم جنت و کوثر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات پر بھیج رہے ہیں۔

کرم آج بالائے بام آ گیا ہے
زباں پر محمد کا نام آ گیا ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصحٰبِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اظہارِ مسرت:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے پیارے محبوب نبی کریم تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمال باکمال دیکھنے کے لئے ہر لمحہ بے تاب رہتے اور اکثر لمحات بارگاہِ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں گزارتے۔ ایک صحابی حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت خوش نظر آئے میں نے جسارت کی اور عرض کیا:

یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَا رَأَیتُکَ أَطیَبَ نَفسًا وَلَا أَظهَرَ بِشرًا مِنکَ فِي یَومِکَ هٰذَا

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے اس سے پہلے آپ کو اس طرح خوشگوار اور پر مسرت انداز میں نہیں دیکھا۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَمَالِي لَاتَطِيبُ نَفْسِي وَلَا يَظْهَرُ بِشْرِي وَ إِنَّمَا فَارَقَنِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ السَّاعَةَ

”میں اتنا زیادہ خوش کیوں نہ ہوں؟ حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جبریل علیہ السلام مجھ سے رخصت ہوئے“

اور جبریل علیہ السلام نے کہا:

يَا مُحَمَّدُ مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا عَشَرَ حَسَنَاتٍ وَ مَحَاعَنْهُ عَشَرَ سَيِّئَاتٍ وَرَفَعَهُ بِهَا عَشَرَ دَرَجَاتٍ وَقَالَ: لَهُ الْمُلْكُ مِثْلَ مَا قَالَ: لَكَ ، قُلْتُ : يَاجِبْرِيْلُ وَمَا ذَاكَ الْمَلْكُ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَكَّلَ بِكَ مَلَكًا مِنْ لَدُنِ خَلْقِكَ إِلَى أَنْ يَبْعَثَكَ لَا يُصَلِّي عَلَيكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا قَالَ وَ أَنْتَ صَلَّى اللّٰه عَلَيكَ [1]

---

[1] (الطبرانی: المعجم الکبیر، ما أسند أبوطلحة، أنس بن مالک، عن أبي طلحة، رقم الحدیث: ۴۷۲۰، جلد ۵ ص ۱۰۰، مطبوعہ مکتبة ابن تیمیة، القاهرة) (الهیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأدعیة، باب: الصلاة علی النبی ﷺ فی الدعاء وغیره، رقم الحدیث: ۱۷۲۸۶، جلد ۱۰ ص ۱۶۱، ـــــ

”اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! آپ کی امت میں سے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلہ میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے نامہ اعمال سے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے اور فرشتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے والے پر اسی طرح درود بھیجتا ہے جس طرح وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے“ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے پوچھا: اے جبریل (علیہ السلام) اس فرشتے کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: ”اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق کے وقت سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک ایک فرشتے کی یہ ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے وہ اس کے جواب میں یہ کہے کہ (اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے والے) اللہ تجھ پر درود (بصورتِ رحمت) بھیجے۔“

۔۔۔۔ مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ) (الھندی: کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، کتاب الاذکار، من قسم الأقوال، الباب السادس: فی الصلاۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلاۃ والسلام، رقم الحدیث: ۲۱۷۰، جلد ۱، ص ۲۴۹، کتاب الأذکار، من قسم الأفعال، باب: فی الصلاۃ علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۰۰۹، جلد ۲ ص ۱۲۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور) (المنذری: الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الصلاۃ علی النبی ۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۲۵۶۷، جلد ۲ ص ۳۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

نبی مکرم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا فَلْيُكْثِرْ عَلَيَّ عَبْدٌ مِنَ الصَّلَاةِ أَوْ لِيُقَلِّلْ [1]

"جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود (بصورت رحمت) بھیجتا ہے۔ اب بندہ چاہے تو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے اور چاہے تو کم درود بھیجے۔"

مسلمان بھائیو! اب جتنا چاہو تھوڑا یا زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود شریف بھیجنے کی سعادت حاصل کرلو، اور اللہ کی رحمتیں حاصل کرو، اپنے گناہ معاف کرواؤ۔ درجات بلند کروالو۔

رحمتِ خداوندی کا مقام:

ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کو اللہ کریم اپنی دس رحمتیں عطا فرماتا ہے اللہ پاک کی ایک رحمت دنیا و مافیہا یعنی دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے بہتر ہے اور پھر جسے ایک مرتبہ درود شریف پڑھنے پر دس رحمتیں مل جائیں اس کی خوش بختی کا کیا کہنا۔

رحمتوں کے حصول کے بعد وہ دنیا و آخرت میں کیسے غمزدہ رہ سکتا ہے۔

[1] (البیہقی: شعب الایمان، باب: فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و إجلالہ وتوقیرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۴۵۷، جلد ۳، ص ۱۲۷، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (الھندی: کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، کتاب الاذکار، من قسم الأقوال، الباب السادس: فی الصلاۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلاۃ والسلام، رقم الحدیث: ۲۲۰۳، جلد ۱ ص ۲۵۲، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور)

درود شریف کی بہت بڑی برکت یہ ہے کہ کثرت سے پڑھنے والے کو بے شمار رحمتوں سے مالا مال کر دیا جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ [1]

قربِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ذاکر اس لئے ذکر کرتا ہے کہ ذکر کرتے کرتے مذکور یعنی اپنے مطلوب، مقصود، محبوب کا وصل، قرب حاصل کر لے اور منزل کو پالے۔ درود شریف پڑھنے والے کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس جہان میں بھی قرب، قبر میں بھی قرب اور قیامت کے دن بھی قربِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہوگا۔ فقیہ الأمت، حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً [1]

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب الوتر، باب: ماجاء فی فضل علیہ الصلاۃ علی النبی، رقم الحدیث: ۴۸۴، ص ۱۶۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب: ما أعطی اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۱۷۸۷، جلد ۶ ص ۳۲۵، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (أبی یعلی: مسند أبی یعلی الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود، رقم الحدیث: ۵۰۱۱، جلد ۸ ص ۴۲۷، مطبوعہ دار المأمون للتراث، دمشق) (ابن حبان: صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب الأدعیۃ، ذکر البیان بأن اقرب الناس فی القیامۃ یکون من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من کان أکثر صلاۃ علیہ فی الدنیاء، رقم الحدیث: ۹۱۱، جلد ۳ ص ۱۹۲، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، ومن مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۹۸۰۰، جلد ۱۰ ص ۱۷، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاهرۃ) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الصلاۃ، باب: فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۶۸۶، جلد ۳، ص ۱۹۶ ص ۱۹۷، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

”بے شک قیامت کے دن لوگوں میں سے میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو (دنیا میں) مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجا کرتا ہوگا۔“

عطائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ایک عاشقِ صادق جن کا اسم گرامی محمد بن سعید بن مُطرف رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت فرماتے تھے۔اور اسی محبت کی وجہ سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والا صفات پر روزانہ درود شریف بھیجتے تھے، لجپال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا، خواب میں جامِ دیدار عطا فرمایا۔

امتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

اور کرم کی بارش فرماتے ہوئے فرمانے لگے امتی اپنا منہ قریب کر میں بوسہ لوں کہ تو اس منہ سے درود شریف پڑھتا ہے۔وہ عاشق صادق محمد بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ تیرا منہ اس قابل کہاں کہ جو تو لب ہائے مبارکہ کے قریب کرے۔مگر تعمیل کرتے ہوئے منہ قریب کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخسار سے بوسہ لیا۔میں جب صبح اٹھا تو میرا گھر مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔اور یہ خوشبو آٹھ دن تک میرے گھر میں مہکتی رہی۔ [1]

---

[1] (السخاوی: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، الباب الثانی: فی ثواب الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۴۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت) (ابن حجر الھیتمی: الدُّرُّ المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود، الفصل الرابع: فوائد الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مبشرات منامیۃ ۔۔۔

بھولے بیٹھے ہیں ہم ان کو چاہتے ہیں وہ ہمیں
الٹی موجیں مارتا ہے اے حسن دریائے عشق

دوستو! مسلمان بھائیو!

یہ عطائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس سبب سے انہیں ملی، یہ دولت بے بہا اس لئے ان کے ہاتھ آئی کہ وہ روزانہ درود شریف کی کثرت فرماتے تھے۔اس عطا کے بعد اس عاشق کو دنیا و آخرت کی کونسی کمی ہوگی۔

اللہ کریم ہمیں بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اخلاص اور محبت کے ساتھ درود شریف پڑھنے کی سعادتِ عظمیٰ عطا فرمائے۔آمین

﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِك وَسَلِّم﴾
﴿صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ﴾

۔۔۔لمن أکثر من الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ، ص ۱۱۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (فیروز آبادی: الصِلاتُ وَالبُشَر فی الصَّلاۃِ علی خَیر البَشَر، الآثار الواردۃ فی فضائل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۲۷ مطبوعہ سماح للنشر والتوزیع، دمشق) (عبد الحق الدھلوی: جذب القلوب إلی دیار المحبوب (فارسی)، فصل: بدانکہ فوائد ونتائج، ونتائج صلوٰۃ نبویہ، ص ۲۴۹ ص ۲۵۰، مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ) (النبہانی: سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الرابع: فیما ورد من لطائف المرائی والحکایات فی فضل الصلاۃ والسلام علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللطیفۃ السابعۃ والثلاثون، ص ۱۳۹، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

یوم آخرت پر ہر مسلمان کا ایمان ہے۔یوم آخرت جزاوسزا کا دن ہے۔ اس دن جلال خداوندی عروج پر ہوگا،سورج قریب ہوگا۔

ساری مخلوق حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر شفاعت کی درخواست کرے گی۔حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے بے شک آج میرے رب کا غضب عظیم ہے۔

نَفْسِی نَفْسِیْ نَفْسِیْ اِذْھَبُو اِلیٰ غَیرِیْ

"مجھے اپنی ہی فکر ہے مجھے اپنی ہی فکر ہے مجھے اپنی ہی فکر ہے،تم کسی اور کے پاس جاؤ"۔

سارے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی یہی جواب دیں گے پھر وہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے،ان کا جواب بھی یہی ہوگا۔پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے ان کا جواب بھی یہی ہوگا۔تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ یہ پتہ دیں گے۔اِذْھَبُوا اِلیٰ مُحَمَّد "تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ۔"

ذرا غور کیجئے !انبیاء کرام علیھم السلام کو بھی میدانِ محشر میں اپنی ہی فکر ہوگی۔اس کرب وغم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب کو اس ہستی کریم کے پاس بھیجیں گے جو خدا کے لاڈلے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔سارے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوکر شفاعت کی درخواست پیش کریں گے۔

غم خوار آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے:

اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا [1]

میں اس کام کیلئے ہوں آؤ میں اسی کام کیلئے ہوں۔

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِىْ
مرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا [2]

پھر نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ رب العلمین کی بارگاہ میں سجدہ فرمائیں گے اور اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائیں گے تو اللہ رب العزت ارشاد فرمائے گا۔

---

[1] (أبي داؤد الطيالسي : مسند أبي داؤد الطيالسي ، وما أسند عبدالله بن العباس بن عبدالمطلب، وأبونضرة، رقم الحديث : ۲۸۳۴، ص ۴۸۸ ص ۴۸۹ ، مطبوعه دار ابن حزم بيروت ، لبنان) (البخاری : صحیح البخاری ، كتاب التوحيد، باب: كلام الرب تعالىٰ يوم القيامة مع الانبياء وغيرهم ، رقم الحديث: ۷۵۱۰، ص ۱۲۹۳، مطبوعه دار السلام للنشر والتوزيع ، الرياض) (المسلم: صحيح المسلم، كتاب الايمان، باب: أدنى أهل الجنة منزلة فيها، رقم الحديث: ۳۲۶ (۱۹۳)، ص ۱۰۲ ص ۱۰۳، مطبوعه دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض) (احمد بن حنبل : مسند أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن العباس بن عبدالمطلب، رقم الحديث : ۲۵۴۶ ، جلد ۴ ص ۳۳۰ ، رقم الحديث : ۲۶۹۲ ، جلد ۴ ص ۴۲۷ ، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت، لبنان) (البغوى : شرح السنة ، كتاب الفتن ، باب: شفاعة الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، رقم الحديث: ۴۳۳۳ ، جلد ۱۵ ص ۱۵۷ ، ص ۱۵۸ ، مطبوعه المكتب الاسلامی، بيروت) (النسائی: السنن الكبرى، كتاب التفسير، سورة النساء، قوله تعالىٰ: انما المسيح عيسى ابن مريم رسول الله۔۔۔الخ، رقم الحديث: ۱۱۰۶۶، جلد ۱۰ ص ۶۷، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت، لبنان)

[2] (حسن رضا خان: ذوق نعت، ص ۱۳، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز گنج بخش روڈ، لاہور)

يَا مُحَمَّدُ اِرفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر اٹھائیے مانگئے آپ کو دیا جائے گا شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔"

رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، میں اللہ کریم سے عرض کروں گا:

اُمَّتِي يَا رَبِّ، اُمَّتِي يَا رَبِّ، اُمَّتِي يَا رَبِّ[1]

"اے رب میری امت، اے رب میری امت، اے رب میری امت۔"

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت فرماتے جائیں گے اور ہم گناہگاروں کو نجات ملتی جائے گی۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) یہ شفاعت درود شریف پڑھنے والوں کو عطا کی جائے گی۔

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۃ بنی اسرائیل، باب: ذریۃ من حملنا مع نوح انہ کان عبدا شکورا، رقم الحدیث: ۴۷۱۲، ص ۸۱۵، ص ۸۱۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب: أدنی أھل الجنۃ منزلۃ فیھا، رقم الحدیث: ۳۲۷ (۱۹۴)، ص ۱۰۳ ص ۱۰۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الترمذی: جامع الترمذی، أبواب صفۃ القیامۃ، باب: ماجاء فی الشفاعۃ، رقم الحدیث: ۲۴۳۴، ص ۷۲۹ ص ۷۳۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب: ما أعطی اللہ تعالیٰ محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۱۶۷۴، جلد ۶ ص ۳۰۷، ص ۳۰۸، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۹۶۲۳، جلد ۱۵ ص ۳۸۴، ص ۳۸۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان، البغوی: شرح السنۃ، کتاب الفتن، باب: شفاعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۳۳۲، جلد ۱۵، ص ۱۵۳ ص ۱۵۴، ص ۱۵۵، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِيْنَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَ حِيْنَ يُمْسِي عَشْرًا أَدْرَكَتْهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ [1]

”جو شخص مجھ پر صبح وشام دس دس مرتبہ درود بھیجے گا قیامت کے دن اس کو میری شفاعت ملے گی۔“

افضل البشر بعد الانبیاء، امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ كُنْتُ شَفِيْعَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ [2]

”جو مجھ پر درود پڑھے میں اس کا بروزِ قیامت شفیع بنوں گا“

---

[1] (ابن ابی عاصم: کتاب الصلاۃ علی النبی ، باب: الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عند الصباح والمساء، رقم الحدیث: ۶۱، ص ۴۸، مطبوعہ دار المأمون للتراث، دمشق) (ابن کثیر: جامع المسانید والسنن، مسند أبوالدرداء، خالد بن معدان، رقم الحدیث: ۱۱۸۸۵، جلد ۹ ص ۲۹۶، مطبوعہ دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الاذکار، باب: مایقول إذا أصبح وإذا أمسی، رقم الحدیث: ۱۷۰۲۲، جلد ۱۰، ص ۱۲۰، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

[2] (ابن شاھین: الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک، باب: مختصر من الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما، رقم الحدیث: ۱۲، ص ۱۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (السخاوی: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، الباب الثانی: فی ثواب الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، ص ۱۲۷، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت) (ابن منظور الافریقی: مختصر تاریخ دمشق، ذکر ما أعدہ اللہ من الثواب لمن صلی علیہ، جلد ۲ ص ۱۴۴، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر دمشق، سوریا)

یہ کرم بڑا کرم ہے تیرے ہاتھ میں بھرم ہے
سر حشر بخشوانا مدنی مدینے والے

نجات کی ضمانت:

حقیقت میں کامیاب وہی شخص ہے جو محشر میں نجات پا گیا۔زندگی کے یہ لمحات تو مختصر ہیں جو ان لمحات میں غافل رہے۔اور زندگی کو اپنی مرضی کے مطابق عیش وعشرت میں گزارتا رہے،اس کی زندگی شرمندگی ہے،اور جوکوئی ان لمحات کی قدر کرتے ہوئے اُخروی زندگی کی نجات کے لئے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اتباع میں زندگی گزارے۔درود شریف کی کثرت کرے، وہی نجات والا ہے۔آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادمقدس ہے:

لِلْمُصَلِّي عَلَيَّ نُورٌ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَن كَانَ عَلَى الصِّراطِ مِن اَهلِ النُّورِ لِم يَكُن مِن اَهلِ النَّارِ [1]

"مجھ پر درود شریف پڑھنے والے کو پُل صراط پر ایک نور عطا کیا جائے گا۔اور جس کو پل صراط پر نور عطا ہوگا،وہ نجات پا جائے گا۔وہ جہنمی نہیں ہوگا" اللہ اکبر

---

[1] (الجزولی: دلائل الخیرات فی ذکر الصلاۃ علی النبی المختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ،فصل فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ،ص۲۱،مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت،لبنان)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلصَّلَاۃُ عَلَیَّ نُوْرٌ عَلَی الصِّرَاطِ [1]

"مجھ پر بھیجا ہوا درود پُل صراط پر نُور بن جائے گا۔"

رزق میں برکت کا وظیفہ:

جس کو اللہ نے رزق میں وسعت عطا فرما رکھی ہے۔ اسے رزاق کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور ذکر کے ذریعہ اپنا تعلق اللہ کریم سے مضبوط کرنا چاہیئے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ رزق زیادہ ہو یا وہ تنگ دست ہو۔ وہ اللہ پاک کی تقسیم پر راضی رہتا ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ بہت غریب تھا، فاقہ کشی تک نوبت آچکی تھی۔ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ پر کرم فرما کر کچھ ارشاد فرمائیے۔

---

[1] (ابن شاھین: الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک، باب: مختصر من الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما، رقم الحدیث: ۲۲ ص ۱۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (السیوطی: الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر النذیر، باب: حرف الصاد، رقم الحدیث: ۵۱۹۱، ص ۳۸۶، مطبوعہ دار التوفیقیۃ للتراث، القاھرۃ) (الھندی: کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، کتاب الأذکار، من قسم الأقوال، الباب السادس: فی الصلاۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلاۃ والسلام، رقم الحدیث: ۲۱۴۶، جلد ۱ ص ۲۴۸، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور) (الدیلمی: مسند الفردوس، باب الصاد، رقم الحدیث: ۳۸۱۴، جلد ۲ ص ۴۰۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

سرکار کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رزق میں برکت کا اسے وظیفہ ارشاد فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو السلام علیکم کہا کرو۔ بے شک گھر میں کوئی موجود ہو یا نہ ہو۔ اس کے بعد میری ذات پر سلام پیش کیا کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اور ایک مرتبہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کیا کرو۔

اس غریب آدمی نے اس پر عمل شروع کر دیا تو اللہ نے خزانہ غیب سے اس کے رزق میں اس قدر برکت عطا فرمائی کہ اس کے رشتہ دار اور ہمسایوں نے بھی اس سے حاصل کیا۔ اتنی برکتِ رزق، ذکر وسلام کے ذریعہ ہی مقدر ہوئی۔ [1]

مسلمان بھائیو!

ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مبارک پر عمل پیرا ہونا چاہئے اور درود وسلام کے ذریعہ ہر ہر نعمت خداوندی کے حصول کی جستجو کرنی چاہئے۔

یا نبی سلام علیک　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　صلواۃ اللہ علیک

---

[1] (السخاوی: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، الباب الثانی: فی ثواب الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۳۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت) (ابن حجر الھیتمی: الدُّرُّ المنضود الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الفصل الرابع: فوائد الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ومنھا: أنھا تنفی الفقر، ص ۱۰۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

قبولیت دُعا کا سبب:

درود شریف کی برکتوں کا اندازہ کون کرے؟ بندہ جب اپنے اللہ کریم سے دین و دنیا کی کوئی حاجت، درخواست، التجا، دعا پیش کرنا چاہتا ہے، وہ مجیب الدعوات ہے دُعا کو قبول فرمانے والا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ [1]

"اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔"

خالق اور مالک ہے، اسی کی مرضی ہے کہ وہ کبھی دعا قبول نہ کرے۔

لیکن دوستو! مسلمان بھائیو!

حضرت سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الدُّعَاءُ كُلُّهُ مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يَكُوْنَ أَوَّلُهُ ثَنَاءً عَلَى اللّٰهِ، وَصَلَاةً عَلَى النبیﷺ، ثُمَّ يَدعُوهُ، فَيُسْتَجَابُ الدُّعَاءُ بِهٖ [2]

---

[1] (پارہ:۲، سورۃ البقرۃ، آیت:۱۸۶)

[2] (الذھبی: سیر أعلام النبلاء، رقم الترجمۃ: ۳۶۹۸، خلف بن القاسم، جلد ۱۲ ص ۵۴۴، مطبوعہ دارالحدیث، القاہرۃ) (الذھبی: تذکرۃ الحفاظ، الطبقۃ الثالثۃ عشرۃ، رقم الترجمۃ: ۹۵۵، خلف بن القاسم بن سھل، جلد ۳ ص ۱۵۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (السخاوی: القول البدیع، فی الصلاۃ علیہ فی اوقات مخصوصۃ، الصلاۃ علیہ اول الدعاء واوسطہ و آخرہ، ص ۲۲۲ ص ۲۲۳، مطبوعۃ دار الکتاب العربی، بیروت)

”دعا ساری کی ساری پردہ میں رہتی ہے یہاں تک کہ اس کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی ثناء اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ بھیجا گیا ہو اور جب یہ چیزیں دعا کے شروع میں ہوں تو وہ مقبول ہوتی ہے۔“

جس دعا کے اوّل و آخر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجا گیا ہو وہ رد نہیں کی جاتی قبول ہی قبول ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالاَرْضِ لَا یَصعَدُ مِنْهُ شَیْءٌ، حَتّٰی تُصَلِّی عَلٰی نَبِیِّكَ صلی اللہ علیہ وسلم [1]

”بے شک دعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور اس میں سے کوئی بھی چیز اوپر نہیں جاتی جب تک تو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں بھیجے۔“

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، ابواب الوتر، باب: ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۸۶، ص ۱۷۰، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الصلاۃ، باب: قراءۃ التشھد، رقم الحدیث: ۶۷۹، جلد ۳ ص ۱۸۷، کتاب الدعوات، باب: أدب الدعاء ورفع الیدین فیہ، رقم الحدیث ۱۴۰۱، جلد ۵ ص ۲۰۴، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت) (ابن کثیر: مسند الفاروق، کتاب الصلاۃ، جلد ۱ ص ۱۷۶، مطبوعہ دارالوفاء، المنصورۃ) (النووی: الاذکار، کتاب الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۴۰، ص ۱۱۷، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت)

جنت میں اپنا مقام دیکھو:

درود شریف وہ عظیم وظیفہ ہے کہ اس کی برکت سے مومن کو اس جہاں میں رہتے ہوئے مشاہدات کی دنیا میں داخل کر دیا جاتا ہے۔کبھی کبھی کثرت سے درود شریف پڑھنے والا نگاہیں بند کرتا ہے اور خوبصورت نظارے دیکھنے کو میسر آتے ہیں۔اور بڑی برکت تو یہ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَومٍ اَلْفَ مَرَّةٍ،لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الجَنَّةِ [1]

"جو میرا امتی جمعۃ المبارک کے دن ایک ہزار مرتبہ درود شریف کو پڑھنے کی سعادت حاصل کرے گا۔مرنے سے پہلے اس کو جنت میں اس کے مقام کا مشاہدہ کروا دیا جائے گا۔"

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کُھلے آنکھ صَلِّ علیٰ کہتے کہتے

---

[1] (ابن شاھین: الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک، باب: مختصر من الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیما، رقم الحدیث: ۱۹، ص ۱۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (المنذری :الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب الذکر والدعاء، والترغیب فی اکثار الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۔۔الخ، رقم الحدیث ۲۵۷۹، جلد، ۲، ص ۳۲۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن سمعون: أمالی ابن سمعون الواعظ، مجلس ثالث، رقم الحدیث: ۵۶، ص ۱۱۸، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، لبنان)

ایک بچی کا مقام دیکھو:

درود شریف کے موضوع پر مشہور، معتبر اور محبوب کتاب "دلائل الخیرات" کے مصنف سید محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ جو قطب زمانہ اور اکابر اولیاء اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ نے درود شریف کے موضوع پر کتاب دلائل الخیرات لکھنے کا سبب بھی بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک دن نماز کے لئے وضو کرنے کیلئے کنویں پر گیا۔ کنویں پر پانی نکالنے کے لئے کوئی ذریعہ موجود نہیں تھا۔ تو سوچنے لگا کہ پانی کنویں سے کیسے نکالا جائے۔

اسی دوران قریب ہی ایک اونچے مکان سے ایک بچی نے چہرہ باہر نکالا اور پوچھنے لگی۔ یا حضرت آپ کیا ڈھونڈ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا بیٹی میں کنویں پر وضو کے لئے آیا ہوں مگر کوئی رسی ڈول وغیرہ موجود نہیں ہے۔ اس بچی نے آپ کا نام پوچھا، آپ نے اپنا نام بتایا تو وہ بچی بول اٹھی کہ آپ وہی شخص ہیں جن کی بہت نیک نامی ہے اس کے باوجود آپ اس بات پر پریشان ہیں کہ کنویں سے پانی کیسے نکالا جائے۔ یہ کہتے ہی اس بچی نے کنویں میں تھوک پھینک دیا فوراً کنویں سے پانی باہر آ گیا اور زمین پر بہنے لگا۔

امام جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے وضو فرمایا اس کے بعد اس بچی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اَقسمت علیك بم نلت هذه المرتبة؟

"بیٹی میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے یہ مقام کیسے حاصل کیا؟"

اس خوش بخت بچی نے جواب دیتے ہوئے کہا:

بکثرة الصلاة علی من کان اذا مشی فی البر الاقفر

تعلقت الوحوش باذیالہ ﷺ

"اس ذاتِ اقدس پر کثرت سے درود شریف بھیجنے کی برکت سے جو جنگل میں چلیں تو وحشی جانور بھی ان کے دامن سے لپٹ جائیں۔"

یہ سن کر سید محمد بن سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم اٹھائی تھی کہ دربار رسالت ﷺ میں پیش کرنے کے لئے درود شریف کی کتاب لکھوں گا۔[1] پھر آپ نے کتاب دلائل الخیرات تصنیف فرمائی جو اس قدر مقبول ہوئی کہ اولیا اللہ کے وظائف کا حصہ بن گئی۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِيبِكَ خَيرِ الخَلقِ كُلِّهِمِ

درود شریف لکھنے کی برکت:

نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کا ارشاد مقدس ہے:

مَن صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَمْ تَزَلِ المَلائِكَةُ تَستَغفِرُ لَهُ مَا دَامَ اسمِي فِي ذٰلِكَ الكِتَابِ[2]

---

[1] (حسن الحمزاوی: بلوغ المسرات شرحاً علی دلائل الخیرات، ص ۲۷، ص ۲۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (النبہانی: الدّلالاتُ الواضحات علی دلائل الخیرات، الفائدۃ الخامسۃ، ص ۳۴، مطبوعہ مظہر علم، لاہور)

[2] (الطبرانی: المعجم الأوسط، من اسمہ احمد، رقم الحدیث: ۱۸۳۵، جلد ا ص ۴۹۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (المنذری: الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب العلم، باب: الترغیب فی سماع الحدیث وتبلیغہ ونسخہ والترھیب من الکذب علی رسول اللہ ﷺ، ۔۔۔۔

”جب میرا امتی میری ذات پر میرا نام لکھ کر درود شریف (یعنی سرکار ﷺ کا جب نام مبارک لکھے اور پورا درود شریف ﷺ لکھتا ہے) بھیجتا ہے تو جب تک اس کتاب میں درود شریف لکھا رہتا ہے فرشتے اس خوش نصیب کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔“

حضرت محمد بن اُبی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو خواب میں دیکھا، پس میں نے ان سے عرض کیا:

یَا أَبَتِ ! مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ ؟

”اے میرے اباجان! اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیسا معاملہ فرمایا؟“

والد گرامی نے جواباً فرمایا: **غَفَرَ لِی** ”اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا“ میں نے پوچھا کس سبب سے؟ تو آپ نے فرمایا:

۔۔رقم الحدیث: ۱۵۷، جلد ۱، ص ۶۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابوالقاسم الاصبھانی: کتاب الترغیب والترھیب، باب الصاد، باب: الترغیب فی الصلاۃ علی النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۱۶۹۷، جلد ۲ ص ۳۳۰ مطبوعہ دارالمدائن العلمیۃ، بیروت) (القزوینی: التدوین فی أخبار قزوین، الاسم الرابع والثلاثون، جلد ۴ ص ۱۰۷، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الھندی: کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال، کتاب الأذکار، من قسم الأقوال، الباب السادس، فی الصلاۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلاۃ والسلام، رقم الحدیث: ۲۲۴۰، جلد ۱ ص ۲۵۶، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور) (العجلونی: کشف الخفاء ومزیل الالباس، حرف المیم، رقم الحدیث: ۲۵۱۶، جلد ۲، ص ۲۳۰، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الاقلیشی: أنوار الآثار المختصۃ بفضل الصلاۃ علیٰ النبی المختار، ص ۵۰، مطبوعہ دار المقتبس بیروت، لبنان) (السیوطی: تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، النوع الخامس والعشرون: کتابۃ الحدیث وضبطہ، جلد ۱ ص ۵۰۴ مطبوعہ دار طیبۃ، الریاض)

بِكِتَابَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [1]

"میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود لکھا کرتا تھا"

حضرت عبید اللہ فزاری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میرا ایک کاتب پڑوسی تھا، پس وہ فوت ہو گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ: مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ ؟ "اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" کاتب نے جواباً کہا: غَفَرَ لِيْ "اللہ تعالیٰ نے مجھ بخش دیا۔" میں نے پوچھا: بِمَا ذَا ؟ "کس سبب سے؟" تو کاتب نے کہا:

كُنْتُ إِذَا كَتَبْتُ ذِكْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيْثِ، كَتَبْتُ :صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [2]

---

[1] (الاقلیشی : أنوار الآثار المختصة بفضل الصلاة علی النبی المختار، ص ۵۱، مطبوعہ دار المقتبس بیروت، لبنان) (الخطیب البغدادی: الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع، الرقم: ۵۶۷، جلد ۱ ص ۲۷۲، مطبوعہ مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض) (السخاوی : القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الخامس : الصلاۃ علیہ فی أوقات مخصوصة، فصل : الصلاۃ علیہ عند کتابہ اسمہ الشریف، ص ۲۵۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت) (الخطیب البغدادی: شرف أصحاب الحدیث، الجزء الاوّل، وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان أهل الحدیث، ص ۱۲۱ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان) (النبھانی: سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین، الباب الرابع، فیما ورد من لطائف المرائی والحکایات۔ الخ اللطیفة السادسة والخمسون، ص ۱۴۴، مطبوعہ النوریۃ الرضویۃ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

[2] (الاقلیشی: أنوار الآثار المختصة بفضل الصلاۃ علی النبی المختار، ص ۵۱، مطبوعہ دار المقتبس بیروت، لبنان السخاوی: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الخامس: الصلاۃ علیہ فی اوقات مخصوصة، فصل: الصلاۃ علیہ عند کتابة اسمہ الشریف، ص ۲۵۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، لبنان) (النبھانی : سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الرابع : ۔۔۔

"جب میں حدیث شریف لکھتا تو ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر" صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ " لکھتا تھا۔"

حضرت عبداللہ بن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا پس میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ:

رَحِمَنِیْ رَبِّی، وَغَفَرَلِی، وَزُفَّ بِی إِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا یُزَفُّ بِالْعَرُوسُ، وَنَثَرَ عَلَیَّ کَمَا یُنْثَرُ عَلَی الْعَرُوْسِ

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم فرمایا میری مغفرت فرما دی اور میرے لئے جنت ایسی مزین کی گئی جیسا کہ دلہن کو مزین کیا جاتا ہے اور مجھ پر نعمتیں یوں نچھاور کی گئیں جیسے دولہا پر نچھاور کرتے ہیں۔"

میں نے پوچھا کہ مجھے یہ رتبہ کیسے ملا؟ مجھ سے کسی کہنے والے نے یوں کہا کہ:

بِمَا فِی کِتَابِ "الرِّسَالَۃِ" مِنَ الصَّلَاۃِ عَلَی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، قُلْتُ : وَکَیْفَ ذٰلِکَ ؟ قَالَ وَصَلّ اللّٰہُ عَلَی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ ، وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْہُ الْغَافِلُوْنَ

۔۔۔ فیما ورد من لطائف المرائی والحکایات فی فضل الصلاۃ والسلام علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللطیفۃ السابعۃ والخمسون، ص ۱۴۴، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور) (المراکشی: مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام، من غفرت لہ الذنوب والاثام بکثرۃ الصلاۃ علیہ، علیہ الصلاۃ والسلام، ص ۲۲۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

"آپ نے اپنی کتاب "الرسالۃ" میں جو درود پاک لکھا ہے اس کی وجہ سے"۔ میں نے پوچھا وہ کون سا درود ہے؟

تو مجھے بتایا گیا کہ وہ یوں ہے:

"صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُوْنَ ، وَ عَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْهُ الْغَافِلُوْنَ"

"اللہ تعالیٰ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ان لوگوں کی تعداد میں درود نازل فرمائے جنہوں نے آپ کو یاد کیا اور ان لوگوں کی تعداد میں جو آپ کی یاد سے محروم رہے"۔

حضرت عبداللہ بن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں صبح کو اٹھا تو میں نے آپ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الرسالۃ" میں یہ درود پاک اسی طرح (لکھا) پایا۔[1]

---

[1] (الاقلیشی: أنوار الآثار المختصۃ بفضل الصلاۃ علی النبی المختار، ص ۵۲، مطبوعہ دار المقتبس بیروت، لبنان) (السخاوی: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الخامس: الصلاۃ علی فی أوقات مخصوصۃ، فصل الصلاۃ علیہ عند کتابۃ اسمہ الشریف، ص ۲۵۰ ص ۲۵۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، لبنان) (المراکشی: مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام، من غفرت لہ الذنوب الآثام بکثرۃ الصلاۃ علیہ، ص ۲۲۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (النبھانی: سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین، الباب الرابع: فیما ورد من لطائف المرائی والحکایات فی فضل الصلاۃ والسلام علیہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللطیفۃ الحادیۃ والعشرون، ص ۱۳۴ ص ۱۳۵، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

روزِ محشر اور درود شریف کی برکت:

ایک روایت ہے کہ میدان محشر میں ایک شخص کو بارگاہ خداوندی میں حاضر کیا جائے گا۔اس کا اعمال نامہ گناہوں سے بھرا ہوگا اور نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا۔فرشتے اس کو جہنم میں لے جانے کیلئے مستعد ہونگے۔اچانک ایک ہستی پاک تشریف لاکر ایک پرچہ نکال کر اس خطاکار کے نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے۔اس کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوجائے گا۔وہ شخص فرشتوں سے پوچھے گا یہ کون ہستی ہے جو میرے ٹوٹے ہوئے حال میں شریک ہوئے اور مجھ پر اتنا کرم فرمایا۔فرشتے جواب دیں گے یہ گنہگارانِ امت کے حمایتی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور یہ پرچہ وہ درود تھا جو تو نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجا، جو تیرے آج کام آگیا۔ [1]

مشکل جو سر پہ آ پڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پر درود و سلام

---

[1] (القسطلانی: المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، المقصد العاشر، الفصل الثالث: فی تفضیله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الآخرة بفضائل الأولیات الجامعة لمزایا التکریم ۔۔۔ الخ، جلد ۳ ص ۴۶۱، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،لبنان) (السخاوی: القول البدیع فی الصلاة علی الحبیب الشفیع، الباب الثانی: فی ثواب الصلاة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۲۹، مطبوعه دار الکتاب العربی، بیروت) (ابن حجر الهیتمی: الدُّرُّ المنضود فی الصلاة والسلام علی صاحب المقام المحمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الفصل الرابع: فوائد الصلاة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ومنها: أنها سبب لثقل المیزان والنجاة من النار، ص ۱۰۳، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،لبنان)

محترم دوستو! مسلمان بھائیو!

اس گنہگار کی قسمت تو دیکھو ادھر عذاب سے نجات پائی اُدھر دولتِ دیدار ہاتھ میں آئی۔ یہ سب برکتیں ہیں درود شریف کی۔

اللہ کریم ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم بھی حضور ﷺ کا اسم مبارک "محمد" لکھیں تو بجائے (ؐ) کے پورا درود شریف (ﷺ) لکھیں تاکہ برکات سے محروم نہ رہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

غموں سے نجات:

دورِ حاضر میں اکثر احباب کی زبان پر ایک ہی شکایت ہے کہ غم بہت ستا رہے ہیں پریشانیاں بہت ہیں شائد اس بات سے ہم بے خبر ہیں کہ یہ غم، یہ پریشانیاں کس سبب سے ہم پر گھیرا ڈالے ہوئے ہیں۔ غور و فکر کرنے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ہم نے اللہ کریم اور رسول کریم ﷺ کے ذکر سے منہ موڑ لیا ہے۔ جو کوئی درود شریف کے وظیفے کو اختیار کرے تو غموں سے نجات اور پریشانیاں رفع ہوسکتی ہیں اور دائمی سکون کی لازوال دولت بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔ دیکھئے ایک صحابی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بارگاہِ سید الکونین ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اِنِّي اُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ، فَكُمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟

"یا رسول اللہ! بے شک میں کثرت سے آپ پر درود بھیجتا ہوں

پس میں اپنے وقت کا کتنا حصہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں درود شریف پڑھا کروں؟"

" آپ ﷺ نے فرمایا: مَا شِئْتَ " جتنا تیرا جی چاہے۔" صحابی عرض کرتے ہیں: اَلرُّبُعَ؟ میں اپنے وقت کا چوتھا حصہ درود شریف میں گزار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْر " جتنا تیرا جی چاہے اگر اس سے زیادہ حصہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ صحابی عرض کرتے ہیں: اَلنِّصفَ؟ میں اپنے وقت کا آدھا حصہ درود شریف میں گزار دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ، فَھُوَ خَیْرٌ " جتنا تیرا جی چاہے اگر اس سے زیادہ حصہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے"۔ صحابی عرض کرنے لگے: فَالثُّلُثَیْنِ؟ وقت کا تیسرا حصہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا: مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَ، فَھُوَ خَیْرٌ جتنا تیرا جی چاہے اگر اس سے زیادہ حصہ کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔

صحابی رسول حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے جب یہ سنا تو عرض گزار ہوئے اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِی کُلَّھَا؟ یارسول اللہ ﷺ تو پھر میں اپنا سارا وقت آپ پر درود شریف بھیجنے میں صَرف کر دوں تو؟

دوستو! مسلمان بھائیو!

نبی محتشم تاجدار مدینہ ﷺ نے جو جواب ارشاد فرمایا وہ مومن کے لئے مژدہ جانفزا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اِذًا تُکْفٰی ھَمَّكَ وَیُغْفَرُ ذَنْبُكَ

"اگر تو سارا وقت درود شریف پڑھنے پر صرف کرے تو یہ تیرے

سارے غموں کو دور کردے گا اور تیرے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔" [1]

غمزدوں کو رِضا مژدہ دیجئے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [2]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

جمعۃ المبارک کو درود شریف پڑھنے کی برکت:

تمام دنوں کا سردار جمعۃ المبارک ہے۔ اس دن کو بہت سی فضیلتیں نصیب ہیں۔ اس دن جو کوئی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنے کی سعادت حاصل کرے وہ اس جہاں میں کیا میدان محشر میں بھی نوازا جائے گا۔

امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب صفة القیامة، باب: فی الترغیب فی ذکر اللہ وذکر الموت آخر اللیل، وفضل إکثار الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۲۴۵۷، ص ۷۳۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب التفسیر، تفسیر سورة الاحزاب، رقم الحدیث: ۳۶۲۹، جلد ۳ ص ۳۰، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی) (الجھضمی: فضل الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۴، ص ۲۹ ص ۳۰، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأدعیة، باب: الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الدعاء وغیرہ، رقم الحدیث: ۱۷۲۷۹، جلد ۱۰ ص ۱۶۰، مطبوعہ مکتبة القدسی، القاھرة) (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والأفعال، کتاب الاذکار، باب: فی الصلاة علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۹۹۴، جلد ۲، ص ۱۲۰، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور)

[2] (احمد رضا خان: حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۷۰، مطبوعہ پروگریسو بکس اردو بازار، لاہور)

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَةَمَرَّةٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِوَ مَعَهُ نُوْرٌ لَوْقَسَمَ ذٰلِكَ النُّوْرَ بَيْنَ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ لَوَسِعَهُمْ [1]

”جو کوئی جمعۃ المبارک کے دن 100 مرتبہ درود شریف میری ذات پر بھیجے گا میدانِ محشر میں اُسے ایک ایسا نور عطا ہوگا کہ وہ نور اگر ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ ساری مخلوق کے لئے کافی ہوگا۔“

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اَسّی (۸۰) سال کے گناہوں کی معافی:

بلاشبہ ہم سراپا خطا اور وہ سراپا عطا ہیں اور ہم سہواً قصداً گناہوں میں غرق ہیں۔لیکن بے نیازی تو دیکھو۔

بندہ نادم ہوکر اللہ سے صدقِ دل سے معافی مانگ لے تو وہ کریم اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت پر اس قدر مہربان ہے کہ سچی توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو معاف تو کیا گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

[1] (أبي نعيم الأصبهاني: حلية الاولياء وطبقات الاصفياء، رقم الترجمة: إبراهيم بن أدهم ومنهم الحازم الاحزم، جلد ۸ ص ۴۶ ص ۴۷، مطبوعہ مصر) (الهندى: كنز العمال فى سنن الاقوال والافعال، كتاب الاذكار، من قسم الاقوال، الباب السادس: فى الصلاة عليه وعلى آله عليه الصلاة والسلام، رقم الحديث: ۲۲۳۷، جلد۱ ص ۲۵۶، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور)

اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا [1]

"مگر جوتوبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَنۡ صَلّٰى عَلَيَّ يَوۡمَ الۡجُمُعَةِ ثَمَانِيۡنَ مَرَّةً غُفِرَتۡ لَهُ ذُنُوۡبُ ثَمَانِيۡنَ عَامًا [2]

"جوشخص جمعہ کے دن مجھ پر اسّی مرتبہ درود بھیجتا ہے اس کے اسّی سال کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔"

---

[1] (پارہ:۱۹،سورۃ الفرقان،آیت:۷۰)

[2] (ابن شاهين: الترغيب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک ، باب: مختصر من الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسليما ، رقم الحديث : ۲۲ ،ص ۱۴ ،مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ،لبنان) (السیوطی : الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر النذیر، باب: حرف الصاد، رقم الحدیث :۵۱۹۱ ،ص ۳۸۶ ،مطبوعہ دار التوفیقیۃ للتراث، القاھرۃ) (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الاذکار، من قسم الاقوال، الباب السادس: فی الصلاۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلاۃ والسلام، رقم الحدیث:۲۱۴۶ ،جلد ۱ ص ۲۴۸ ،مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور) (الدیلمی : مسند الفردوس، باب الصاد، رقم الحدیث : ۳۸۱۴ ،جلد ۲ ص ۴۰۸ ،مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ،لبنان)

حضور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے:

مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ مِنْ مَكَانِهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِهِ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا ثَمَانِيْنَ مَرَّةً غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُ ثَمَانِيْنَ عَامًا۔ [1]

”جو جمعۃ المبارک کے دن عصر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اسی (80) مرتبہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

''اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔“

---

[1] (النبھانی: سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الثانی: فیما ورد فی فضل الصلاۃ والتسلیم علی النبی من الأحادیث النبویۃ۔۔۔الخ، حرف المیم، ص ۱۰۱، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور) (السخاوی: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، الباب الخامس: فی الصلاۃ علیہ فی أوقات مخصوصۃ، الصلاۃ علیہ فی یوم الجمعۃ ولیلتھا، ص ۱۹۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت) (ابن حجر الھیتمی: الدُّرُّ المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود، الفصل السادس، فی ذکر أمور مخصوصۃ تشرع الصلاۃ علی النبی فیھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الثامن: فی یوم الجمعۃ ولیلتھا، ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

محفل درود شریف کی خوشبو آسمانوں تک:

جس جگہ محفل درود شریف ہوتی ہے اس جگہ سے ایک خوشبو اُٹھتی ہے جو ساتوں آسمانوں کو چیرتی ہوئی عرش مجید تک پہنچ جاتی ہے۔

رُوِیَ عَنْ بَعْضِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ اَنَّہٗ قَالَ :مَامِنْ مَجْلِسٍ یُصَلّٰی فِیْہِ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ اِلَّا فَاخَتْ مِنْہُ رَائِحَةٌ طَیِّبَةٌ حَتّٰی تَبْلُغَ عِنَانَ السَّمَاءِ فَتَقُوْلُ الْمَلَائِکَةُ ھٰذَا مَجْلِسٌ صُلِّیَ فِیْہِ عَلٰی مُحَمَّدٍ ﷺ [1]

"بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا جس مجلس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا جاتا ہے اس مجلس سے ایک نہایت پاکیزہ خوشبو مہکتی ہے جو کہ آسمانوں کی بلندیوں تک جاتی ہے۔اس پاکیزہ خوشبو کو جب فرشتے محسوس کرتے ہیں تو کہتے ہیں

---

[1] (الجزولی: دلائل الخیرات فی ذکر الصلاۃ علی النبی المختار، فصل: فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۲۴ ص ۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن الجوزی: بستان الواعظین و ریاض السامعین، المجلس السابع عشر فی قولہ تعالیٰ: ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی۔ الخ، للصلاۃ رائحۃ طیبۃ، ص ۲۴۴، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون دمشق، سوریا) (النبہانی: سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الرابع: فیما ورد من لطائف المرائی والحکایات فی فضل الصلاۃ والسلام علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللطیفۃ السابعۃ عشرۃ بعد المائۃ، ص ۱۵۹، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

زمین پر کسی مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھا جارہا ہے۔"

امام محمد یوسف بن اِسماعیل النبهانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۱۳۵۰ ھ) لکھتے ہیں:

"حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض محبین نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاف ستھروں میں سب سے بڑھ کر صاف ستھرے اور پاکوں میں سب سے بڑھ کر پاک تھے، پس آپ کا ذکر کثرت سے کیا جائے اور آپ پر درود وسلام زیادہ پڑھا جائے تو مجلس سرکار کے ذکر سے مہک اُٹھتی ہے اور اولیاء اللہ جو خرق عادت کے طور پر زمین وآسمان کا مشاہدہ کرتے ہیں بسا اوقات اپنی روحانیت سے اس مجلس کی خوشبو اسی طرح محسوس کر لیتے ہیں جس طرح ملائکہ اور بعض صالحین جب اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرتے تو ان کے سینے سے ایسی خوشبو نکلتی جو کستوری اور عنبر سے بڑھ کر ہوتی۔ [1]

﴿صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ﴾

اہلِ محبت پر کرم:

بندہ جب درود شریف پڑھنے کی سعادت عظمیٰ سے بہرہ مند ہوتا ہے۔تو اس کا درود شریف فرشتے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ تک پہنچا دیتے ہیں۔

---

[1] (النبهانی: سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الرابع: فیما ورد من لطائف المرائی والحکایات فی فضل الصلاۃ والسلام علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللطیفۃ السابعۃ عشرۃ بعد المائۃ، ص ۱۵۹، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

لیکن یہ حکم عمومی ہے سارے پڑھنے والے ایک جیسے نہیں، پڑھنے والوں کے بھی مختلف درجات ہیں۔کوئی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت میں گم ہوکر درود شریف پڑھتا ہے۔اُس کے لئے تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان ہے:

اَسْمَعُ صَلٰوۃَ اَھْلِ مَحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُھُمْ [1]

"محبت والوں کا درود میں خود سنتا ہوں اور انہیں پہچانتا ہوں"۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام [2]

اللہ رب العالمین کے حضور اس عاجزانہ التجا کے ساتھ اپنی سعی کو ختم کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ پاک دونوں جہانوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالص محبت اور غلامی میں زندہ رکھے۔اور درود شریف کی برکت سے عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لازوال دولت ہر صاحب ایمان کو نصیب فرمائے اور میری اس سعی کو میرے لئے، میرے والد محتشم رحمۃ اللہ علیہ اور پوری اُمت مسلمہ کیلئے ذریعہ نجات بنائے۔**آمین بجاہ النبی الکریم** صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلیٰ آلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

---

[1] (الجزولی: دلائل الخیرات فی ذکر الصلاۃ علی النبی المختار، فصل: فی فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۲۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[2] (احمد رضا خان: حدائق بخشش، حصہ دوم، ص ۱۵۶، مطبوعہ پروگریسو بکس اُردو بازار، لاہور)

ذکرِ خاتونِ جنت
(رضی اللہ عنہا)

تحریر
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

عرضِ مرتب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ!

خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزھراء بتول رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ صبحِ قیامت تک ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا رہے گا۔ ماہِ رمضان المبارک کی (۳) تاریخ کو خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک ہوا۔ اسی مناسبت سے سیدہ خاتون جنت کی مبارک سیرت اور ذکر خطبات میں کیا جاتا ہے۔ اہل ایمان فیضیاب ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ مرکز نور مرکزی جامع مسجد محی الدین میں شانِ سیدہ فاطمۃ الزھراء رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہوئے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارے معاشرے میں خواتین اسلام کو سیرتِ مبارکہ خاتون جنت سے آگاہی کی ہر دور میں ضرورت رہی ہے اور اکثر مساجد میں صرف مرد حضرات ہی خطابات سماعت کرتے ہیں۔ اس لئے خواتین اسلام محروم رہتی ہیں۔ آرزو تھی سیرتِ خاتونِ جنت ہر ماں، بہن، بیٹی پڑھے اور اپنی دنیا و آخرت سنوار سکے۔

خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کے مناقب عالی بیان کرنا سعادت بھی ہے اور تقاضائے ایمان بھی ہے۔ ایمان کی جان حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر، حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ اور حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہم) کی زوجہ خاتون جنت کی کس قدر عظمتوں کا بیان ہے۔ جنتی خواتین کی سردار..... شہزادے جنتی جوانوں کے سردار..... جن سے ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کمال

درجہ پیار.....اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر جگہ اس پیار کا کیا اظہار.....میرے اور آپ کیلئے ذکر خاتون جنت میں ہے بہار ہی بہار.....مختصر ذکر خاتون جنت شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔اس امید پر ان کے ذکر پاک کی برکات معاشرے میں تقسیم ہوں، ماحول معطر ہو،خواتین اسلام کی بقا کا سامان ہو سکے۔

محتاجِ دعا:

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

مادراں رااسوۂ کاملِ بتول رضی اللہ عنہا

(حکیم الامت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

مزرعِ تسلیم را حاصل بتول رضی اللہ عنہا
مادراں رااسوۂ کامل بتول رضی اللہ عنہا

ترجمہ: حضرت سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کی شان یہ ہے کہ وہ تسلیم ورضا کی کھیتی کا حاصل اور ماؤں کیلئے تقلید کا مکمل اور بہترین نمونہ ہیں۔

بہرِ محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودی چادر خود را فروخت

ترجمہ: ایک محتاج کی خاطر ان کا دل ایسا تڑپا کہ اس کی اعانت کیلئے ایک یہودی کے پاس اپنی چادر فروخت کردی۔

نوری ہسم آتشی فرمان برش
گم رضایش و رضائے شوہرش

ترجمہ: نوری بھی اور ناری بھی سب ان کے فرماں بردار تھے۔انہوں نے شوہر کی رضا میں اپنی رضا گم کردی۔

آں ادب پروردۂ صبر و رضا
آسیا گردان و لب قرآں سرا

ترجمہ: انہوں نے صبر و رضا والے ایسے ماحول میں پرورش پائی تھی کہ چکی چلاتی رہتی تھیں اور لب ہائے مبارک پر قرآن کی تلاوت جاری ہوتی تھی۔

گریہ ہائے از زِبالیں بے نیاز
گوہر افشاندے بدامان نماز

ترجمہ: ان کا گریہ تکیہ سے بے نیاز تھا وہ اپنے آنسوؤں کے موتی جانماز پر گرایا کرتی تھیں (کیونکہ ان کی راتیں بستر پر نہیں بلکہ مصلّے پر گزرتی تھیں۔)

اشکِ او برچید جبریل ِ از زمیں
ہم چو شبنم ریخت بر عرشِ بریں

ترجمہ: ان کے آنسو جبریلِ امین زمین سے چنتے تھے اور قطراتِ شبنم کی طرح انہیں عرشِ بریں پر ٹپکا دیتے تھے۔

رشتۂ آئینِ حق زنجیر پاست
پاسِ فرمانِ جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است

ترجمہ: میرے پاؤں میں شریعت کے رشتے کی زنجیر پڑی ہوئی ہے اور جنابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا پاس ہے۔

ورنہ گردِ تربتش گردیدمے
سجدہ ہا برخاک ِ او پاشیدمے

ترجمہ: ورنہ میں ان کی تربت کا طواف کرتا، اور اپنے سجدے اس کی خاک پر نچھاور کرتا۔ [1]

---

[1] (اقبال: کلیات اقبال (فارسی)، رموز بیخودی، رکن دوم: رسالت، در معنی ایں کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء اسوۂ کاملہ ایست برائے نساء اسلام، ص ۲۴۲، ص ۲۴۳، مطبوعہ مکتبہ دانیال لاہور)

ابتدائیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تا قیامت اپنے اہلِ اُمت کے لیے دو چیزیں بطور ورثہ چھوڑیں۔ان دو گراں قدر چیزوں میں ایک کتاب اللہ ہے اور دوسری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت واہل بیت۔

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا: كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي[1]

میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوران حج عَرَفہ کے دن دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی قَصواء پر سوار ہو کر خطاب فرما رہے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب: فی مناقب أهل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ٣٧٨٦، ص ١١١٥ ص ١١١٦، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الطبرانی: المعجم الأوسط، من اسمہ: عبدالرحمن، رقم الحدیث: ٤٧٥٧، جلد ٣ ص ٣٣٢، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، بقیة أخبار الحسن بن علی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ٢٦٨٠، جلد ٣ ص ٦٦، مطبوعہ مکتبة ابن تیمیة، القاهرة)

"اے لوگو! میں تمہارے درمیان ایسی (عظیم) چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر تم انہیں تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (ان میں سے ایک) اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور (دوسری چیز) میری عترت اور اہل بیت ہے۔"

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْض [1]

"کتاب اللہ اور اہل بیت وعترتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوضِ کوثر پر ملاقات کریں گے۔"

حضرت احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار طاہر وطیب بیٹیاں حضرت اُم المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن نوری سے پیدا ہوئیں۔ ان صاحبزادیوں کے اسم ہائے مقدس، حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، حضرت

---

[1] (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۱۱۰۴، ۱۱۱۳۱، ۱۱۲۱۱، جلد ۱۷ ص ۱۶۹، ص ۲۱۱، ص ۳۰۸، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (أبي يعلى: مسند أبي يعلى، من مسند أبي سعيد الخدری، رقم الحدیث: ۱۰۲۱، ۱۰۲۷، ۱۱۴۰، جلد ۲ ص ۲۹۷، ص ۳۰۳، ص ۳۷۶، مطبوعہ دار المامون للتراث، دمشق) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب فضائل الصحابۃ، باب: مناقب أهل الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۳۹۱۴، جلد ۱۴، ص ۱۱۸ ص ۱۱۹، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت فاطمۃ الزھرا رضی اللہ عنہا ہیں۔ [1]

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۳ھ) بیان کرتے ہیں:

وَ أَجْمَعُوْا أَنَّهَا وُلِدَتْ لَهُ أَرْبَعُ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ ، وَهَاجَرْنَ ، فَهُنَّ :زَيْنَبُ ، وَفَاطِمَةُ، وَ رُقَيَّةُ ، وَ أُمُّ كَلْثُوْمٍ [2]

"اور اہل علم کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں، سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی، نام یہ ہیں: سیدہ زینب، سیدہ فاطمہ، سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

اَلْبَنَاتُ أَرْبَعٌ بِلَا خِلَافٍ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں ہیں، اس میں اختلاف نہیں" [3]

---

[1] (ابن الاثیر الجزری: أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، کتاب النساء، حرف الخاء، رقم الترجمۃ: ۶۸۷۴، خدیجۃ بنت خویلد، جلد ۷ ص ۸۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الصفدی: الوافی بالوفیات، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بناتہ، جلد ۱ ص ۷۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، لبنان)

[2] (ابن عبدالبر: الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، کتاب النساء وکناھن، باب الخاء، رقم الترجمۃ: ۳۳۴۷، خدیجۃ بنت خولید الاسدیۃ، جلد ۴ ص ۳۷۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[3] (النووی: تھذیب الاسماء واللغات، الترجمۃ النبویۃ الشریفۃ، فصل: فی أبناءہ وبناتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۱ ص ۲۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

ولادت:

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ذات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے راحتِ جان ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ بلد حرام میں، بعثت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئیں۔

امام ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

فاطمة عليها السلام ولدت قبل النبوة بخمس سنين

"حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ہوئی"۔ [1]

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مناقبِ عالی، انسانی فہم وادراک سے بالا ہیں۔ ہم تو صرف یہی جانتے ہی کہ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کے والد گرامی سید الانبیاء والمرسلین جناب احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ کے شوہر نامدار، امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ، آپ کی مادرِ مشفق اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، آپ کے فرزندانِ والا گہر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

---

[1] (ابن الجوزی: صفۃ الصفوۃ، باب: ذکر نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وذکر نسبہ، جلد ۱ ص ۵۹، مطبوعہ دارالحدیث، القاہرۃ)

نام و القابات:

اسم گرامی "فاطمہ" ہے۔ اسم گرامی "فاطمہ" کی وجہ تسمیہ ملاحظہ ہو:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا سُمِّيَتْ فَاطِمَةُ لِاَنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا وَ مُحِبِّيْهَا عَنِ النَّارِ [1]

"ان کا نام "فاطمہ" اس لئے رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے محبین کو دوزخ سے آزاد کیا ہے۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ فَاطِمَةَ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ [2]

"بے شک "فاطمہ" نے پاک دامنی اختیار کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرما دیا ہے۔"

---

[1] (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الفضائل، الباب الخامس: فی فضل أھل البیت، الفصل الثانی: فی فضائل أھل البیت مفصلا، فاطمۃ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث: ۳۴۲۲۲، جلد ۱۲، ص ۵۰، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور)

[2] (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر مناقب فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۷۲۶، جلد ۳ ص ۱۶۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، باب الیاء، مسند النساء، بنات رسول اللہ، ومن مناقب فاطمۃ، رقم الحدیث: ۱۰۱۸، جلد ۲۲، ص ۴۰۶، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ) (البزار: مسند البزار، مسند عبداللہ بن مسعود، زر بن حبیش عن عبداللہ، بقیۃ حدیث زر، رقم الحدیث: ۱۸۲۹، جلد ۵، ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ)

چند مشہور القابات یہ ہیں:

1• زھراء: یعنی تازہ پھول کی طرح پاکیزہ، حسین وجمیل

2• بتول: اللہ کی سچی اور بے لوث بندی، اللہ کی راہ میں دنیا سے قطع تعلق کر لینے والی۔

حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ آپ رضی اللہ عنہا کے نام اور لقب "بتول وزھراء" کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اللہ تعالیٰ نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا، آپ کی اولاد، آپ کے مُحبین کو دوزخ کی آگ سے دور کیا ہے اِس لئے آپ کا نام "فاطمہ" ہوا۔ چونکہ آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے الگ تھیں لہٰذا "بتول" لقب ہوا، "زہراء" بمعنی کلی۔ آپ جنت کی کلی تھیں حتی کہ آپ کی کبھی ایسی کیفیت نہ ہوئی جس سے خواتین دوچار ہوتی ہیں اور آپ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی تھی جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُونگھا کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا لقب "زہرا" ہوا۔" [1]

بتول و فاطمہ، زہرا لقب اس واسطے پایا
کہ دنیا میں رہیں اور دیں پتہ جنت کی نکہت کا [2]

---

[1] (احمد یار خان: مرآۃ المناجیح، کتاب المناقب، باب: مناقب اُھل بیت النبی، جلد ۸ ص ۴۱۴، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

[2] (احمد یار خان: دیوانِ سالک، ص ۳۳، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

3 سیدۃ النساء العالمین: سارے جہانوں کی عورتوں کی سردار

اُم المؤمنین، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ ، أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ [1]

"اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو"

4. سیدۃ النساء اهل الجنة: جنت کی عورتوں کی سردار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ [2]

"فاطمہ اہل جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے۔"

5. بضعة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: جگر گوشہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر مناقب فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث: ۴۷۴۰، جلد ۳ ص ۱۷۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (النسائی: السنن الکبری، کتاب وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: ذکر ما استدل بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی اقتراب أجلہ، رقم الحدیث: ۷۰۷۱، جلد ۶ ص ۳۸۰، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (أبی نعیم الاصبھانی: حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، رقم الترجمۃ: فاطمۃ بنت رسول اللہ، جلد ۲ ص ۳۹، مطبوعہ مصر)

[2] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: مناقب قرابۃ رسول اللہ، ص ۶۲۶، باب: مناقب فاطمۃ رضی اللہ عنہا، ص ۶۳۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب: إن الحسن والحسین سیدا شباب أھل الجنۃ، رقم الحدیث: ۳۷۸۱، ص ۱۱۱۴ ص ۱۱۱۵، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

6. البضعة النبوية: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر

حضرت سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي [1]

"فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے"

7. ام ابیھا: کریمۃ الطرفین، باپ اور ماں دونوں کی نسبت سے عالی مرتبہ [2]

8. زاکیہ: نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ عادات و اخلاق والی۔

9. طاھرہ: پاک باز خاتون۔

10. مطھرہ: پاک صاف خاتون۔

آپ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے اپنے بابا جان رحمتِ عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ رحمت اور فیضان سے ظاہری اور باطنی طہارت و پاکی حاصل کر چکی تھیں حتی کہ آپ رضی اللہ عنہا حیض و نفاس سے بھی مُنَزّہ و مُبَرّا تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: مناقب قرابة رسول الله، (ومنقبة فاطمة علیها السلام بنت النبی)، رقم الحدیث: ۳۷۱۴، ص ۶۲۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ عنہم، باب: من فضائل فاطمة بنت النبی رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث: ۶۳۰۸ (۲۴۴۹)، ص ۱۰۷۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (البیھقی: السنن الکبری، کتاب الشهادات، جماع أبواب من تجوز شهادته، باب: من قال: لا تجوز شهادة الوالد لولده، والولد لوالدیه، رقم الحدیث: ۲۰۸۶۲، جلد ۱۰، ص ۳۴۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

[2] (الطبرانی: المعجم الکبیر، مسند النساء، بنات رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ذکر سن فاطمة رضی اللہ عنہا ووفاتها ومن أخبارها ومناقبها وکنیتها، الرقم: ۹۸۸، ۹۸۵، جلد ۲۲، ص ۳۹۷، مطبوعہ مکتبة ابن تیمیة، القاهرة)

اِبْنَتِی فَاطِمَةُ حَوْرَاءُ آدَمِیَّةٌ لَمْ تَحِض وَلَمْ تَطْمُثْ

"میری بیٹی فاطمہ انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض ونفاس سے پاک ہے" [1]

11• راضیہ: اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا پر راضی رہنے والی۔

12• عذرا: دوشیزہ

13• مرضیہ: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی پر چلنے والی۔

شادی:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیام نکاح آیا تو مجھے میری باندی نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیامِ نکاح آیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ اس نے کہا: پیامِ نکاح آیا ہے۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونے میں کیا مانع ہے؟ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے نکاح فرما دیں گے۔ میں نے کہا: کیا میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس کے بدلے میں مَیں شادی کروں؟ اُس باندی نے کہا: بے شک اگر آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو آپ کا نکاح فرما دیں گے۔

---

[1] (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الفضائل، الباب الخامس: فی فضل اُھل البیت، الفصل الثانی: فی فضائل اُھل البیت مفصلاً، فاطمۃ، رقم الحدیث: ۳۴۲۲۱، جلد ۱۲ ص ۵۰، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور)

پس اللہ کی قسم! وہ مجھے اُمید دلاتی رہی یہاں تک کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت اور ہیبت (مجھ پر طاری) تھی۔ جب میں آپ کے روبرو بیٹھ گیا تو خاموش رہا۔ اللہ کی قسم میں بات کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا (میری یہ کیفیت ملاحظہ فرما کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

مَا جَاءَ بِكَ أَلَكَ حَاجَةٌ ؟

"کس لئے آئے ہو، کیا کوئی حاجت ہے؟"

مگر میں خاموش رہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا:

مَا جَاءَ بِكَ أَلَكَ حَاجَةٌ ؟

"کس لئے آئے ہو، کیا کوئی حاجت ہے؟"

لَعَلَّكَ جِئْتَ تَخْطُبُ فَاطِمَةَ

"شاید تم فاطمہ کا پیغام نکاح دینے آئے ہو؟"

میں نے عرض کیا: نَعَمْ "جی ہاں" [1]

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَا عِنْدَكَ ؟

"تمہارے پاس کیا ہے؟"

آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

---

[1] (البیھقی: دلائل النبوۃ، جماع أبواب غزوۃ بدر العظمی، باب: ماجاء فی تزویج فاطمۃ بنت رسول اللہ من علی ابن أبی طالب، جلد ۳ ص ۱۶۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البیھقی: السنن الکبری، کتاب الصداق، باب: مایستحب من القصد فی الصداق، رقم الحدیث: ۱۴۳۵۱، جلد ۷ ص ۳۸۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

فَرَسِی وَبُدْنِی

"میرا گھوڑا اور زرہ"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَمَّا فَرَسُكَ فَلَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ ، وَأَمَّا دِرْعُكَ فَبِعْهَا، فَبِعْتُهَا بِأَرْبَعَ مِائَةٍ وَ ثَمَانِيْنَ

"گھوڑا تو تمہارے لئے ضروری ہے، البتہ تم زرہ کو فروخت کردو، تو میں نے چار سو اسی درہم میں فروخت کردی" [1]

حضرت شیخ حریفیش رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۸۱۰ھ) لکھتے ہیں:

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: "میں نے اپنی زرہ لی اور بازار میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو چار سو درہم میں فروخت کردی۔ جب میں نے درہموں پر اور انہوں نے زرہ پر قبضہ کرلیا تو مجھ سے فرمانے لگے: "اے علی! کیا اب میں آپ سے زیادہ زرہ کا اور آپ مجھ سے زیادہ دراہم کے حق دار نہیں؟" میں نے کہا: "کیوں نہیں"۔ تو کہنے لگے: "پھر یہ زرہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے" حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] (الطبرانی: المعجم الکبیر، مسند النساء، بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ذکر تزویج فاطمۃ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث: ۱۰۲۱، جلد ۲۲ ص ۴۰۸ ص ۴۰۹، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ) (ابن المغازلی: مناقب علی، تزویج فاطمۃ بعلی، رقم الحدیث: ۳۹۹، ص ۴۱۳ ص ۴۱۴، مطبوعہ دار الآثار، صنعاء) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب المناقب، باب: مناقب فاطمۃ بنت رسول اللہ، باب: منہ فی فضلھا وتزویجھا بعلی، رقم الحدیث: ۱۵۲۱۰، جلد ۹ ص ۲۰۵ مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

"میں نے زرہ اور درہم لئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے حسن سلوک کی خبر دی تو آپ نے انہیں خیر و برکت کی دعا دی۔" [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زرہ کی قیمتِ فروخت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِجْعَلْ ثُلُثَیْنِ فِی الطِّیْبِ وَ ثُلُثًا فِی الْمَتَاعِ [2]

"دو تہائی خوشبو وغیرہ پر صَرف کرو اور ایک تہائی اشیائے خانہ داری پر خرچ کرو۔"

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَا اَنَسُ تَدْرِی مَا جَاءَنِی بِهِ جِبْرِیْلُ مِنْ عِنْدِ صَاحِبِ الْعَرْشِ عزوجل؟

"اے انس! کیا تم جانتے ہو جبریل صاحبِ عرش عزوجل سے کیا (پیغام) لائے؟"

---

[1] (الحریفیش: الروض الفائق، المجلس الثامن والاربعون: فی زواج علی بن أبی طالب بفاطمۃ و شفعھما فینا، ص ۴۰۴، مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کانسی روڈ، کوئٹہ)

[2] (ابن سعد: الطبقات الکبری، ذکر بنات رسول اللہ، رقم الترجمۃ: ۴۰۹۷، فاطمۃ بنت رسول اللہ، جلد ۸ ص ۱۶، ۱۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں جبریل علیہ السلام کیا پیغام لائے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰه تَعَالٰى أَمَرَنِي أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ، فَادْعُ لِي أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰن وَعِدَّة مِنَ الْاَنْصَار

"اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کروں، تم جا کر ابو بکر، عمر، عثمان، عبد الرحمن بن عوف اور انصار کے کچھ افراد کو بلا لاؤ"

وہ سب حضرات آئے اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ نکاح پڑھا۔ پھر فرمایا:

إِنَّ اللّٰه أَمَرَنِي أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيٍّ، فَاشْهِدُوا عَلٰى أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُه عَلٰى أَرْبَعِمائة مِثْقَالِ فِضَّةٍ [1]

"بے شک اُس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ کا نکاح علی کے ساتھ کروں، لہذا تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اس کا نکاح چار سو مثقال چاندی کے عوض کر دیا ہے۔"

جہیز:

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لختِ جگر کو جو جہیز دیا مختلف روایتوں کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے:

---

[1] (المناوی: اتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل، الباب الثانی: فی تزویجها بعلی، ص ۴۷ مطبوعہ مکتبۃ القرآن للطبع والنشر والتوزیع، القاهرة)

(1)..... ایک بستر مصری کپڑے کا، جس میں اُون بھری ہوئی تھی۔

(2)..... ایک نقشی تخت یا پلنگ۔

(3)..... ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

(4)..... ایک مشکیزہ۔

(5)..... دو مٹی کے برتن (یا گھڑے) پانی کے لیے۔

(6)..... ایک چکی (ایک روایت میں ۲ چکیاں درج ہیں)۔

(7)..... دو چادریں۔

(8)..... ایک پیالہ۔

(9)..... دو بازو بند نقرئی۔

(10)..... ایک جانماز [1]

حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے شہزادیٔ کونین رضی اللہ عنہا، والدۂ حسنین رضی اللہ عنہما کے جہیز کی تفصیل نظم میں لکھی ہے ملاحظہ فرمایئے:

فاطمہ زہرا کا جس دن عقد تھا
سُن لو! اُن کے ساتھ کیا کیا نقد تھا

ایک چادر سترہ پیوند کی
مصطفی نے اپنی دُختر کو جو دی

ایک تو شک جس کا چمڑے کا غلاف
ایک مشکیزہ ایک ایسا ہی لحاف

---

[1] (طالب الھاشمی: تذکار صحابیات، بنات طاہرات، خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہرا، ص ۱۳۲ ص ۱۳۳، مطبوعہ البدر پبلی کیشنز اُردو بازار، لاہور)

جس کے اندر اُون نہ ریشم رُوئی
بلکہ اس میں چھال خُرمے کی بھری

ایک چکّی پیسنے کے واسطے
ایک تکیہ مشکیزہ تھا پانی کے لئے
ایک لکڑی کا پیالہ ساتھ میں
نقرئی کنگن کی جوڑی ہاتھ میں
اور گلے میں ہار ہاتھی دانت کا
ایک جوڑا بھی کھڑاؤں کا دیا
شاہ زادی سیّد الکونین کی
بے سواری ہی علی کے گھر گئی
واسطے جن کے بنے دونوں جہاں
ان کے گھر تھیں سیدھی سادی شادیاں
اس جہیز پاک پر لاکھوں سلام
صاحبِ لَولاک پر لاکھوں سلام [1]

دعوت ولیمہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المؤمنین حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رکھے ہوئے دراہم میں سے دس درہم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیئے اور ارشاد فرمایا:

[1] (احمد یار خان: دیوان سالک، جہیز، ص ۴۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

اشتر بهذه تمراً وسمناً و أقطا

"ان سے کھجور، گھی اور پنیر خرید لو"

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں یہ چیزیں خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ نے چمڑے کا ایک دستر خوان منگوایا اور آستینیں چڑھا کر کھجوروں کو گھی میں مسلنے لگے اور پھر پنیر کے ساتھ اس طرح ملایا کہ وہ حلوہ بن گیا۔"

پھر ارشاد فرمایا:

يا علی أدع من أحببت

"اے علی! جسے چاہو بلا لاؤ"

میں مسجد گیا اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا:

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کریں"

سب لوگ اٹھ کر چل دیئے۔ جب میں نے آپ کی بارگاہ میں عرض کی کہ لوگ بہت زیادہ ہیں تو آپ نے چمڑے کے دستر خوان کو ایک رومال سے ڈھانک دیا اور ارشاد فرمایا:

ليدخلن عشرة عشرة

"دس دس افراد کو داخل کرتے جاؤ"

میں نے ایسا ہی کیا۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھانا کھایا لیکن کھانے

میں بالکل کمی نہ ہوئی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے سات سو افراد نے وہ حلوہ تناول فرمایا۔ [1]

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

حَضَرْنَا عُرْسَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ وَفَاطِمَةَ رضی اللہ عنہا، فَمَا رَأَيْنَا عُرْسًا كَانَ أَحْسَنَ مِنْهُ، حَشَوْنَا الْفِرَاشَ يَعْنِي: اللِّيفَ، وَأُتِينَا بِتَمْرٍ وَزَبِيبٍ فَأَكَلْنَا [2]

"ہم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے (شادی) ولیمے میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس سے اچھا ولیمہ نہیں دیکھا، ہم نے کھجور کے پتوں کا فرش بچھایا، ہمیں کھجور اور خشک انگور (یا چھوہارے) پیش کئے گئے جو ہم نے کھائے"

شہزادیٔ کونین، والدۂ حسنین رضی اللہ عنہم کے نکاح مبارک کے متعلق حکیم الامت، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا منظوم کلام ملاحظہ فرمائیے:

---

[1] (الحریفیش: الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الثامن والأربعون: فی زواج علی بن أبی طالب بفاطمة رضی اللہ عنہا وشفعهما فینا، ص ۳۴۱، مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کانسی روڈ، کوئٹہ)

[2] (الھیثمی: کشف الاستار عن زوائد البزار، کتاب النکاح، باب: تزویج علی بفاطمة، رقم الحدیث: ۱۴۰۸، جلد ۲ ص ۱۵۳، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب المناقب، باب: مناقب فاطمة بنت رسول اللہ، باب: منہ فی فضلھا وتزویجھا بعلی، رقم الحدیث: ۱۵۲۱۵، جلد ۹ ص ۲۰۹، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

گوشِ دل سے مومنو سُن لو ذرا
ہے یہ قصّہ فاطمہ کے عقد کا

پندرہ سالہ نبی کی لاڈلی
اور تھی بائیس سال عُمرِ علی

عقد کا پیغام حیدر نے دیا
مصطفیٰ نے مرحبا اہلاً کہا

پیر کا دن سترہ ماہِ رجب
دُوسرا سنِ ہجرت شاہِ عرب

پھر مدینہ میں ہوا اعلانِ عام
ظہر کے وقت آئیں سارے خاص و عام

اس خبر سے شور برپا ہو گیا
کوچہ و بازار میں غُل سا مچا

آج ہے مولیٰ کی دختر کا نکاح
آج ہے اس نیک اختر کا نِکاح

آج ہے اُس پاک و سچی کا نکاح
آج ہے بے ماں کی بچّی کا نکاح

خیر سے جب وقت آیا ظہر کا
مسجد نبوی میں مجمع ہو گیا

ایک جانب ہیں ابوبکر و عمر
اک طرف عثمان بھی ہیں جلوہ گر

ہر طرف اصحاب اور انصار ہیں
درمیاں میں احمد و مختار ہیں

سامنے نوشہ علّی مرتضیٰ
حیدرِ کرّار شاہِ لَا فتیٰ

آج گویا عرش آیا ہے اُتر
یاکہ قدسی آگئے ہیں فرش پر

جمع جب یہ سارا مجمع ہو گیا
سیدالکونین نے خطبہ پڑھا

جب ہوئے خطبے سے فارغ مصطفیٰ
عقد زہرا کا علی سے کر دیا
چار سو مثقال چاندی مہر تھا
وزن جس کا ڈیڑھ سو تولہ ہوا
بعد میں خُرمے لٹائے لا کلام
ماسوا اس کے نہ تھا کوئی طعام

ان کے حق میں پھر دعائے خیر کی
اور ہر اک نے مبارکباد دی

گھر سے رخصت جس گھڑی زہرا ہوئیں
والدہ کی یاد میں رونے لگیں

دی تسلّی احمدِ مختار نے
اور فرمایا شہِ ابرار نے

فاطمہ ہر طرح سے بالا ہو تم
میکہ و سُسرال میں اعلیٰ ہو تم

باپ تمہارے امام الانبیاء
اور شوہر اولیاء کے پیشوا

ماہِ ذی الحجہ میں جب رخصت ہوئی
تب علی کے گھر میں اک دعوت ہوئی

جس میں تھیں دس سیر جو کی روٹیاں
کچھ پنیر اور تھوڑے خرمے بیگماں

اس ضیافت کا ولیمہ نام ہے
اور یہ دعوت سُنّتِ اسلام ہے

سب کو اُن کی راہ چلنا چاہیے
اور بُری رسموں سے بچنا چاہیے [1]

---

[1] (احمد یار خان: دیوان سالک، ص ۴۰، ص ۴۱، ص ۴۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

اولاد پاک:

حضرت سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیاں عطا فرمائیں۔

(۱)۔۔۔حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کے سب سے بڑے شہزادے ہیں۔ آپ کا اسم گرامی "حسن" کُنیت "ابو محمد" اور اَلقاب "سید شباب اہل الجنۃ"، "سبط و ریحانِ رسول" ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۵ رمضان المبارک ۳ ہجری میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کا نام "حسن" رکھا پھر پیدائش کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا، بال اُتروائے اور حکم فرمایا کہ بالوں کے وزن برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ [1]

فقیہ ملت، مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پینتالیس سال چھ ماہ چند روز کی عمر میں بمقام مدینہ طیبہ ۵ ربیع الاوّل ۴۹ ہجری میں زہر خوانی سے شہادت نصیب پائی اور جنت البقیع میں اپنی پیاری امی جان خاتون جنت جگر گوشۂ رسول حضرت سیدتنا فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے پہلو میں مدفون ہوئے۔" [2]

---

[1] (ابن الاثیر الجزری: أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، حرف الحاء، رقم الترجمۃ: ۱۱۶۵، الحسن بن علی، جلد ۲ ص ۱۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[2] (جلال الدین امجدی: خطباتِ محرم، امیر المؤمنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، ص ۲۵۳، مطبوعہ اکبر بک سیلرز اُردو بازار، لاہور)

(۲)۔۔۔حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی "حسین"، کنیت "ابوعبداللہ" اور القاب "سید شباب اہل الجنۃ"، "سبط و ریحانِ رسول" ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۵ شعبان ۴ ہجری میں ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیارے شہزادے کے کان میں اذان ارشاد فرمائی اور ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا گیا۔[1]

امامِ عالی مقام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی بھی شہرت عام ہوگئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری بروز جمعۃ المبارک اپنے اہلِ بیت اطہار اور ۷۲ جانثاروں کے ساتھ میدانِ کربلا میں مرتبۂ شہادت پر فائز ہوکر "سید الشُھداء" کے لقب سے مُلقب ہوئے۔

(۳)۔۔۔حضرت سیدنا محسن رضی اللہ عنہ:

حضرت سیدنا محسن رضی اللہ عنہ کا انتقال تو بچپن میں ہی ہوگیا تھا اس لئے تاریخ وسیرت کی کتابوں میں ان کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

(۴)۔۔۔حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی بڑی شہزادی ہیں۔ ان کی کنیت "اُم الحسن" تھی اور واقعہ کربلا کے بعد ان کی کنیت "اُم المصائب" مشہور ہوگئی تھی۔

---

[1] (ابن الاثیر الجزری: أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، حرف الحاء، رقم الترجمۃ: ۱۱۷۳، الحسین بن علی، جلد ۲ ص ۲۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس لختِ جگر کا نکاح حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ 1

(۵)۔۔۔حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال تو بچپن میں ہی ہوگیا تھا اس لئے تاریخ و سیرت کی کتابوں میں ان کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

(۶)۔۔۔حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی شہزادی ہیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور حق مہر چالیس ہزار درہم دیئے۔حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد آپ کا نکاحِ ثانی حضرت سیدنا عون بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ہوا۔اور حضرت سیدنا عون کے انتقال کے بعد ان کے بھائی حضرت سیدنا محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا اور ان کے انتقال کے بعد ان کے بھائی حضرت سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے حضرت سیدنا زید بن عمر رضی اللہ عنہما کا انتقال ایک ہی وقت میں ہوا۔ 2

---

1 (ابن الاثیر الجزری : أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ، کتاب النساء، حرف الزای ، رقم الترجمۃ : ۶۹۶۹، زینب بنت علی بن أبی طالب، جلد ۷ ص ۱۳۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

2 (ابن الاثیر الجزری: أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، الکنی من النساء الصحابیات، حرف الکاف، رقم الترجمۃ : ۷۵۸۶، اُم کلثوم بنت علی بن أبی طالب، جلد ۷ ص ۳۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)(ابن سعد : الطبقات الکبریٰ، تسمیۃ النساء اللواتی لم یروین عن رسول اللہ، رقم الترجمۃ : ۴۶۳۴، ام کلثوم بنت علی بن أبی طالب، جلد ۸ ص ۳۳۸ ص ۳۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

ازدواجی زندگی:

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سیدہ پاک کی بڑی عزت کرتے تھے اور ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ سیدہ بھی اپنے شوہرِ نامدار کا دل وجان سے احترام کرتی تھیں اور ان کی خدمت گزاری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتی تھیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی لختِ جگر کو ہمیشہ نصیحت فرماتے رہتے تھے کہ عورت کا سب سے بڑا فرض خاوند کی اطاعت وفرماں برداری ہے۔ اس لیے وہ علی رضی اللہ عنہ کی ہر طرح اطاعت کریں۔ دوسری طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی تاکید فرماتے رہتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اچھا برتاؤ کرو۔ چنانچہ میاں بیوی کے مثالی تعلقات کی وجہ سے ان کا گھر جنت کا نمونہ بن گیا تھا۔ تاہم دو چار موقعے ایسے ضرور پیش آئے جن میں میاں بیوی میں معمولی رنجش پیدا ہوگئی، انسانی فطرت اور زمانے کے اقتضاء کے پیشِ نظر میاں بیوی کے تعلقاتِ معاشرت میں ایسے اتفاقات کا پیش آجانا کوئی انہونی بات نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رنجش بھی محض اتفاقی تھی اور جونہی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مداخلت فرمائی ان کے دلوں میں ملال کا شائبہ تک نہ رہا۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کسی بات پر کچھ رنجش ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹی کے گھر تشریف لے گئے! اس وقت روئے انور پر حزن و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو سمجھا بجھا کر صفائی کرادی۔ جب باہر تشریف لائے تو

بہت ہشاش بشاش تھے اور چہرہ مبارک فرطِ مسرت اور اطمینان سے چمک رہا تھا۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے پوچھا:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ گھر کے اندر گئے تو چہرہ مبارک متغیر تھا اور باہر تشریف لائے ہیں تو بہت خوش اور مطمئن نظر آرہے ہیں یہ کیا بات ہے؟"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَا یَمْنَعُنِیْ وَقَدْ اَصْلَحْتُ بَیْنَ اَحَبِّ اثْنَیْنِ اِلَیَّ؟[1]

"میں نے ان دو ہستیوں کے درمیان صلح صفائی کرادی جو مجھے بہت زیادہ عزیز ہیں"

اسی طرح ایک بار اور میاں بیوی میں کچھ شکررنجی ہوگئی۔سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ناراض ہوکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت لے کر گئیں۔ان کے پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی آگئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

یَا بُنَیَّۃُ اسْمَعِی وَاسْتَمِعِی وَاعْقِلِی اِنَّہٗ لَا اِمْرَاَۃَ بِاَمْرَۃَ

لَا تَاْتِی ھَوَی زَوْجِھَا وَھُوَ سَاکِتٌ

"بیٹی میری بات غور سے سنو،کوئی میاں بیوی ایسے نہیں ہیں جن کے درمیان کبھی اختلاف رائے پیدا نہ ہوا ایسا کون سا شوہر ہے کہ جس کی بیوی اس کی آرزو پوری نہ کرے اور وہ خاموش رہے۔"

---

[1] (ابن سعد:الطبقات الکبری،ذکر بنات رسول اللہ،رقم الترجمۃ:۴۰۹۷،فاطمۃ بنت رسول اللہ، جلد ۸ ص ۲۱،مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت،لبنان)(ابن حجر العسقلانی:الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، کتاب النساء،حرف الفاء،رقم الترجمۃ:۱۱۵۸۷،فاطمۃ الزھراء،جلد ۸ ص ۲۶۸،مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت،لبنان)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی سن کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا آتِي شَيْئًا تَكْرَهِيْنَهُ اَبَدًا

"خدا کی قسم آئندہ میں کبھی کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو تمہارے مزاج کے خلاف ہو یا جس سے تمہاری دل شکنی ہو۔"1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان گھریلو کاموں کی تقسیم فرما دی تھی۔ چنانچہ گھر کے اندر جتنے کام تھے مثلاً چکی پیسنا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ وہ سب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذمہ تھے اور باہر کے سب کام مثلاً بازار سے سودا سلف لانا، اونٹ کو پانی پلانا وغیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ تھے اس طرح ان کی ازدواجی زندگی میں نہایت خوشگوار توازن پیدا ہو گیا تھا۔

حضرت سیدنا ضمرہ بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى ابْنَتِهِ فَاطِمَةَ بِخِدْمَةِ الْبَيْتِ، وَقَضَى عَلَى عَلِيٍّ بِمَا كَانَ خَارِجًا مِنَ الْخِدْمَةِ

1 (ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر بنات رسول اللہ، رقم الترجمۃ: ۴۰۹۷، فاطمۃ بنت رسول اللہ، جلد ۸ ص ۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن حجر العسقلانی: الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، کتاب النساء، حرف الفاء، رقم الترجمۃ: ۱۱۵۸۷، فاطمۃ الزہراء، جلد ۸ ص ۲۶۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

”جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمور خانہ داری اپنی شہزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے سپرد فرمائے اور گھر سے باہر کے کام حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگا دیئے۔“ [1]

صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ پایا (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: تمہارے ابنِ عم کہاں ہیں؟، بولیں: مجھ میں اور ان میں کچھ جھگڑا ہو گیا تھا وہ غصہ میں چلے گئے ہیں اور یہاں (دوپہر کو) نہیں لیٹے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا، دیکھو وہ کہاں ہیں۔ اس نے آکر خبر دی کہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے۔ وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) لیٹے ہوئے تھے۔ پہلو سے چادر ہٹ گئی تھی اور مٹی جسم پر لگ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مٹی پونچھتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے:

قُمْ اَبَاتُرَاب قُمْ اَبَاتُرَاب [2]

---

[1] (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب أقضیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الرقم: ۲۹۰۶۹، جلد ۶ ص ۱۰، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (ابی نعیم الاصبھانی: حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، رقم الترجمۃ: ضمرۃ بن حبیب، جلد ۶ ص ۱۰۴، مطبوعہ مصر)

[2] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب: نوم الرجال فی المسجد، رقم الحدیث: ۴۴۱، ص ۶۷ ص ۷۷، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، باب: مناقب علی بن ابی طالب القرشی الھاشمی أبی الحسن رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۷۰۳، ص ۶۲۴ ص ۶۲۵، کتاب الأدب، باب الکنی بأبی تراب وان کانت لہ کنیۃ أخری، رقم الحدیث: ۶۲۰۴، ص ۱۰۸۰، کتاب الاستئذان، باب: القائلۃ فی المسجد، رقم الحدیث: ۶۲۸۰، ص ۱۰۹۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم، باب: من فضائل علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۶۲۲۹، (۲۴۰۹)، ص ۱۰۶۲، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ گھر لائے اور دونوں میاں بیوی کے درمیان صلح کرادی۔ اہل سیر کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب کہلایا جانا عمر بھر بہت محبوب رہا۔

متذکرہ دو تین اتفاقی واقعات کے سوا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی ہمیشہ نہایت خوشگوار رہی اور ان کا گھر پاکیزگی، اطمینان، سادگی، قناعت اور سعادت کا گہوارہ بنا رہا۔

ایک دن مؤذن رسول حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لئے دیر سے پہنچے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کس چیز نے روکے رکھا؟ عرض کی: میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مقدس مکان کے پاس سے گزرا، وہ آٹا پیس رہی تھیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ میں نے ان سے عرض کی: اگر آپ رضی اللہ عنہا چاہیں تو میں آٹا پیس دیتا ہوں اور اگر چاہیں تو امام حسین رضی اللہ عنہ کو سنبھال لیتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بیٹے پر تم سے زیادہ مہربان ہوں، میری تاخیر کا یہ سبب تھا۔ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، آپ رضی اللہ عنہا اُونٹ کے بالوں سے بنا موٹا لباس پہنے چکی میں آٹا پیس رہی تھیں،

---

[1] (ابن منظور الافریقی: مختصر تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: بلال بن رباح أبوعبدالکریم، جلد ۵ ص ۲۶۲، ص ۲۶۳، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر دمشق، سوریا) (ابن عدی: الکامل فی ضعفاء الرجال، رقم الترجمۃ: ۳۵۶، جسر بن فرقد القصاب بصری، جلد ۲ ص ۴۲۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان پر نظر پڑی تو آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یافاطمة تجرعی مرارة الدنیا لنعیم الأبد
"اے فاطمہ! دنیا کی تنگی و سختی پر صبر کرو تا کہ جنت کی ابدی نعمتیں حاصل ہوں" [1]

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَقَدْ تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ وَمَالِي وَلَهَا فِرَاشٌ غَيْرُ جِلْدِ كَبْشٍ نَنَامُ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَنَعْلِفُ عَلَيْهِ النَّاضِحَ بِالنَّهَارِ وَمَالِي وَلَهَا خَادِمٌ غَيْرُهَا

"جب میری فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) سے شادی ہوئی تو میرے اور ان کے لئے مینڈھے کی کھال کا صرف ایک بچھونا تھا، رات میں اسے اوڑھ کر سوتے دن میں اسے بچھا دیتے اور میرے پاس خدمت کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی اور نہ تھا۔" [2]

حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1] (الغزالی: إحیاء علوم الدین، کتاب الفقر والزهد، الشطر الثانی: من الکتاب فی الزهد، بیان تفضیل الزهد فیما هو من ضروریات الحیاة، جلد ۴ ص ۲۳۳، مطبوعه دار المعرفة، بیروت)

[2] (ابن سعد: الطبقات الکبری، ذکر بنات رسول الله، رقم الترجمة: ۴۰۹۷، فاطمة بنت رسول الله، جلد ۸ ص ۱۸، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان) (ابن عساکر: تاریخ دمشق، رقم الترجمة: ۴۹۳۳، علی بن أبی طالب۔۔۔ الخ، جلد ۴۲، ص ۳۶۷، مطبوعه دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، دمشق)

أَنَّ عَلِيًّا حِيْنَ دَخَلَ بِفَاطِمَةَ كَانَ فِرَاشُهُمَا إِهَابَ كَبْشٍ إِذَا أَرَادَا أَنْ يَنَامَا قَلَبَاهُ عَلَى صُوفَةٍ وَوِسَادَتُهُمَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ

"جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو ان کے پاس مینڈھے کی کھال سے بنا ایک ہی بچھونا تھا، جب وہ دونوں سونے کا ارادہ کرتے تو آدھا نیچے بچھا لیتے اور آدھا اوپر اوڑھ لیتے اور ان کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی" [1]

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: "اللہ کی قسم! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس حال میں دنیا سے چلی گئیں نہ تو کسی بات میں میری نافرمانی کی اور جب بھی میں ان کو دیکھتا تو وہ میرے دُکھ درد دُور کرتی دکھائی دیتیں" [2]

شمائل وخصائل:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی صورت اور گفتار ورفتار سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بہت زیادہ ملتی جلتی تھی۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے ظاہری اور

---

[1] (ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر بنات رسول اللہ، رقم الترجمۃ: ۴۰۹۷، فاطمۃ بنت رسول اللہ، جلد ۸ ص ۱۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[2] (الحریفیش: الروض الفائق فی المواعظ والرقائق، المجلس الثامن والأربعون: فی زواج علی بن أبی طالب بفاطمۃ وشفعھما فینا، ص ۳۴۳، مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کانسی روڈ، کوئٹہ)

باطنی اوصاف ان کی ذات میں موجود تھے۔اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے طور وطریق کی خوبی ،اخلاق وکردار کی پاکیزگی ،نشست و برخاست ،طرز گفتگو اورلب ولہجہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کونہیں دیکھا۔ان کی رفتار بھی بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفتار تھی۔ [1]

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَهُ جَمِيعًا ، لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ تَمْشِي ، لَا وَاللّٰهِ مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

”ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جمع تھیں اور کوئی ایک بھی ہم میں سے غیر حاضر نہ تھی، اتنے میں حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) وہاں آ گئیں پس اللہ کی قسم! اُن کا چلنا جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلنے سے ذرہ بھر مختلف نہ تھا۔“

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب: ماجاء فی فضل فاطمة رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث: ۳۸۷۲،ص ۱۱۳۵،مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ،الریاض) (النسائی: السنن الکبری، کتاب المناقب، مناقب فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنہا، رقم الحدیث: ۸۳۱۱ ،جلد ۷ ص ۳۹۳، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت ،لبنان) (الحاکم : المستدرک علی الصحیحین ، کتاب الادب ، رقم الحدیث: ۷۷۱۵،جلد ۴ ص ۳۰۳،مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ،لبنان) (أبی داؤد: سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب: فی القیام، رقم الحدیث: ۵۲۱۷،ص ۱۰۲۷،ص ۱۰۲۶،مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ،الریاض)

پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آتے دیکھا تو خوش ہوئے اور فرمایا:

مَرْحَبًا بِابْنَتِي

"میری بیٹی خوش آمدید"

پھر اُنہیں اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھا لیا۔ پھر ان کے ساتھ سرگوشی فرمائی تو وہ بہت زیادہ روئیں۔ پس جب انہیں بہت زیادہ غمگین دیکھا تو ان کے ساتھ دوبارہ سرگوشی فرمائی اس مرتبہ وہ ہنس پڑیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے میں نے کہا کہ:

خَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِا السِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ، ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِيْنَ

"جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے راز کے لئے ہم سے تمہیں منتخب فرمایا، پھر بھی تم روتی ہو۔"

پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ گئے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ:

عَمَّا سَارَّكِ ؟ " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے کیا سرگوشی فرمائی ؟"

انہوں نے جواب دیا کہ:

مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ

"میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کو ظاہر نہیں کر سکتی"

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوگیا تو میں نے ان سے کہا کہ:

عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي

”میں تمہیں اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جو تم پر میرا ہے کہ مجھے بتا دو“

انہوں نے جواب دیا کہ:

أَمَّا الآنَ فَنَعَمْ ، فَأَخْبَرَتْنِي

”ہاں اب بتادوں گی“

پس انہوں نے مجھے بتاتے ہوئے کہا کہ:

أَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ، فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي: أَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللهَ وَاصْبِرِي، فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ،

”پہلی مرتبہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سرگوشی کی تو مجھے بتایا کہ :”جبریل (علیہ السلام) ہر سال قرآن کریم کا ایک مرتبہ دَور کیا کرتے تھے لیکن اس سال میرے ساتھ دو دفعہ دَور کیا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ میرا آخری وقت قریب آ گیا ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور صبر کرنا اور بے شک میں پہلے جا کر تمہارا بہترین مددگار رہوں گا۔“

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس پر میں رونے لگی، جیسا کہ آپ نے دیکھا پھر میرے غم کو ملاحظہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ سرگوشی فرمائی اور ارشاد فرمایا:

يَا فَاطِمَةُ، أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ

الْمُؤْمِنِيْنَ ، أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ [1]

"اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم تمام عورتوں کی سردار ہو" یا فرمایا: "تم اس اُمت کی تمام عورتوں کی سردار ہو۔" (تو اس پر میں ہنس پڑی)

عبادت اور شب بیداری:

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو عبادتِ الٰہی سے بے انتہا شغف تھا۔ وہ قائم اللیل اور دائم الصوم تھیں۔ خوفِ الٰہی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتی تھیں۔

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب: من ناجی بین یدی الناس ومن لم یخبر بسر صاحبہ فاذا مات أخبر بہ، رقم الحدیث: ۶۲۸۵، ۶۲۸۶، ص ۱۰۹۴، کتاب المناقب، باب: علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم الحدیث: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ص ۶۰۸، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب: من فضائل فاطمۃ (بنت النبی)، رقم الحدیث: ۶۳۱۳، ۶۳۱۴، ص ۱۰۷۷، ص ۱۰۷۸، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب ماجاء فی الجنائز، باب: ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث: ۱۶۲۱، ص ۲۸۸، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الطیالسی: مسند أبی داؤد الطیالسی، أحادیث النساء، فاطمۃ بنت محمد۔۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۱۴۰۷، ص ۲۶۵، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت، لبنان) (أحمد بن حنبل: فضائل الصحابۃ، فضائل فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۱۳۴۵، ص ۲۹۹ ص ۳۰۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند فاطمۃ ابنۃ رسول اللہ، رقم الحدیث: ۲۶۴۱۳، جلد ۴۴ ص ۹، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (أبی یعلی: مسند أبی یعلی، مسند فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۶۷۴۵، جلد ۱۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ دار المامون للتراث، دمشق) (الطبرانی: المعجم الکبیر، مسند النساء، بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ماروت عائشۃ ام المؤمنین عن فاطمۃ، رقم الحدیث: ۱۰۳۲، جلد ۲۲ ص ۴۱۸، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ)

مسجدِ نبوی کے پہلو میں گھر تھا۔ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات و مواعظ گھر بیٹھے سنا کرتی تھیں۔ ان میں عقوبت اور محاسبۂ آخرت کا ذکر آتا تو ان پر ایسی رقت طاری ہوتی کہ روتے روتے غش آجاتا تھا۔ تلاوت قرآن کرتے وقت عقوبت و عذاب کی آیات آجاتیں تو جسمِ اطہر پر کپکپی طاری ہوجاتی اور آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہوجاتا ہے۔

زبان پر اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

> "سیّدہ کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن پاک کی تلاوت جاری رکھتیں۔ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب نماز کے لئے تشریف لاتے اور راستے میں سیّدہ کے مکان پر سے گزرتے اور گھر سے چکّی کے چلنے کی آواز سنتے تو نہایت درد و محبت کے ساتھ بارگاہ ربّ العزت میں دعا کرتے، یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ! فاطمہ کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور اُسے حالتِ فقر میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔" [1]

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

> "میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے سیدہ فاطمہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ حسنین کریمین سورہے تھے اور آپ ان کو پنکھا کر رہی تھیں اور زبان سے کلام الٰہی کی تلاوت جاری تھی۔

---

[1] (محمد شفیع اوکاڑوی: سفینۂ نوح، حصہ دوم، جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۳۵، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

یہ دیکھ کر مجھ پر ایک خاص حالتِ رقت طاری ہوئی۔“ [1]

علامہ اقبال نے اس شعر میں ان کی اسی عادت کی طرف اشارہ کیا ہے:

آں ادب پروردۂ صبر و رضا

آسیا گردان و لب قرآں سرا [2]

حضرت سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا گھر کے کاموں سے فرصت کے بعد صبح سے شام تک محرابِ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے، نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اس کی حمد وثناء کرتے اور دعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا۔ یہ دعائیں وہ اپنے لئے نہیں بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کیلئے مانگتی تھیں۔ عبادت کرتے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نورانی چہرہ زعفرانی ہوجاتا تھا۔ جسم پر لرزہ طاری ہوجاتا تھا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی یہاں تک کہ اکثر مصلی آنسوؤں سے بھیگ جاتا تھا۔

خلیفۂ راشد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میری مادرِ گرامی نماز کے لئے اپنی گھریلو مسجد کی محراب میں کھڑی ہوئیں اور ساری رات نماز میں مشغول رہیں، اسی حالت میں صبح ہوگئی۔ مادرِ گرامی نے مومنین اور مومنات کے لیے بہت دعائیں مانگیں مگر اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی۔ میں نے عرض کیا:

---

[1] (محمد شفیع اوکاڑوی: سفینۂ نوح، حصہ دوم، جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۳۵، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

[2] (اقبال: کلیات اقبال (فارسی)، رموزِ بیخودی، رکن دوم: رسالت، در معنی ایں کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء اسوۃ کاملہ ایست برائے نساء اسلام، ص ۲۴۲، مطبوعہ مکتبہ دانیال، لاہور)

ای مادر مهربان چگونه است که برای نفس خود
هیچ دعا نکردی

"اماں جان آپ نے سب کے لیے دعا مانگی لیکن اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی؟"

فرمایا:

ای پسرک من الجوار ثم الدار[1]

"بیٹا پہلا حق باہر والوں کا ہے اس کے بعد گھر والوں کا۔"[2]

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی عبادتِ الٰہی کو ترک نہ کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے احکام کی تعمیل، اس کی رضا جوئی اور سنت نبوی کی پیروی ان کے رگ وریشے میں سما گئی تھی۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے اور گھر کے کام کرتے ہوئے بھی ایک اللہ کی ہو کر رہ گئی تھیں۔ اسی لیے ان کا لقب بتول پڑ گیا تھا۔

زُہد وقناعت:

جس زمانے میں فتوحات اسلام روز بروز وسعت پذیر ہو رہی تھیں،

---

[1] (عبدالحق دہلوی: مدارج النبوۃ (فارسی)، قسم پنجم، باب اوّل: در ذکر اولاد کرام وی صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین، جلد ۲ ص ۴۶۱، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

[2] (عبدالحق دہلوی: مدارج النبوۃ، (مترجم)، قسم پنجم، باب اوّل: در ذکر اولاد کرام، جلد ۲، ص ۶۲۳ ص ۶۲۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

مدینہ منورہ میں بکثرت مالِ غنیمت آنا شروع ہوگیا تھا۔عرب میں یہ دستور تھا کہ فاتح کولڑائی کے بعد جو مالِ غنیمت ہاتھ آتا اس کا تین چوتھائی لشکر کا حصہ ہوتا اور ایک چوتھائی فریقِ غالب کے سردار کا۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم الٰہی:

اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنَ شَیءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَه وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبیٰ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنِ [1]

"یعنی اے مسلمانوں جان رکھو کہ جو مال تم لڑائی میں حاصل کرلاؤ اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا اور رسول کے قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا حق ہے۔"

کے مطابق اس رواج میں تبدیلی کردی اور صرف پانچواں حصہ اپنے پاس رکھ کر چار حصے عامۃ المسلمین میں تقسیم کردیتے۔اپنا حصہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب راہِ خدا میں صرف کردیتے اور فقر و فاقہ اور قناعت سے اپنی زندگی گزارتے حتیٰ کہ ازواج مطہرات اور اپنی لختِ جگر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے لیے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسائش کا کوئی انتظام نہ فرمایا،اگر کبھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اشارۃً کنایۃً لونڈی یا کنیز کے لیے استدعا کرتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:"بیٹی فقراء اور یتامیٰ کا حق فائق ہے۔"کبھی ان کی دوسرے طریقوں سے سمجھا بجھا کر تسلی و تشفی فرما دیتے۔

☆ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت میں کچھ غلام اور لونڈیاں آئیں۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

[1] (پارہ:۱۰،سورۃ الانفال،آیت:۴۱)

”فاطمہ چکی پیستے پیستے تمہارے ہاتھوں میں آبلے (گھٹے) پڑ گئے ہیں اور چولہا پھونکتے پھونکتے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ آج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت میں بہت سی لونڈیاں آئی ہیں جاؤ اپنے ابا جان سے ایک لونڈی مانگ لاؤ۔“

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن شرم وحیا حرفِ مدعا زبان پر لانے میں مانع ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد بارگاہِ نبوی میں حاضر رہ کر گھر واپس آ گئیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کنیز مانگنے کی ہمت نہیں پڑتی آپ میرے ساتھ چلیں۔ چنانچہ دوسرے دن دونوں میاں بیوی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنی تکالیف بیان کیں اور ایک لونڈی کے لیے درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”میں تم کو کوئی لونڈی خدمت کے لیے نہیں دے سکتا۔ ابھی اصحابِ صُفّہ کی خورد ونوش کا تسلی بخش انتظام مجھے کرنا ہے میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر فقر وفاقہ اختیار کیا ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سن کر دونوں میاں بیوی خاموشی سے اپنے گھر چلے گئے۔ [1]

---

[1] (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۸۳۸، جلد ۲ ص ۲۰۲ ص ۲۰۳، رقم الحدیث: ۱۳۱۳ جلد ۲ ص ۴۳۵، ۴۳۶، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: الدعاء باب: القول عند أخذ المضاجع، رقم الحدیث: ۲۳۰، ص ۹۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأذکار، باب: ماجاء فی الأذکار عقب الصلاۃ، ـــــ

☆ ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا لونڈی مانگنے کیلئے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو وہاں لوگوں کا مجمع دیکھ کر کچھ نہ کہہ سکیں کیونکہ ان کے مزاج میں شرم وحیا بہت زیادہ تھی۔ [1]

ایک روایت میں ہے کہ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا لونڈی مانگنے کے سلسلہ میں گئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موجود نہ پایا تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنی ضرورت کا اظہار کر کے واپس آگئیں۔ [2]

سیدہ پاک رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شرم وحیا کی وجہ سے کچھ عرض کئے بغیر واپس چلی گئیں یا دوسری روایت کے مطابق ام المؤمنین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک یہ بات پہنچائی تو دوسرے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا:

۔۔۔رقم الحدیث: ۱۶۹۱۱، جلد ۱۰، ص ۹۹ ص ۱۰۰، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ) (أبي داؤد: سنن أبي داؤد، أول کتاب الخراج والفيء والامارۃ، باب: في بيان مواضع قسم الخمس وسھم ذي القربی، رقم الحديث: ۲۹۸۸، ص ۶۰۹، ص ۶۱۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض)

[1] (أبي داؤد: سنن أبي داؤد، کتاب الادب، باب: في التسبيح عند النوم، رقم الحديث: ۵۰۶۳، ص ۹۹۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض)

[2] (البخاري: صحيح البخاري، کتاب فرض الخمس، باب: الدليل على أن الخمس لنوائب رسول الله والمساکين۔۔۔الخ، رقم الحديث: ۳۱۱۳، ص ۵۱۶، کتاب فضائل أصحاب النبي، باب: مناقب علي بن أبي طالب القرشي الھاشمي أبي الحسن رضی اللہ عنہ، رقم الحديث: ۳۷۰۵، ص ۶۲۵، کتاب النفقات، باب: عمل المرأۃ في بيت زوجھا، رقم الحديث: ۵۳۶۱، ص ۹۵۸، کتاب الدعوات، باب: التکبير والتسبيح عند المنام، رقم الحديث: ۶۳۱۸، ص ۱۰۹۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض)

مَاجَاءَ بِكِ اَیْ بُنَیَّةُ؟ "اے بیٹی (فاطمہ) کل تم کس غرض کے لیے میرے پاس گئی تھیں"۔

سیدہ رضی اللہ عنہا شرم کے مارے اب بھی کچھ عرض نہ کرسکیں۔اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ حالت ہے کہ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں۔مشک بھرنے سے سینے پر رسی کے نشان ہو گئے ہیں۔ہر وقت گھر کے کاموں میں مصروف رہنے سے کپڑے میلے ہوجاتے ہیں کل میں نے ان سے کہا تھا کہ آج کل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مالِ غنیمت میں لونڈیاں آئی ہوئی ہیں تم جا کر اپنی تکلیف بیان کرو اور ایک لونڈی مانگ لاؤ تاکہ تمہاری تکلیف کچھ ہلکی ہوجائے۔یہی درخواست لے کر یہ کل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> "تم جس چیز کی خواہش مند تھیں اس سے بہتر ایک چیز میں تم کو بتاتا ہوں۔ہر نماز کے بعد دس دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھا کرو۔اور سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لیا کرو۔یہ عمل تمہارے لیے لونڈی اور غلام سے بڑھ کر ثابت ہوگا۔" [1]

---

[1] (أحمد بن حنبل، مسند أحمد بن حنبل، مسند علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۸۳۸، جلد ۲ ص ۲۰۲ ص ۲۰۳، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: مَا هٰذَا؟ "یہ ٹکڑا کیسا ہے؟" سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

قُرْصٌ خَبَزْتُهُ، فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِي حَتّٰى آتِيَكَ بِهٰذِهِ الْكِسْرَةِ

"بابا جان! میں نے روٹی پکائی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کھانے کو دل نہیں کیا اس لئے یہ ٹکڑا لے کر حاضر ہوئی ہوں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَمَا إِنَّهُ أَوَّلُ طَعَامٍ دَخَلَ فَمَ أَبِيكِ مُنْذُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ [1]

"تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تمہارے والد کے مُنہ میں داخل ہوا ہے۔"

☆ ایک دفعہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا بیمار ہوگئیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک جاں نثار حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور اپنی لختِ جگر کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ دروازے پر پہنچ کر داخلے کی اجازت مانگی۔ اندر سے سیدہ رضی اللہ عنہا کی آواز آئی "تشریف لائیے۔"
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے ساتھ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔"

---

[1] (الطبرانی: المعجم الکبیر، أنس بن مالک الانصاری۔۔۔الخ، ومما أسند أنس بن مالک رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۷۵۰، جلد ۱ ص ۲۵۸، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ) (الضیاء المقدسی: الآحادیث المختارۃ، رقم الحدیث: ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، جلد ۷ ص ۱۶۶ ص ۱۶۷، مطبوعہ دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الزھد، باب: فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والسلف، رقم الحدیث: ۱۸۲۳۳، جلد ۱۰ ص ۳۱۲، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

سیدہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا "ابا جان! اس اللہ کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے میرے پاس ایک عبا کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں ہے کہ میں پردہ کروں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی چادر مبارک اندر پھینک دی اور فرمایا: "بیٹی اس سے پردہ کرلو۔"

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت عمران رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے اور سیدہ رضی اللہ عنہا سے ان کا حال پوچھا۔

سیدہ نے عرض کی:

اِنِّی لَوَجِعَةٌ وَاِنِّی لَیَزِیْدُنِیْ وَجَعًا اِلٰی وَجَعِیْ اَنْ لَیْسَ عِنْدِی مَا آکُلُ

"ابا جان شدت درد سے بے چین ہوں اور میرے درد میں مزید اضافہ ہو رہا ہے کیونکہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَیْ بُنَیَّةُ اِصْبِرِیْ

"اے میری بچی صبر کر"

میں بھی آج تین دن سے بھوکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میں جو کچھ مانگتا وہ ضرور مجھے عطا کرتا لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

يَا بُنَيَّةُ اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْن [1]

"اے میری لختِ جگر! کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہو"

☆ حضرت عمار بن ابو عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ عَلِيّاً أَجَّرَ نَفْسَهُ مِنْ يَهُوْدِيٍّ بِنَزْعِ كُلِّ دَلْوأَوْ غرْبٍ بِتَمْرَةٍ ، فَنَزَعَ لَهُ حَتَّى مَلَأَ نَحْوًا مِنَ الْمُدِّ ، فَذَهَبَ بِهِ عَلِيٌّ إِلَى فَاطِمَةَ

''حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے اُجرت طے کی کہ ایک ڈول پانی نکالنے پر ایک کھجور ملے گی۔ آپ رضی اللہ عنہ پانی نکالتے رہے حتی کہ ایک مُد کے قریب کھجوریں جمع ہو گئیں۔ پس آپ رضی اللہ عنہ ان کھجوروں کو لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے"

---

[1] (أبوبکر الآجری: الشریعۃ، کتاب فضائل فاطمۃ رضی اللہ عنہا، باب: ذکر قول النبی ان فاطمۃ سیدۃ نساء عالمھا، رقم الحدیث: ۱۶۰۷، جلد ۵ ص ۲۱۱۷ ص ۲۱۱۸، مطبوعہ دار الوطن، الریاض) (ابن المغازلی: مناقب علی بن أبی طالب، قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ بضعۃ منی، رقم الحدیث: ۴۵۲، ص ۴۶۴ مطبوعہ دار الآثار، صنعاء) (الطحاوی: شرح مشکل الآثار، باب: بیان مشکل ماروی عن رسول اللہ فی افضل بناتہ من ھی منھن، رقم الحدیث: ۱۴۹، جلد ا ص ۱۴۱، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الحاکم: فضائل فاطمۃ الزھراء، ومن روایۃ عمران بن حصین صاحب رسول اللہ عن فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۱۸۴، ص ۱۳۰، مطبوعہ دار الفرقان للنشر والتوزیع، القاھرۃ)

اور فرمایا:

كُلِي وَأَطْعِمِي صِبْيَانَكِ [1]

"تم بھی کھاؤ اور بچوں کو بھی کھلاؤ"

☆ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ:

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف نکلے، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے (آہٹ) سنی تو وہ بھی نکلے اور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس وقت آپ کو کس چیز نے نکالا؟ فرمایا: مجھے بھوک کی شدت نے نکالا ہے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، مجھے بھی بھوک نے نکالا ہے۔ ابھی یہ حضرات اسی طرح باتیں کر رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا:

"تمہیں اس وقت کس چیز نے نکالا ہے؟"

عرض کی: اللہ کی قسم! ہمیں اس وقت اس چیز نے نکالا ہے جو ہم اپنے پیٹوں میں پاتے ہیں یعنی بھوک کی شدت، ارشاد فرمایا:

"اس ذات کی قسم! جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، مجھے بھی اسی چیز نے نکالا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کو ساتھ لے کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے

[1] (هناد بن سری: الزهد، باب: معیشة أصحاب النبی، جلد ۲، ص ۳۸۹، مطبوعہ دار الخلفاء لکتاب الاسلامی، الکویت)

کھجوروں کے باغ میں گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اھلاً وسھلاً کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا:

فَاَیْنَ اَبُو اَیُّوبَ؟

"ابوایوب کہاں ہیں؟"

عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابھی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو کھجور کا ایک خوشہ اُتار کر پیش کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہمیں یہ دینے میں تمہارا کیا ارادہ تھا؟

عرض کی: مجھے یہ پسند ہے کہ آپ اس (باغ) کی خشک وتر کھجوروں میں سے تناول فرمائیں۔ پھر ایک بکری ذبح کی، اس کا آدھا گوشت بُھونا اور آدھے کا سالن بنایا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھا تو آپ نے اس میں سے کچھ گوشت ایک پیالے میں ڈالا اور ارشاد فرمایا:

یَا أَبَا أَیُّوبَ أَبْلِغْ بِھٰذَا فَاطِمَۃَ ، فَإِنَّھَا لَمْ تُصِبْ مِثْلَ ھٰذَا مُنْذُ أَیَّامٍ

"اے ابوایوب! یہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو دے آؤ، اسے کئی دنوں سے اس جیسا کھانا نہیں ملا۔"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے وہ کھانا حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو پہنچادیا۔ جب انہوں نے پیٹ بھر کر کھالیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''روٹی اور گوشت، سوکھی اور تر کھجوریں، یہ فرماتے ہی چشمان کرم آنسوؤں سے تر ہو گئیں، اسی عالم میں فرمایا: "اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔" [1]

☆ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے پاس آ کر دریافت فرمایا:

اَیْنَ اَبْنَایَ ؟ یَعْنِی حَسَناً وَحُسَیْناً

"میرے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟"

میں نے عرض کیا:

أَصْبَحْنَا وَلَیْسَ فِی بَیْتِنَا شَیْءٌ یَذُوْقُهُ ذَائِقٌ ، فَقَالَ عَلِیٌّ :أَذْهَبُ بِهِمَا فَإِنِّی أَتَخَوَّفُ أَنْ یَبْکِیَا عَلَیْكِ

---

[1] (ابن حبان: صحیح ابن حبان، کتاب الاطعمۃ، باب: آداب الاکل، ذکر الامر بتحمید اللہ جل وعلا عند الفراغ من الطعام علی ما أسبغ وأفضل وأنعم، رقم الحدیث: ۵۲۱۶، جلد ۱۲ ص ۱۶ ص ۱۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الاوسط، من اسمہ أحمد، رقم الحدیث: ۲۲۴۷، جلد ۱ ص ۶۱۰ ص ۶۱۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الصغیر، من اسمہ أحمد، رقم الحدیث: ۱۸۵، جلد ۱ ص ۱۲۴، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الزھد، باب: فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والسلف، رقم الحدیث: ۱۸۲۶۱، جلد ۱۰ ص ۳۱۷ ص ۳۱۸، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

"ابا جان آج صبح ہمارے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہ تھی،
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میں ان دونوں بچوں کو ساتھ
لے کر فلاں یہودی کے پاس (مزدوری کے لیے) جارہا ہوں، ایسا
نہ ہو کہ یہ بچے کھانے کے لیے روئیں۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرف تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ دونوں بچے ایک حوض کے پاس کھیل رہے ہیں اور ان کے قریب چند کھجوریں رکھی ہوئی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اے علی اس سے پہلے کہ دھوپ تیز ہو جائے ان بچوں کو واپس گھر
لے جاؤ۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

أَصْبَحْنَا وَلَيْسَ فِي بَيْتِنَا شَيْءٌ، فَلَوْ جَلَسْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَتّٰى أَجْمَعَ لِفَاطِمَةَ تَمَرَاتٍ

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح سے گھر میں کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں
ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر تشریف رکھیں میں درخت سے گری
ہوئی کھجوریں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے چُن لوں۔"

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر کیلئے رُک گئے اور اس اثناء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے لیے کھجوریں چُن کر ایک کپڑے میں ڈال لیں اور چل پڑے۔ بچوں میں سے ایک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھالیا اور ایک کو حضرت

علی رضی اللہ عنہ نے اور اسی طرح سب گھر پہنچے۔ [1]

☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ سامنے سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور بالکل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **اُدْنِي يَا فَاطِمَةُ** "اے فاطمہ قریب ہو"، **فَدَنَتْ دَنْوَةً** یہ ذرا قریب ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا: **اُدْنِي يَا فَاطِمَةُ** "اے فاطمہ قریب ہو۔" **فَدَنَتْ دَنْوَةً** یہ ذرا اور قریب ہو گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پھر فرمایا: **اُدْنِي يَا فَاطِمَةُ** اے فاطمہ! قریب ہو **فَدَنَتْ حَتّٰى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ** آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور قریب ہو گئیں اور بالکل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑی ہو گئیں اس وقت ان کے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی اور خون نہیں رہ گیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگلیاں پھیلائیں پھر اپنی ہتھیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر رکھی اور اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا:

---

[1] (الطبرانی: المعجم الکبیر، مسند النساء، بناتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ما أسندت فاطمة رضی اللہ عنہا، اسماء بنت عمیس، عن فاطمة، رقم الحدیث: ۱۰۴۰، جلد ۲۲، ص ۴۲۲، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاهرة) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الزھد، باب: فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والسلف، رقم الحدیث: ۱۸۲۵۷، جلد ۱۰ ص ۳۱۶، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاهرة) (المنذری: الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب التوبۃ والزھد، رقم الحدیث: ۴۹۹۶، جلد ۴ ص ۱۰۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الدولابی: الذریۃ الطاھرۃ النبویۃ، مسند حدیث فاطمۃ بنت رسول اللہ، أسماء بنت عمیس عن فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۱۹۳، ص ۱۰۴، مطبوعہ الدار السلفیۃ، الکویت) (ابن عساکر: تاریخ دمشق، رقم الترجمۃ: ۱۵۶۶، الحسین بن علی بن أبی طالب۔۔۔الخ، جلد ۱۴ ص ۱۷۱، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق)

اللّٰهُمَّ مُشْبِعَ الْجَوْعَةِ ، وَقَاضِيَ الْحَاجَةِ ، وَرَافِعَ الْوَضْعَةِ ، لَا تُجِعْ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ

"اے میرے اللہ، بھوک کے پیٹ کو بھر دینے والے اور حاجت کو پورا کرنے والے اور گرے ہوئے کو بلند کرنے والے، فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھوکا نہ رکھ۔"

اس وقت بھوک کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چہرے پر جو پیلا پن تھا وہ جاتا رہا اور خون ظاہر ہو گیا حضرت سیدہ پاک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد مجھے کبھی بھوک نے نہیں ستایا۔ [1]

ایثار وسخاوت:

ایک دفعہ قبیلہ بنو سُلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دین کے ضروری احکام ومسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا:

"کیا تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! قسم ہے اللہ کی بنو سلیم کے چار ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں۔"

[1] (الطبرانی: المعجم الاوسط، من اسمہ علی، رقم الحدیث: ۳۹۹۹، جلد ۳ ص ۱۰۳ ص ۱۰۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الدولابی: الکنی والاسماء، من کنیتہ أبو معاذ۔۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۱۸۲۳، جلد ۳ ص ۱۰۳۸، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت، لبنان) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب المناقب، باب: مناقب فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۱۵۲۰۵، جلد ۹ ص ۲۰۳، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا؟"

سید الخزرج حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کون ہے جو اس کا سر ڈھانک دے؟"

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر نومسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"کون ہے جو کہ اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟"

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے لگے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا، سیدہ پاک رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کون ہے؟

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی "اے سچے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی! اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجئے۔"

سیدہ پاک رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہو کر فرمایا:

"اے سلمان! خدا کی قسم آج سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہ

بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ جنس دے دو۔"

حضرت سلمان اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ دریائے حیرت میں غرق ہو گیا۔ اس کو سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ سیدہ کائنات رضی اللہ عنہا کے پاکیزہ کردار کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

"اے سلمان خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر تورات میں دی گئی ہے۔ تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا۔"

اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو واپس بھیج دی۔ وہ سیدہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کے لیے روٹیاں پکا کر سلمان رضی اللہ عنہ کو دیں۔ انہوں نے کہا:

"اے میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لختِ جگر ان میں سے کچھ بچوں کے لیے رکھ لیجئے۔"

سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

"سلمان جو چیز میں راہ خدا میں دے چکی ہوں وہ میرے بچوں کے لیے جائز نہیں۔"

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ روٹیاں لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ روٹیاں اعرابی کو دیں اور پھر فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا، آسمان کی طرف

دیکھا اور دعا کی:

"بارِالٰہا فاطمہ تیری کنیز ہے اس سے راضی رہنا۔" [1]

علامہ اقبال نے اس شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے:

بہترِ محتاجے دلش آں گونہ سوخت

با یہودی چادرِ خود را فروخت [2]

☆ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ایک مرتبہ حضرات حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما) بیمار ہوئے تو حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) اور ان کی کنیز حضرت فضہ (رضی اللہ عنہا) نے نذر مانی کہ اگر انہیں شفا مل گئی تو یہ تینوں تین روزے رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرات حسنین کریمین (رضی اللہ عنہما) کو صحت دی، اب نذر کی وفا کا وقت آیا تو ان مقدس حضرات نے روزہ رکھا۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی کہ جس سے روزہ افطار کیا جاتا۔ چنانچہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع (صاع ایک پیمانہ ہے) جَو قرض لے آئے۔ حضرت فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) نے ایک صاع جَو پیس کر اس کی روٹیاں بنائیں، جب افطار کا وقت قریب آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو دروازے پر ایک سائل نے صدا لگا دی:

---

[1] (محمد شفیع اوکاڑوی: سفینۂ نوح، حصہ دوم، جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۳۳ص ۳۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔)

[2] (اقبال: کلیات اقبال (فارسی)، رموزِ بیخودی، رکن دوم: رسالت، در معنی ایں کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء اسوۂ کاملہ ایست برائے نساء اسلام، ص ۲۴۲، مطبوعہ مکتبہ دانیال، لاہور)

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ بَيْتِ مُحَمَّدٍ، مِسْكِيْن مِنْ أَوْلَاد الْمُسْلِمِيْن ، أَطْعِمُوْنِي أَطْعَمَكُمُ اللّٰهُ عزوجل عَلٰى مَوَائِدِ الْجَنَّةِ

"اے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اہل بیت تم پر سلام ہو۔ میں اولاد مسلمین میں سے ایک مسکین ہوں، مجھے کچھ کھانے کو دیجئے، اللہ عزوجل آپ کو جنتی دستر خوان سے کھلائے۔"

انہوں نے سب کھانا اُٹھا کر اسے دے دیا اور سارا گھر دن رات بھوکا رہا اور سوائے پانی کے اور کوئی چیز ان کے پیٹ میں نہ گئی۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ایک صَاع جَو پیس کر اس کی روٹیاں سامنے رکھیں تو دروازے پر ایک یتیم نے صدا لگا دی اُنہوں نے وہ روٹیاں اٹھا کر اس یتیم کو دے دیں اور خود پھر کچھ نہیں کھایا۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھ لیا، ایک صاع جَو پیس کر اس کی روٹیاں بنائیں جب افطار کا وقت قریب آیا اور روٹیاں افطاری کے لئے بنائیں جب افطار کا وقت قریب آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو دروازے پر ایک قیدی نے صدا لگا دی، تو ان نفوس قدسیہ نے تیسرے دن بھی روٹیاں اس قیدی کو عطا فرما دیں۔[1]

[1] (ابن الاثیر الجزری: أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، کتاب النساء، حرف الفاء، رقم الترجمۃ: ۷۲۱۰، فضۃ النوبیۃ، جلد ۷ ص ۲۳۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الثعلبی: الکشف والبیان عن تفسیر القرآن المعروف تفسیر الثعلبی، سورۃ الدھر، زیر آیت: ۸، جلد ۱۰ ص ۹۹، ص ۱۰۰، مطبوعہ دار إحیاء التراث العربی بیروت، لبنان) (القرطبی: الجامع لاحکام القرآن المعروف بہ تفسیر القرطبی، سورۃ الدھر، زیر آیت: ۸، جلد ۱۹ ص ۱۳۱، مطبوعہ دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ)

اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا [1]

"اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"۔

بھوکے رہتے تھے خود اَوروں کو کھلا دیتے تھے
کیسے صابر تھے محمد کے گھرانے والے

☆ حضرت سیدنا زید بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَصَدَّقَتْ بِمَا لِهَا عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ ، وَ أَنَّ عَلِيًّا تَصَدَّقَ عَلَيْهِمْ فَأَدْخَلَ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ [2]

---

[1] (پارہ:۲۹،سورۃ الدھر،آیت:۸)

[2] (الشافعی: مسند الشافعی، ومن کتاب البیوع، ص۳۰۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البیہقی: السنن الکبری، کتاب الوقف، باب: الصدقات المحرمات، رقم الحدیث:۱۱۸۹۸، جلد۶ ص ۲۶۶، کتاب الھبات، جماع أبواب عطیۃ الرجل ولدہ، باب: إباحۃ صدقۃ التطوع لمن لاتحل لہ صدقۃ الفرض من بنی ھاشم وبنی عبدالمطلب، رقم الحدیث: ۱۲۰۳۸، جلد ۶ ص ۳۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البیہقی: معرفۃ السنن والآثار، کتاب إحیاء الموات، باب: صدقۃ التطوع علی من لاتحل لہ الواجبۃ، رقم الحدیث: ۱۲۳۸۷، جلد ۹ ص ۷، مطبوعہ جامعۃ الدراسات الاسلامیۃ، کراچی)

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنا مال بنو ہاشم اور بنو مطلب پر صدقہ کر دیتیں اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان پر ان کے علاوہ دیگر افراد پر بھی صدقہ کرتے۔"

☆ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا۔ والدِ بزرگوار (حضرت علی رضی اللہ عنہ) حسین رضی اللہ عنہ اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ (سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا) نے ابھی نہیں کھایا تھا انہوں نے ابھی روٹی پہ ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی میں دو وقت کا بھوکا ہوں میرا پیٹ بھر دو۔" والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور مجھ سے فرمایا: "جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ، مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا۔"1

باپ بیٹی کی محبت:

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت تھی اور سیدہ رضی اللہ عنہا بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ محبت کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے برابر کسی کو اپنی اولاد سے محبت نہیں کرتے تھے۔ جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر تشریف لے جاتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مل کے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے آ کر ملتے۔

1 (محمد شفیع اوکاڑوی: سفینۂ نوح، حصہ دوم، جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۳۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

☆ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ، قَامَ إِلَيْهَا فَأَخَذَ بِيَدِهَا ، وَقَبَّلَهَا، وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ ، وَكَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا ، قَامَتْ إِلَيْهِ، فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ، فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا

”جب (فاطمہ رضی اللہ عنہا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازراہِ محبت کھڑے ہوجاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر شفقت سے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ بھی کھڑی ہوجاتیں، محبت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔“ [1]

☆ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَافَرَ كَانَ آخِرُ عَهْدِهِ بِإِنْسَانٍ مِنْ أَهْلِهِ فَاطِمَةَ ، وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَيْهَا إِذَا قَدِمَ فَاطِمَةَ

---

[1] (أبي داوٗد: سنن أبي داوٗد، کتاب الادب، باب: فی القیام، رقم الحدیث: ۵۲۱۷، ص۱۰۲۶ص ۱۰۲۷، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب: ماجاء فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا، رقم الحدیث: ۳۸۷۲، ص ۱۱۳۵، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (البخاری: الادب المفرد، باب: قیام الرجل لاخیہ، رقم الحدیث: ۹۴۷، ص ۳۲۶، مطبوعہ دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت) (النسائی: السنن الکبری، کتاب المناقب، مناقب فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۸۳۱۱، جلد ۷ ص ۳۹۳، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان)

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی سفر پر تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہوتے اور سفر سے واپس تشریف لاتے تو خاندان بھر میں سب سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی سے ملاقات کرتے پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے"[1]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہر رنج وراحت میں شریک ہوتے اور تقریباً ہر روز ان کے گھر جاتے۔ ان کی خبر گیری کرتے، کوئی تکلیف ہوتی تو اسے دور کرنے کی کوشش فرماتے۔ اگر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں فقر و فاقہ ہوتا تو بیٹی کے گھر میں بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں کوئی چیز پکتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے کچھ نہ کچھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھجواتے۔ اگر کہیں سے کھانے پینے کی کوئی چیز آ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں سے بھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ ضرور نکالتے اور ان کو بھجوا دیتے کہیں سے کپڑا آتا تو وہ بقدرِ مناسب سیدہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتے۔ اگر کہیں دعوت پر تشریف لے جاتے اور سیدہ رضی اللہ عنہا گھر میں بھوکی ہوتیں تو میزبان کی اجازت سے ان کے لیے کچھ کھانا بھیج دیتے۔

☆ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے۔ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد

---

[1] (أبي داوٗد: سنن أبي داوٗد، کتاب الترجل، باب: فی الانتفاع بالعاج، رقم الحدیث: ۴۲۱۳، ص ۸۳۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أحمد بن حنبل، مسند أحمد بن حنبل، ومن حدیث ثوبان، رقم الحدیث: ۲۲۳۶۳، جلد ۳۷ ص ۴۶، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت) (البیھقی: السنن الکبری، کتاب الطھارۃ، جماع أبواب الاوانی، باب: المنع من الادھان فی عظام الفیلۃ وغیرھا مما لا یؤکل لحمہ، رقم الحدیث: ۹۷، جلد ۱ ص ۴۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جب کبھی سفر سے واپس ہوتے، پہلے دو رکعت نماز ادا فرماتے اس کے بعد اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے پھر ازواجِ مطہرات کے یہاں۔ چنانچہ آپ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملنے تشریف لے چلے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کے لیے گھر کے دروازے پر آ گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چومنا شروع کر دیا۔ (بروایتِ دیگر آنکھ اور دہن مبارک کو چوما) اور رونے لگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا بیٹی روتی کیوں ہو؟ عرض کیا:

أَرَاكَ شَعِثًا نَصِبًا قَدِ اخْلَوْلَقَتْ ثِيَابُكَ، فَقَالَ: لَهَا لَا تَبْكِي، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ بَعَثَ أَبَاكِ بِأَمْرٍ لَا يَبْقَى عَلَى وِجْهِ الْأَرْضِ بَيْتٌ وَلَا مَدَرٌ، وَلَا حَجَرٌ وَلَا وَبَرٌ وَلَا شَعَرٌ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِ عِزًّا أَوْ ذُلًّا حَتَّى يَبْلُغَ حَيْثُ بَلَغَ اللَّيْلُ[1]

[1] (الطبرانی: المعجم الکبیر، باب اللام ألف، مَا أسند أبو ثعلبة، عروة بن رويم اللخمي، رقم الحدیث: ۵۹۵، جلد ۲۲ ص ۲۲۵، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ) (الطبرانی: مسند الشامیین، ما أسند عروة بن رويم اللخمي، عروة عن أبي ثعلبة الخشني، رقم الحدیث: ۵۲۳، جلد ۱ ص ۲۹۹، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ذکر مناقب فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۴۷۳۷، جلد ۳ ص ۱۶۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن کثیر: جامع المسانید والسنن، حرف الثاء، رقم الترجمۃ: ۱۹۹۲، أبو ثعلبة الخشني، عروة بن رويم عنه، رقم الحدیث: ۱۱۶۹۲، جلد ۹ ص ۲۰۴، مطبوعہ دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب علامات النبوۃ، باب: تبلغ بعثتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل أحد، رقم الحدیث: ۱۳۹۶۵، جلد ۸ ص ۲۶۲، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کا رنگ مشقت سے متغیر اور پھٹے
پرانے کپڑے دیکھ کر رونا آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے
فاطمہ رضی اللہ عنہا گریہ وزاری نہ کر تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک
ایسے کام کے لیے بھیجا ہے کہ روئے زمین پر کوئی اینٹ اور گارے
کا مکان اور نہ کوئی ادنیٰ سوتی خیمہ بچے گا جس میں اللہ تعالیٰ کا یہ
کام (دین اسلام) نہ پہنچادے اور یہ دین وہاں تک پہنچ کر رہے گا
جہاں تک دن رات کی پہنچ ہے۔"

سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا سفرِ آخرت:

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا سب سے زیادہ صدمہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ہوا۔ وہ ہر وقت غمگین اور دل گرفتہ رہنے لگیں۔ اہل سیر کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد کسی نے سیدہ رضی اللہ عنہا کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ [1]

---

[1] (ابن ناصر الدین الدمشقی: سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حزن السیدۃ فاطمۃ، ص ۱۶۵، مطبوعہ دار البحوث للدراسات الاسلامیۃ، الامارات) (الصالحی: سبل الهدی والرشاد، جماع أبواب بعض فضائل آل رسول اللہ۔۔۔ الخ، الباب التاسع فی بعض مناقب السیدۃ فاطمۃ بنت رسول اللہ، الثالث عشر: فی وفاتها رضی اللہ عنہا۔۔۔ الخ، جلد ۱۱ ص ۴۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن سعد: الطبقات الکبری، تتمۃ السیرۃ النبویۃ الشریفۃ، القول فی وفاۃ النبی، جلد ۲ ص ۱۹۱، ص ۲۳۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (المزی: تهذیب الکمال فی أسماء الرجال، رقم الترجمۃ: ۷۸۹۹، فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۳۵، ص ۲۵۱، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان)

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو بھی خالقِ حقیقی کی طرف سے بلاوا آ پہنچا جس کی وہ اسی دن سے منتظر تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بتایا تھا کہ میرے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھے عالمِ آخرت میں ملو گی۔

علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۹۴ھ) نے "الریاض النضرۃ" میں حضرت علی (زین العابدین رضی اللہ عنہ) بن حسین رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قال علی رضی اللہ عنہ تقدم یا أبابکر قال: وأنت شاهد یا أبا الحسن؟ قال :نعم تقدم فواللّٰه لایصلی علیها غیرك، فصلی علیها أبو بکر رضی اللّٰه عنهم أجمعین ودفنت لیلاً

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ کے لیے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آگے تشریف لائیے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے ابوالحسن! آپ کی موجودگی میں؟ انہوں نے کہا: ہاں آپ آگے تشریف لائیے۔ خدا کی قسم! آپ کے بغیر کوئی دوسرا شخص فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ نہیں پڑھائے گا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی اور وہ رات کو دفن کر دی گئیں۔" [1]

---

[1] (محب الطبری :الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، الباب الاول :فی مناقب خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی بکر الصدیق، الفصل التاسع :فی خصائصہ، جلد ۱ ص ۱۷۶، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (عبدالملک العصامی :سمط النجوم العوالی وأنباء الأوائل والتوالی، جلد ۱، ص ۵۳۶، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

علامہ ابنِ سعد رحمۃ اللہ علیہ نے "طبقات" میں مکمل سند کے ساتھ یہ روایت درج کی ہے:

صَلَّى اَبُوبَكْرِ الصِّدِّيْقُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْت رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَكَبَّرَ عَلَيْهَا اَرْبَعًا

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دخترِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نمازِ جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔" [1]

فضائل ومناقب:

1. حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

اِنَّ هَذَا مَلَكٌ لَم يَنزِل الاَرضَ قَطُّ قَبْلَ هَذِهِ اللَّيلَةِ اِستَاذَنَ رَبَّهُ اَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَيُبَشِّرَنِي بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِاَهلِ الجَنَّةِ وَاَنَّ الحَسَنَ وَالحُسَينَ سَيِّدَ اشَبَابِ اَهلِ الجَنَّةِ [2]

---

[1] (ابن سعد: الطبقات الکبریٰ، ذکر بنات رسول اللہ، رقم الترجمۃ: ۴۰۹۷، فاطمۃ بنت رسول اللہ، جلد ۸ ص ۲۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[2] (الترمذی: جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب: ان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ، رقم الحدیث: ۳۷۸۱، ص ۱۱۱۴، ص ۱۱۱۵، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، حدیث حذیفۃ بن الیمان عن النبی، رقم الحدیث: ۲۳۳۲۹، جلد ۳۸، ص ۳۵۳ ص ۳۵۴، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (ابن الاعرابی: معجم ابن الاعرابی، باب: ی، رقم الحدیث: ۳۸۸، جلد ۱، ص ۲۱۸، مطبوعہ دار ابن الجوزی المملکۃ العربیۃ، السعودیۃ)

''ایک فرشتہ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا، اس نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرنے حاضر ہو اور مجھے یہ خوشخبری دے: "فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسن وحسین جنت کے تمام جوانوں کے سردار ہیں"

2. حضرت سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَاطِمَةُ شُجْنَةٌ مِنِّي ، يَبْسُطُنِي مَا بَسَطَهَا، وَيَقْبِضُنِي مَا قَبَضَهَا

"بے شک فاطمہ میری شاخِ ثمر بار ہے، جس چیز سے اسے خوشی ہوتی ہے اس چیز سے مجھے خوشی ہوتی ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف پہنچتی ہے اس چیز سے مجھے تکلیف پہنچتی ہے" [1]

3. حضرت سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، حدیث المسور بن مخرمة الزہری، رقم الحدیث: ۱۸۹۳۰، جلد ۳۱، ص ۲۵۸، مطبوعہ موسسة الرسالة بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، مسور بن المخرمة نوفل بن أھیب الزہری، عبید اللہ بن أبی رافع عن المسور بن المخرمة، رقم الحدیث: ۳۰، جلد ۲۰، ص ۲۵، مسند النساء، بنات رسول اللہ، ومن مناقب فاطمة، رقم الحدیث: ۱۰۱۴، جلد ۲۲ ص ۴۰۵، مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیة، القاہرة) (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ذکر مناقب فاطمة بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۴۷۳۴، جلد ۳ ص ۱۶۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي ،فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِي [1]

”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، پس جس نے اُسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا“

4. حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا:

يَا اَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوا اَبْصَارَكُمْ لِتَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَتَمُرُّ وَعَلَيهَا رَيْطَتَانِ خَضْرَاوَانِ [2]

”اے اہل محشر! اپنی نگاہیں جھکالو تاکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) گزر جائیں پس وہ دو سبز چادروں میں لپٹی ہوئی گزر جائیں گی“

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب: مناقب قرابۃ رسول اللہ (ومنقبۃ فاطمۃ علیھا السلام بنت النبی)، رقم الحدیث: ۳۷۱۴،ص ۶۲۶ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب: ما ذکر فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۳۲۲۶۹، جلد ۶ ص ۳۸۸، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (النسائی: السنن الکبری، کتاب المناقب، باب: مناقب فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۸۳۱۲، جلد ۷ ص ۳۹۴، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان)

[2] (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب، معرفۃ الصحابۃ، ذکر مناقب فاطمۃ رسول اللہ، رقم الحدیث: ۴۷۵۷، جلد ۳ ص ۱۷۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (احمد بن حنبل: فضائل الصحابۃ، فضائل فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۱۳۴۴، جلد ۲ ص ۷۶۳، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت) (الطبرانی: المعجم الاوسط، باب: من اسمہ ابراہیم، رقم الحدیث: ۲۳۸۶، جلد ۲ ص ۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

5. خلیفہ دوم، امیر المومنین، حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے اور کہا:

يَافَاطِمَةُ ، وَاللّٰهِ مَارَاَيْتُ اَحَدًا اَحَبَّ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْكِ، وَاللّٰهِ مَا كَانَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ اَبِيكِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْكِ [1]

"اے فاطمہ! خدا کی قسم! میں نے آپ کے سوا کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک محبوب تر نہیں دیکھا۔ اور خدا کی قسم! لوگوں میں سے مجھے بھی کوئی اور آپ سے زیادہ محبوب نہیں سوائے آپ کے بابا جان کے۔"

[1] (الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، باب: ذکر مناقب فاطمۃ بنت رسول اللہ، رقم الحدیث: ۴۷۳۶، جلد ۳ ص ۱۶۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

شاہزادیٔ کونین کی زندگی پاک

آئیں جب خاتونِ جنّت اپنے گھر
پڑگئے سب کام ان کی ذات پر

کام سے کپڑے بھی کالے پڑگئے
ہاتھ میں چکّی سے چھالے پڑگئے

دی خبر زہراء کو اسد اللہ نے
بانٹے ہیں قیدی رسول اللہ نے

ایک لونڈی بھی اگر ہم کو ملے
اس مصیبت سے تمہیں راحت ملے

سُن کے زہراء آئیں صدیقہ کے گھر
تاکہ دیکھیں ہاتھ کے چھالے پدر

پر نہ تھے دولتکدہ میں شاہِ دیں
والدہ سے عرض کر کے آگئیں

گھر میں جب آئے حبیبِ کبریا
والدہ نے ماجرا سارا کہا
فاطمہ چھالے دکھانے آئی تھیں
گھر کی تکلیفیں سُنانے آئی تھیں

آپ کو گھر میں نہ پایا شاہِ دیں
مجھ سے سب دُکھ درد اپنا کہہ گئیں

ایک خادم آپ اگر ان کو بھی دیں
چکی اور چولھے کے وہ دُکھ سے بچیں

سُن لیا سب کچھ رسول پاک نے
کچھ نہ فرمایا شہِ لولاک نے

شب کو آئے مصطفیٰ زہرہ کے گھر
اور کہا دختر سے اے جانِ پدر

ہیں یہ خادم ان یتیموں کے لئے
باپ جن کے جنگ میں مارے گئے

تم پہ سایہ ہے رسول اللہ کا
آسرا رکھو فقط اللہ کا

ہم تمہیں تسبیح اک ایسی بتائیں
آپ جس سے خادموں کو بھول جائیں

اولا سبحان ۳۳ بار ہو
اور پھر اَلحَمد اتنی ہی پڑھو

اور ۳۴ بار ہو تکبیر بھی
تاکہ سو ۱۰۰ ہو جائیں یہ مل کر سبھی

پڑھ لیا کرنا اسے ہر صبح و شام
وِرد میں رکھنا اسے اپنے مدام

خلد کی مختار راضی ہوگئیں
سُن کے یہ گُفتار خوش ہوگئیں

سالک ان کی راہ جو کوئی چلے
دین و دنیا کی مصیبت سے بچے [1]

[1] (احمد یار خان: دیوان سالک، ص ۴۲ ص ۴۳، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

ذکر اور دعوتِ فکر

تحریر

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ

حرفِ اولین

روح نے جب لباسِ انسان پہنا تو ایک نئے سفر کا آغاز ہوا اس مسافر انسان کے سفر کے اختتام کا وقت کسی کے علم میں نہیں۔حکم الٰہی آئے اور اس فانی جہان سے انسان کی روح پرواز کر جائے۔زندگی کا یہ سفر جس میں نشیب و فراز، دکھ سکھ، غمی خوشی، تنگدستی خوشحالی، بچپن، جوانی، بڑھاپا شامل ہیں۔

ہر کیفیت سے آشنا انسان بے چین ہو یا پرسکون، صاحب اقتدار ہو یا عوام، کسی فیکٹری کا مالک ہو یا فیکٹری کا مزدور، دکاندار ہو یا ملازم، سراپا شفقت ماں ہو یا سایہ دار درخت باپ، جو پیدا ہوا اسے ذائقہ موت چکھنا ہے۔جب ہر صورت مرنا لازم ٹھہرا تو پھر مسافر کیلئے دنیا کی رنگینی، فانی پر کشش اشیاء کی طرف راغب ہو کر موت کو بھولنا کس لئے؟ یقیناً دانا انسان وہی ہے جو زندگی کے ہر لمحے کی قدر کرتے ہوئے قبر کی روشنی، حشر میں نجات کا سامان بنانے کیلئے سعی جمیل کرے۔

مگر افسوس یہ بے چارہ انسان اس دنیا میں جس دنیا کی قدر و قیمت بارگاہ رب العٰلمین میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، مستقل خواہشات، مال کی

کثرت، اقتدار، کوٹھی، بنگلہ، گاڑی، جھوٹ، دھوکہ، حق تلفی، والدین کی نافرمانی، قول وفعل کا تضاد لئے ہوئے مغربی تہذیب پر عمل پیرا ہوکر لازوال دولت "سکون" کے حصول کی ناکام کوشش کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔ اس کے باوجود پریشانی، دکھ، بے سکونی کا اظہار ہماری پہچان بن چکا ہے۔

ذرا تفکر کریں!

کیا مغربی تہذیب، مادیت کی یلغار، فحاشی، عریانی کا تیز ترین سیلاب اور خواتین اسلام کا بے پردہ بازاروں میں بے خوف وخطر گھومنا، دینِ مبین سے دوری ہمیں سکون سے مالا مال کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں!

لازوال دولت سکون حاصل کرنے کیلئے اس دنیا کو دارالعمل سمجھ کر فکرِ آخرت کو سرمایہ سمجھ کر تمام گناہوں سے بچ کر دلوں کے سکون کا جو نسخہ کیمیا قرآن حکیم نے ہمیں عطا فرمایا ہے اسی پر عمل کرنے میں نجات ہے۔ سکون و اطمینان ہے، بے قرار دلوں کا چین ہے، تفکراتِ دنیا و آخرت سے امان ہے، وہ یہ ضابطہ قرآن ہے:

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب[1]

"سن لو! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کا اطمینان ملتا ہے۔"

جی ہاں دوستو! میرے مرشد کریم، پیکر شفقت ومحبت، سفیر عشق رسول، حضرت قبلہ پیر علاؤ الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (چانسلر محی الدین اسلامی یونیورسٹی نیریاں شریف آزاد کشمیر) ہر مہینے کی پہلی اتوار بعد نماز عصر تا عشاء آستانہ

---

[1] (پارہ:۱۳، سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

مبارک مری روڈ ڈھوک کشمیریاں راولپنڈی میں ماہانہ محفل ذکر میں حاضرین کیلئے پچھلے گناہوں کی بخشش کا سامان آئندہ ذکر میں غفلت سے بچنے کیلئے مؤثر خطبہ ارشاد فرما کر لذتِ ذکر اور تسکین کی دولت سے بہرہ مند کرتے۔ حضور قبلہ عالم دامت برکاتہم العالیہ ہر دوست کو ذکر کی تلقین فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے: اللہ کا ذکر اتنا کرو کہ ذکر کرتے کرتے وصل کی منزل پر پہنچ جاؤ۔ ایک وقت ایسا آتا ہے ذاکر خود مذکور ہوجاتا ہے یعنی اللہ پاک اپنے بندے کا ذکر شروع فرمادیتا ہے۔آپ تاریخ کا مطالعہ کریں کہ جس جس خوش بخت نے اللہ کے ذکر سے تعلق جوڑا انہوں نے ذائقہ موت تو ضرور چکھا۔دنیا والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوئے مگر وہ مرے نہیں بلکہ اللہ کریم نے انہیں ہمیشہ کی زندگی کی نعمت عطا فرمادی ہے۔اللہ پاک نے ان نفوس قدسیہ سے

فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ [1]

"تم میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا" کا وعدہ پورا فرمایا ہے۔

اس خوبصورت اور عظیم منصب کے حصول کیلئے کسی ایک راہنما، کیفیتِ وصل سے آشنا مردِ کامل کا دامن تھامنا ضروری ہے تاکہ سفر کے دوران راستے کے جتنے کٹھن مرحلے ہوں وہ نگاہِ مُرشد سے آسان ہوتے جائیں اور وصل کی منزل نصیب ہوجائے۔

نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں [2]

---

[1] (پارہ:۲،سورۃ البقرۃ،آیت:۱۵۲)

[2] (اقبال: بانگِ دَرا، حصہ سوم ۱۹۰۸ء سے۔۔۔، طلوع اسلام، ص ۳۰۳، مطبوعہ لاہور)

جس طرح تمام علوم کے حصول کیلئے استاد کی اہمیت مسلم ہے اس طرح روحانی علوم کا حصول استاد یا مرشد کامل کے بغیر ممکن نہیں۔ ہر دور میں ایسی مبارک اور سعید ہستیاں موجود رہی ہیں جن کی قربت میں انسان سکون اور اطمینانِ قلب حاصل کرتا رہا ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس دور میں مرد کامل اللہ والے ملنا مشکل ہیں۔ ان کیلئے آسانی یہ ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اولیاء اللہ کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ [1]

"وہ لوگ جنہیں دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آ جائے (وہ اولیاء اللہ ہیں)"

طلبِ صادق اور جستجو رکھنے والے کو منزل مل ہی جایا کرتی ہے۔

حقیقت میں انسان بھول بیٹھا ہے کہ اس کی زندگی کا مقصد صرف حصول رزق کیلئے کوشاں رہنا نہیں بلکہ ذکر کے ذریعے رزّاقِ عالم جل جلالہ کا قرب اور وصل ہے۔

حضرت مرشدِ کریم دامت برکاتہم العالیہ کے فیضانِ نظر سے ذکر کی برکات، ذکر الٰہی کے ذریعہ قرب کی منزل ملنے کا جو حسین ضابطہ ملا جی چاہا کہ حضور پُر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر امتی زندگی کے اس کمال سے آشنا ہو جائے، ہر زبان ذکر سے تر ہو جائے، ہر دل میں دلدار بسنے لگے۔

---

[1] (البزار: مسند البزار، مسند ابن عباس، رقم الحدیث: ۵۰۳۴، جلد ۱۱ ص ۲۵۱، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ) (ابن المبارک: الزھد والرقائق، باب: تعظیم ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۲۱۸، ص ۷۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

اس لئے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے نور سے کچھ ذکر کی تلقین، برکات کو جمع کرنے کی سعی جمیل کی ہے۔ آخر میں درخواست گزار ہوں اس کتابچے کو پڑھنے کے بعد میرے والدین مرحومین اور جملہ امت مسلمہ کے لئے اول آخر درود شریف سورۃ فاتحہ سورۃ اخلاص 3 مرتبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب کر کے عنداللہ اجرِ عظیم حاصل کریں۔

محتاج دعا:

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللّٰہ

اللہ پاک کی حمد و ثناء کیلئے.....اظہار شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے .....قربِ الٰہ کیلئے.....انسانی زندگی کی بقاء کیلئے.....روحانی وجسمانی شفاء کیلئے.....دافعِ بلا کیلئے.....نیکی و بدی کی اطلاع کیلئے.....ضابطۂ دعا کیلئے .....حصولِ صدق وصفا کیلئے.....مالک کی ذات سے وفا کے لئے.....مومن کو خزانوں کی عطا کے لیے.....رضائے خدا کیلئے.....رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے.....قرآن حکیم نسخہ کیمیا ہے۔

قرآن حکیم میں جہاں ہر ہر حکم موجود ہے وہاں قرآن حکیم میں اللہ کے ذکر کی برکات، تلقین، ترغیب کے بارے کثیر آیات موجود ہیں۔ یہ وہ لاریب کتاب ہے جس کے دیکھنے پر اجر، سننے پر اجر، پڑھنے پر اجر، سمجھ کر عمل کرنے پر اجر، اس کی تبلیغ پر اجر، یقینا یہ بندگانِ خدا کیلئے کتاب ہدایت ہے۔ اللہ رب العلمین نے قرآن حکیم میں ہمیں مقصدِ حیات جو عطا کیا ہے وہ یہی ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [1]

"اور جو لوگ ایمان لا چکے ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے ہیں۔"

---

[1] (پارہ:۲، سورۃ البقرۃ، آیت:۱۶۵)

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ سے محبت کرے تو اسے بھولنے کا تصور ختم ہو جائے گا۔ ربّ کا دائمی ذکر نصیب ہوگا جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے:

مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرِهِ [1]

جب بندہ محبت سے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے تو اللہ کریم بھی اپنے بندے کو یاد رکھتا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِي وَلَا تَكْفُرُوْنِ [2]

"سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔"

کیا اس سے بڑھ کر بھی بندہ کی کوئی عزت افزائی ہوسکتی ہے کہ اس کا خالق و مالک اس کو اپنی یاد سے سرفراز فرمادے۔ ایک حدیث قدسی پڑھنے کے بعد اپنے رب کریم کی بندہ نوازی کا اندازہ ہوتا ہے:

حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

---

[1] (الهندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الاذکار، من قسم الاقوال، الباب الاول: فی الذکر وفضیلته، رقم الحدیث: ۱۸۲۵، جلد ۱ ص ۲۱۷، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور) (السیوطی: الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر النذیر، باب: حرف المیم، رقم الحدیث: ۸۳۱۲، ص ۶۰۶ مطبوعہ دار التوفیقیۃ للتراث، القاهرة)

[2] (پارہ: ۲، سورۃ البقرہ: ۱۵۲)

أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي، فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي، وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ شِبْرًا إِلَيَّ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً [1]

”میرا بندہ جیسے مجھ سے گمان رکھتا ہے ویسا ہی میں اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں اگر وہ مجھے دل میں یاد کرے میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں اور اگر مجمع عام میں یاد کرے تو میں اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے نزدیک ہو تو میں ایک ہاتھ اس کے نزدیک ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہاتھ میرے نزدیک ہو تو میں ایک قدم اس کے قریب ہو جاتا ہوں اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں“

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب: قول اللہ تعالیٰ: ویحذرکم اللہ نفسہ ۔۔۔الخ، رقم الحدیث: ۷۴۰۵، ص ۱۲۷۳ ص ۱۲۷۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ، رقم الحدیث: ۶۸۰۵، (۲۶۷۵)، ص ۱۱۶۶، باب: فضل الذکر والدعاء والتقریب إلی اللہ تعالیٰ وحسن الظن بہ، رقم الحدیث: ۶۸۳۰، ۶۸۳۲، ۶۸۳۳، (۲۶۷۵، ۲۶۷۶)، ص ۱۱۶۹، ص ۱۱۷۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب الادب، باب: فضل العمل، رقم الحدیث: ۳۸۲۲، ص ۶۹۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب: فی حسن الظن باللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۳۶۰۳، ص ۱۰۶۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الدعوات، باب: التقرب إلی اللہ سبحانہ وتعالیٰ بالنوافل والذکر، رقم الحدیث: ۱۲۵۱، جلد ۵ ص ۲۴، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

دوستو! مسلمان بھائیو! کبھی ذکر زبان سے ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرنا، تسبیح کرنا، قرآن مجید کی تلاوت کرنا، وعظ اور نصیحت کرنا اور کبھی ذکر دل سے ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے دلائل پر غور وفکر کرنا۔

امام ابوبکر احمد بن علی جصاص حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: ۳۷۰ھ) نے لکھا ہے:

هٰذَا اَفضَلُ الذِّکرِ [1] "یہ ذکر کی سب سے افضل قسم ہے"

اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانے کے طریقوں پر غور کرنا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے اسرار پر غور کرنا اور کبھی اعضاء سے ذکر ہوتا ہے جیسے اپنے جسم کے تمام اعضاء کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صرف کرنا۔

عام مؤمنین کا ذکر زبان سے کرنا ہے خواص مومنین اور عارفین ذکر دل کے ساتھ کرتے ہیں ان کے دل میں ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کی یاد رہتی ہے اور وہ اپنے دل میں غیر کا خیال نہیں آنے دیتے۔ ذکر کا اصلی معنیٰ ہے یاد کرنا، قرآن حکیم میں ہے:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ [2]

"جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کو یاد کیجئے۔"

زبان سے ذکر کو بھی اس لئے ذکر کہتے ہیں کہ زبان دل کی ترجمان ہے تاہم بغیر حضور قلب کے فقط زبان سے ذکر کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں۔

---

[1] (ابوبکر الجصاص: أحکام القرآن، باب: وجوب ذکر اللہ تعالیٰ، مطلب فی أن ذکر اللہ تعالیٰ بالتفکر فی دلائلہ أفضل أنواع الذکر، جلد ا ص ۱۱۲، ص ۱۱۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[2] (پارہ: ۱۵، سورۃ الکھف، آیت: ۲۴)

حضرت ابو عثمان النھدی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے شکایت کی نَذْکُرُ اللّٰہَ وَلَا نَجِدُّ فِی قُلُوبِنَا حَلَاوَۃً؟ "ہم زبان سے ذکر کرتے ہیں مگر دل میں اس کی حلاوت محسوس نہیں کرتے؟" انہوں نے کہا:

اِحْمَدُوا اللّٰہَ تَعَالیٰ عَلَی اَنْ زَیَّنَ جَارِیَۃً مِنْ جَوَارِکُمْ بِطَاعَتِہٖ [1]

"اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ اس نے کم از کم تمہارے ایک عضو کو تو اپنی طاعت میں لگا لیا ہے۔"

حضرت ابو عثمان النھدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اِنِّی لَاَعْلَمُ حِیْنَ یَذْکُرُنِی رَبِّی عزوجل "میں اس وقت کو جانتا ہوں جب اللہ تعالیٰ مجھے یاد کرتا ہے" پوچھا: وہ وقت کونسا ہے کہا: اِذَا ذُکِرتُ اللّٰہ تعالیٰ ذکرنی [2] "جب میں اسے یاد کرتا ہوں۔"

حق تو یہ تھا کہ ہم اس کو یاد کرتے رہتے اور وہ توجہ نہ فرماتا کیونکہ ہم بندے ہیں اور وہ مولا ہے ہم حاجت مند ہیں اور وہ بے نیاز ہے لیکن یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے بندہ اور مولیٰ سے قطع نظر فرما کر مساوی سلوک کی دعوت دی۔ آؤ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

---

[1] (القرطبی: الجامع لاحکام القرآن المعروف بہ تفسیر القرطبی، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۱۵۲، جلد ۲ ص ۱۷۱، مطبوعہ دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ) (أبو حیان الاندلسی: البحر المحیط فی التفسیر، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۱۵۲، جلد ۲ ص ۴۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان)

[2] (الثعلبی: الکشف والبیان عن تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر الثعلبی، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۱۵۲، جلد ۲ ص ۲۱، مطبوعہ دار إحیاء التراث العربی بیروت، لبنان) (القرطبی: الجامع لاحکام القرآن المعروف بہ تفسیر القرطبی، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۱۵۲، جلد ۲ ص ۱۷۱، مطبوعہ دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ)

لیکن ہم اپنے رب کے ساتھ مساوی سلوک پر بھی تیار نہیں، ہم اس کو یاد نہیں کرتے اور چاہتے یہ ہیں کہ وہ ہمیں یاد رکھے ہماری ہر ضرورت پوری کر کے ہماری ہر دعا قبول کرے۔ [1]

قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ رب العلمین اپنے بندوں پر حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امتیوں پر انتہائی مہربان اور کرم فرما ہے اسی بنا پر آج تک تمام اولیاء اللہ ذکر کے ذریعہ بارگاہِ کبریائی تک رسائی حاصل کرتے چلے آرہے ہیں۔

دوستو! مسلمان بھائیو!

ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اللہ پاک نے اپنے بندوں کو جو احکامات فرمائے ہیں۔ ان پر عمل کرنے والا ہی یقینا کامیاب ہے اور احکامات سے منہ موڑنے والا کب کامیاب ہوسکتا ہے۔قرآن مجید میں اپنے ان بندوں سے ارشاد فرماتا ہے جو صاحبِ ایمان ہیں۔یوں بندے تو سارے اسی کے ہیں مگر ان خوش بخت افراد سے اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ہے جن کو ایمان کی دولت مل چکی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا [2]

---

[1] (غلام رسول سعیدی: تفسیر تبیان القرآن، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۱۵۲، جلد ا ص ۵۹۲ ص ۵۹۳، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

[2] (پارہ: ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت: ۴۱، ۴۲)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔"

اللہ رب العلمین کثرت سے ذکر کرنے کا حکم فرما رہا ہے اور کثرت سے ذکر کرنے کا مفہوم مفسر قرآن علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں:

الذِّکْرُ الْکَثِیْرُ مَا جَرَی عَلَی الْإِخْلَاصِ مِنَ الْقَلْبِ، وَالْقَلِیْلُ مَا یَقَعُ عَلَی حُکْمِ النفاق کالذکر باللسان [1]

"ذکر کثیر اس قلبی ذکر کو کہتے ہیں جو اخلاص وللّٰہیت سے جاری ہو اور ذکر قلیل اس ذکر کو کہتے ہیں جو زبان سے ہو اور نفاق سے آلودہ ہو۔"

حضرت علامہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

لَایَکُوْنُ الرَّجُلُ مِنَ الذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً حَتّٰی یَذْکُرَ اللّٰہَ قَائِماً وَقَاعِداً وَ مُضْطَجِعًا

"اس وقت تک کسی کا کثرت سے ذکر کرنے والوں میں شمار نہیں ہوگا۔ جب تک وہ کھڑے ہوتے بیٹھتے ہوئے اور لیٹے ہوئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا نہ ہو۔" [2]

---

[1] (القرطبی: الجامع لاحکام القرآن المعروف بہ تفسیر القرطبی، سورۃ الاحزاب، زیر آیت: ۴۱، جلد ۱۴ ص ۱۹۷، مطبوعہ دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ)

[2] (السمعانی: تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر السمعانی، سورۃ الاحزاب، زیر آیت: ۳۵، جلد ۴ ص ۲۸۴، مطبوعہ دار الوطن، الریاض) (عبد الرزاق: تفسیر عبد الرزاق، سورۃ الاحزاب، الرقم: ۲۳۴۴، جلد ۳ ص ۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الثعلبی: الکشف والبیان عن ۔۔۔

پنجابی مقولہ مشہور ہے:

ہتھ کار ول، دل یار دل

ہر لمحہ ذکر میں گزارنا ہی کثرت ذکر کا مفہوم ہے۔ اور یقیناً اسی میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے اور شان بندگی ہے۔

انسان معاملاتِ دنیا طے کرتے ہوئے یہ خیال پختہ رکھے کہ رب ہی مجھے ہر عمل صالح کی توفیق اور ہمت عطا فرما رہا ہے۔ یہ بھی تو ذکر ہے کھانا کھاتے ہوئے تصور یہ رہے مجھے اللہ کھلا رہا ہے۔ مختصر یہ کہ اپنی نفی کرکے اسی کی یاد کا دل میں بسیرا اور اس کا ڈیرہ ہو جائے تو زندگی ساری بندگی سے مزین نظر آئے گی اور یہ فلاح و کامرانی کا زینہ ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [1]

"اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو تاکہ تم کامیابی حاصل کرو۔"

آیت مبارکہ میں کامیابی کی ضمانت اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرنے میں بتائی

---تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر الثعلبی، سورۃ الاحزاب، زیر آیت، ۳۵، جلد ۸، ص ۴۶، مطبوعہ دار إحیاء التراث العربی بیروت، لبنان) (الواحدی: الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، سورۃ الاحزاب، الرقم: ۷۵۰، جلد ۲ ص ۴۷۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البغوی: معالم التنزیل فی تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر البغوی، سورۃ الاحزاب، زیر آیت: ۳۵، جلد ۶ ص ۳۵۲، مطبوعہ دار طیبۃ للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم المعروف بہ تفسیر ابن کثیر، سورۃ الجمعۃ، زیر آیت: ۱۱، جلد ۸ ص ۱۴۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[1] (پارہ: ۱۰، سورۃ الانفال، آیت: ۴۵) (پارہ: ۲۸، سورۃ الجمعۃ، آیت: ۱۰)

گئی ہے۔اس دنیا کی کامیابی اور عزت و عظمت کے حصول کیلئے ہم کتنی محنت جستجو کرتے ہیں۔ اس کا اندازہ ہر شخص خود کرسکتا ہے لیکن ابدی حیات اور اخروی نجات کیلئے اور بارگاہ رب العٰلمین میں صرف وہی لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں جو اس جہاں میں مالک کل جہاں کا ذکر بہت زیادہ کرنے والے ہوں گے۔اے اللہ! ہم عاجز مسکین بندوں کو اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما کہ کامیاب بندوں میں ہمارا شمار فرمادے۔آمین

قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر ایمان والوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خطاب فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ [1]

”اے ایمان والو! تمہارے اموال تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جس نے ایسا کیا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔“

ہمارے معاشرے میں ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے مال بھی ہو اور کوٹھی بھی ہو، گاڑی بھی ہو، ہمارا اور ہماری اولاد کا بہترین سٹیٹس بھی ہو جو باپ اپنی اولاد کیلئے دن رات خون پسینہ یکجا کر کے اس کی بہتر تعلیم و تربیت کرتا ہے اگر تو اس کی اولاد نیک صالح ہو، ذاکر ہو، متقی ہو اور والدین کو بھی ذکر کی دولت میسر

[1] (پارہ:۲۸، سورۃ المنٰفقون، آیت:۹)

آ چکی ہو تو سونے پر سہاگہ ہے اور اگر مال کی محبت اور اولاد کی محبت ہی ہر چیز پر غالب آ جائے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رشتہ ٹوٹتا نظر آئے تو نقصان ہی نقصان ہے۔ اپنے بندوں پر مہربانی فرماتے ہوئے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرما دیا ہے کہ مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت میں نہ ڈال دیں اور اگر ایسا ہو گیا تو پہلے سے باخبر ہو جاؤ کہ تم فلاح والے نہیں بلکہ نقصان والے ہو گے اور نقصان اٹھانے کیلئے تو کوئی بھی تیار نہیں ہو سکتا اس لئے ذکر ہی مال اور اولاد میں برکت کا سبب ہے جسے ذکر مل گیا اسے دونوں جہاں میں کامیابی کا زینہ مل گیا وہ ہر نقصان سے محفوظ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے متعلق چند آیات اور درج کی جاتی ہیں تاکہ اندازہ ہو سکے۔ عظمت ذکر، برکت ذکر، کس قدر ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ❶

"اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے۔"

وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ❷

"اور اللہ کا بہ کثرت ذکر کرنے والے مرد اور بہ کثرت ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔"

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ۔ ❸

❶ (پارہ:۲۱، سورۃ العنکبوت، آیت:۴۵) ❷ (پارہ:۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت:۳۵)

❸ (پارہ:۳، سورۃ آل عمران، آیت:۴۱)

"اور اپنے رب کا بہ کثرت ذکر کرو اور اس کی پاکیزگی شام کو اور صبح کے وقت بیان کرو۔"

اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ [1]

"کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہلِ ایمان کیلئے کہ جھک جائیں ان کے دل یادِ الٰہی کیلئے۔"

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ [2]

"وہ مرد جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔"

وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ فِىۡ نَفۡسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيۡفَةً [3]

"آپ چپکے چپکے اور گڑ گڑا کر اپنے دل میں اپنے رب کا ذکر کیجئے۔"

برادرانِ گرامی قدر! قرآن حکیم کی چند آیات مبارکہ ذکر کی تلقین کے حوالہ سے آپ نے ملاحظہ فرمائی ہیں یوں تو ہمارے لئے ایک آیت بھی تسلیم و رضا کا پیکر بن کر عمل پیرا ہو جانے کیلئے کافی ہے مگر زیادہ مرتبہ ایک حکم جاری کرنے سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ یقیناً اس پر عمل کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں بلکہ نجات اور کوئی سہارا ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے بغیر گزارہ ہی نہیں۔

---

1. (پارہ:۲۷، سورۃ الحدید، آیت:۱۶)
2. (پارہ:۱۸، سورۃ النور، آیت:۳۷)
3. (پارہ:۹، سورۃ الاعراف، آیت:۲۰۵)

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔ [1]

"اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو بیشک اس کیلئے تنگ زندگانی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔"

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا [2]

"اور جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا۔"

اب ہم یہ جان چکے کہ ذکر کرنے کی برکات اور نہ کرنے پر کس قدر عتاب ہے اس لئے مکمل توجہ کیساتھ کسی صاحب نظر اللہ والے کی توجہ لیکر اس فانی دنیا میں رہ کر ذکر کی لذت اور کمالِ زندگی حاصل کرنے کی سعی جمیل کر ہی لینی چاہیئے۔

برادرانِ اسلام! قرآن حکیم سے نور اور رحمت و برکت حاصل کرنے کے بعد اب کائنات ارض وسماوی کی اس مقدس اور عظیم ہستی جس پر قرآن حکیم اترا جن کے وجود مبارک کی بدولت یہ کائنات تخلیق ہوئی جو رحمۃ للعالمین بن کر، شفیع المذنبین بن کر، نور ہدایت بن کر، اولین و آخرین کے امام بن کر، کائنات کی جان بن کر، حق کا پیغام بن کر، رب کی برہان بن کر، اللہ کے محبوب ذیشان بن کر، اپنی امت کی نجات کا سامان بن کر، توحید کا عنوان بن

[1] (پارہ:۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت: ۱۲۴) [2] (پارہ:۲۹، سورۃ الجن، آیت: ۱۷)

کر، اس دنیا میں تشریف لائے اب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معطر، معنبر، معتبر، متبرک احادیث شریفہ سے نور اور رحمت و برکت حاصل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ذکر سے زندگی:

عام خیال کے مطابق اس جہاں میں سانس لینا، کھانا، پینا، سونا، جاگنا یا پھر معاملات زندگی کو بڑھ چڑھ کر طے کرنا ہی زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقی زندگی ذکر کرنے والے کو نصیب ہوتی ہے، وہ کھانا پینا، سونا جاگنا، تمام معاملات کو طے بھی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل کی دنیا کو آباد رکھتا ہے اور یہ ہی زندگی ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُرَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ، مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ [1]

"اپنے رب کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ (دلوں) کی سی ہے۔"

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ٦٤٠٧، ص ١١١٢، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل ومجالس الذکر، رقم الحدیث: ١٢٤٣، جلد ٥ ص ١٤، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان) (المنذری: الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ سرا وجھرا، رقم الحدیث: ٢٣٠٣، جلد ٢ ص ٢٥٦، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

دوستو! مسلمان بھائیو! ساری بات دل کی ہے، اگر دل زندہ ہے تو زندگی ہے اور دل مُردہ ہے تو سانس لیتے بھی انسان مردہ ہے، بارگاہِ رب العٰلمین میں دل ہی کی اہمیت باقی جسم پر فضیلت رکھتی ہے حدیث مبارک میں ہے:

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰهِ [1]

"مومن کا دل اللہ کا عرش ہوتا ہے۔"

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

لَایَسَعُنِی أَرْضِی وَلَا سَمَائِی وَلٰکِنْ یَسَعُنِی قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ [2]

---

[1] (العجلونی: کشف الخفاء ومزیل الالباس، حرف القاف، رقم الحدیث: ۱۸۸۶، جلد ۲ ص ۱۱۶، المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت) (ملاعلی قاری: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، تحت الرقم: ۲، جلد ۱ ص ۶۰، مطبوعہ دارالفکر بیروت، لبنان) (اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان، سورۃ الأعراف، زیر آیت: ۱، جلد ۳ ص ۱۳۳، مطبوعہ دارالفکر بیروت، لبنان)

[2] (النیشاپوری: غرائب القرآن ورغائب الفرقان المعروف بہ تفسیر النیشاپوری، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۲۴۹، جلد ۱ ص ۳۸۰، ص ۶۶۳، سورۃ النساء، زیر آیت: ۱۰۰، جلد ۲ ص ۴۸۵، سورۃ یوسف، زیر آیت: ۵، جلد ۴ ص ۱۰۷، سورۃ ابراہیم، زیر آیت: ۳۷، جلد ۴ ص ۲۰۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۲۴۹، جلد ۱ ص ۳۸۷، سورۃ النساء، زیر آیت: ۱۰۰، جلد ۲ ص ۲۷۲، سورۃ یوسف، زیر آیت: ۵، جلد ۴ ص ۲۱۶، سورۃ ابراہیم، زیر آیت: ۳۷ جلد ۴ ص ۴۲۶، سورۃ مریم، زیر آیت: ۱۵، جلد ۵ ص ۳۲۰، سورۃ ق، زیر آیت: ۳۷، جلد ۹ ص ۱۳۷، مطبوعہ دارالفکر بیروت، لبنان) (ثناء اللہ پانی پتی: تفسیر المظہری، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۳۱، جلد ۱ ص ۵۰، سورۃ لقمان، زیر آیت: ۳۹، جلد ۷، ص ۲۵۴، سورۃ ق، زیر آیت: ۳۹ جلد ۹ ص ۵۷، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ) (آلوسی: تفسیر روح المعانی، سورۃ آل عمران، جلد ۲ ص ۱۶۶، سورۃ الحجر، جلد ۷ ص ۲۹۷، ۔۔۔

"میں زمین اور آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن اپنے بندہ مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔"

جسم کے اندر دل کی اہمیت اس حدیث پاک سے اور بھی واضح ہوجاتی ہے۔حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّ فِي الجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّهُ ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّهُ ، أَلَا وَهِيَ القَلْبُ

"انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے وہ ٹھیک ہوجائے تو سارا جسم ٹھیک ہوجاتا ہے اور اگر وہ خراب ہوجائے تو سارا جسم خراب ہوجاتا ہے،خوب سمجھ لو وہ دل ہے۔" [1]

۔۔۔سورۃ طٰہٰ ،جلد ۸ ص ۵۲۱ ،سورۃ الحج ،جلد ۹ ص ۱۵۲ ،سورۃ الاحزاب ،جلد ۱۱ ص ۲۷۴ ،مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ، لبنان) (ملاعلی قاری: مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح ، کتاب الدیات ، باب : مالایضمن من الجنایات ،تحت الرقم: ۳۵۲۵ ،جلد ۶ ص ۲۳۰۲ ،مطبوعہ دارالفکر بیروت،لبنان)

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب:فضل من استبرألدینہ،رقم الحدیث: ۵۲،ص ۱۲، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ، الریاض)(المسلم: صحیح المسلم، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ، باب: أخذ الحلال وترک الشبهات ، رقم الحدیث: ۴۰۹۴ (۱۵۹۹) ،ص ۶۹۸ ، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب الفتن ، باب: الوقوف عند الشبهات ، رقم الحدیث : ۳۹۸۴،ص ۲۲۳۷ ، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ، الریاض) (البغوی: شرح السنۃ ، کتاب البیوع ، باب: الاتقاءعن الشبهات ، رقم الحدیث: ۳۹۸۴ ،ص ۲۲۳۷ ، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ، الریاض)(البیهقی :السنن الکبری، کتاب البیوع ، باب: طلب الحلال واجتناب الشبهات رقم الحدیث: ۲۰۳۱ ،جلد ۸ ص ۱۳ ،مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت،لبنان)

یقیناً اسی لئے سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر خفی پر زور دیا جاتا ہے۔ ذکر خفی دل کا ذکر ہے۔ میں نے اکثر اپنے مرشد کریم اعلیٰ حضرت پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو ذکر جلی کے ساتھ ساتھ اپنے مریدین کو سانس آئے تو "اللہ" اور واپس جائے تو "ھو" کی ضرب دل پر لگانے کا سبق ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔

اللہ کریم ہم سب کو دل زندہ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دل کی چمک:

ہمیں انسانی جسم میں صرف دل کی اہمیت ہی نہیں بتائی گئی بلکہ اس کی صفائی کا سلیقہ بھی بتایا گیا ہے۔ اہل اللہ نے بھی دل کی صفائی پر اس کی حفاظت پر اس کی طہارت پر خوب زور دیا ہے۔ ایک انسان کا دل ہی ہے جس پر اللہ کریم بھی اپنی نگاہِ رحمت فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ [1]

---

[1] (المسلم: صحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ والادب، باب: تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، رقم الحدیث: ۶۵۴۳ (۲۵۶۴)، ص ۱۱۲۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب الزھد، باب: القناعۃ، رقم الحدیث: ۴۱۴۳، ص ۷۶۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۷۸۲۷، جلد ۱۳، ص ۲۲۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان)۔۔۔

”اللہ پاک نہ تمہاری صورت دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اموال دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے دل اور اعمال دیکھتا ہے۔“

دل کی صفائی اور چمک کیلئے ایک آسان طریقہ جو ہمیں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمارے محبوب نبی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صَقَالَةٌ وَاِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَمَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ، اِلَّا اَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتّٰى يَنْقَطِعَ۔ [1]

”ہر چیز کی پالش ہوتی ہے اور دل کی پالش اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز عذابِ الٰہی سے نجات نہیں دلا سکتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگرچہ تم اپنی تلوار چلاتے رہو اور وہ ٹوٹ جائے۔“

۔۔۔(البیهقی: الآداب، باب: من قصر الامل وبادر بالعمل قبل بلوغ الاجل، رقم الحدیث:۸۱۶،ص ۳۲۹، مطبوعہ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت، لبنان) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الرقاق، باب: التقویٰ، رقم الحدیث: ۴۱۵۰، جلد ۱۴ص ۳۴۰ص ۳۴۱، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

[1] (البیهقی: الدعوات الکبیر، باب: ماجاء فی فضل الدعاء والذکر، رقم الحدیث: ۱۹، ص ۸۰، مطبوعہ غراس للنشر والتوزیع الکویت) (البیهقی: شعب الایمان، محبۃ اللہ عزوجل، فصل: فی إدامۃ ذکر اللہ عزوجل ۔۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۵۱۹، جلد ۲، ص ۶۲ مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الاذکار، من قسم الاقوال، الباب الاول: ۔۔۔

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ جِلَاءٌ وَاِنَّ جِلَاءُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ [1]

"ہر چیز کی جلا اور چمک ہے اور دل کی جلا اور چمک دمک اللہ کا ذکر ہے۔"

آیئے! اس دل کی صفائی کا انتظام کریں اور ذکر سے اس کی چمک دمک بنائیں تاکہ ہم طہارت کیساتھ ساتھ فرش دل سجائیں اور دل کا دلدار اس میں بسیرا کرے۔ آمین

عذاب قبر سے نجات:

شاید یہ بات ہم بھول چکے ہیں کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے اور مرنے کے بعد قبر کی تنہائی میں داخل ہونا ہے جہاں کوئی ساتھ نہیں ہوگا اور قبر کے سوالات کے جوابات دینا بھی لازم امر ہے۔

ہم اس قدر بے خوف کیوں ہوگئے ہیں کہ ہمیں قبر کی روشنی کا سامان تیار کرنے کی فکر نہ ہونے کے برابر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مقدس ہے:

إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ

۔۔۔فی الذکر وفضیلتہ، رقم الحدیث: ۱۷۷۳، جلد ۱ ص ۲۱۴، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور)

(المنذری: الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب الذکر والدعاء، والترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ سرا وجھرا، رقم الحدیث: ۲۲۹۵، جلد ۲ ص ۲۵۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[1] (البیھقی: شعب الایمان، محبۃ اللہ عزوجل، فصل: فی إدامۃ ذکر اللہ عزوجل ۔۔۔الخ، رقم الحدیث: ۵۲۰، جلد ۲، ص ۶۳ مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

”قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔“ [1]

اس لئے قبر کے حالات سے آنے والے قیامت کے حالات کا پتہ چل جائے گا آئندہ کیا حال ہوگا۔

امیر المؤمنین خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب بھی قبر کے نزدیک کھڑے ہوتے تو اتنے روتے کہ آپ کی داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ جنت اور دوزخ کے ذکر سے نہیں روتے اور قبر کے پاس آکر روتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ القَبرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الآخِرَةِ ، فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ ، وَإِنْ لَمْ يُنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب صفة القیامة، باب: حدیث أکثروا من ذکر هاذم اللذات، رقم الحدیث: ۲۴۶۰، ص ۷۳۷ ص ۷۳۸، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الطبرانی: المعجم الأوسط، من اسمہ: مسعود، رقم الحدیث: ۸۶۱۳، جلد ۶ ص ۲۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الجنائز، باب: خطاب القبر، رقم الحدیث: ۴۲۵۲، جلد ۳ ص ۴۶، مطبوعہ مکتبة القدسی، القاهرة) (الدیلمی: مسند الفردوس، باب القاف، رقم الحدیث: ۴۶۸۲، جلد ۳، ص ۲۳۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

"بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اگر اس سے کسی نے نجات حاصل کر لی تو اس کے لئے بعد والی منازل آسان ہو جائیں گی۔ اور اگر اس سے ہی نجات نہ حاصل ہو سکی تو بعد کی منازل اس پر سخت ہو جائیں گی۔"

آپ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَارَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ [1]

"میں نے کوئی منظر پریشان کن گھبراہٹ میں مبتلا کرنے والا سوائے قبر کے نہیں دیکھا، یعنی تمام مناظر سے خوفناک منظر قبر کا ہے۔"

دوستو مسلمان بھائیو! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ سے ہیں یعنی ان دس میں سے جن کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی ہے۔ [2] لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کا قبر کے خوف سے رونا اس بات کی

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب الزهد، باب: ماجاء فی فظاعة القبر وأنه أوّل منازل الآخرة، رقم الحدیث: ۲۳۰۸، ص ۶۹۶، ص ۶۹۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب الزهد، باب: ذکر القبر والبلی، رقم الحدیث: ۴۲۶۷، ص ۷۸۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۴۵۴، جلد ۱ ص ۵۰۳، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (ابن المقری: معجم ابن المقری، باب: الیاء، رقم الحدیث: ۳۲۶، ص ۱۲۴، مطبوعہ مکتبة الرشد، الریاض) (البیهقی: السنن الکبریٰ، کتاب الجنائز، جماع أبواب التکبیر علی الجنائز ومن أولی بإدخاله القبر، باب: مایقال بعد الدفن، رقم الحدیث: ۷۰۶۴، جلد ۴ ص ۹۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

[2] (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب: مناقب عبدالرحمن بن عوف بن عبد عوف الزهری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۷۴۷، ۳۷۴۸، ص ۱۱۰۶، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

دلیل ہے کہ کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے بے نیاز نہ سمجھے اور اللہ پاک کی گرفت سے ڈرتا رہے اور دوسرے لوگوں کے لئے تعلیم کا سبب بھی ہوسکتا ہے کہ میں اتنی شان کا مالک ہونے کے باوجود عذاب قبر سے بے خوف نہیں ہوں تو تمہیں بھی ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے۔

عذابِ قبر سے محفوظ رہنے کے لئے نجات حاصل کرنے کے لئے ہم غریبوں کے آقا امام الانبیاء حضور نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت پر کرم فرماتے ہوئے آسان نسخہ بتلایا۔

حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا عَمِلَ آدَمِيٌّ عَمَلًا قَطُّ أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: [1]

"اللہ کے ذکر سے بڑھ کر عذابِ قبر سے نجات دلانے والا انسان کا کوئی عمل نہیں۔" [2]

---

[1] (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، حديث معاذ بن جبل، رقم الحديث: ۲۲۰۷۹، جلد ۳۶، ص ۳۹۶، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بيروت، لبنان)

[2] الطبرانی: كتاب الدعاء، باب: ماجاء فی فضل ذكر الله عزوجل، رقم الحديث: ۱۸۵۶، ص ۵۲۰، مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الكبير، معاذ بن جبل الانصاری، طاؤس اليمانی، عن معاذ بن جبل، رقم الحديث: ۳۵۲، جلد ۲۰، ص ۱۶۶، مطبوعہ مكتبة ابن تيمية، القاهرة) (ابن كثير: جامع المسانيد والسنن، معاذ بن جبل الانصاری، بلاغ بن زياد بن أبی زياد عن معاذ، رقم الحديث: ۹۷۷۰، جلد ۷ ص ۵۶۰، مطبوعہ دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت) (الهيثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الاذكار، باب: فضل ذكر الله تعالىٰ والاكثار منه، رقم الحديث: ۱۶۷۴۴، جلد ۱۰ ص ۷۳، مطبوعہ مكتبة القدسی، القاهرة)

اس حدیث پاک کو پڑھنے کہ بعد ایک لمحہ ضائع کئے بغیر عذابِ قبر سے نجات کیلئے ذکر الٰہی کیجئے۔ اللہ کریم تمام مسلمانوں کو اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا صدقہ قبر کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین

صالح اعمال میں افضل عمل:

یوں تو ہر نیک صالح عمل کے کرنے سے اجر و ثواب ملتا ہے۔ رب خوش ہوتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت میسر آتی ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات، خیرات، یتیم پروری، خیر خواہی، تلاوت، ریاضت، عبادت حکم الٰہی اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں زندگی گزارنا بلا شبہ نجات کی ضمانت ہے۔ ہر صالح عمل کا درجہ ہے مگر اللہ کے ذکر کا درجہ تمام اعمال سے افضل و اعلیٰ ہے۔

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلَا أُنَبِّئُكم بِخَيْرِ أعمَالِكُم ، وأَزْكَاهَا عِندَ مَلِيكِكُم ، وأَرفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُم ، وَخَيرٌ لَكُم مِن إِنفَاقِ الذَّهَبِ وَالوَرِقِ ، وخيرٍ لَكُم مِن أَن تَلْقَوا عَدُوَّكُم ، فَتَضْرِبُوا أَعنَاقَهُم ، وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقِكُم ؟

”کیا میں تمہیں تمہارے اعمال میں سے سب سے اچھا ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالک کے ہاں بہتر اور پاکیزہ ہے تمہارے درجات میں سب سے بلند ہے، تمہارے سونے اور چاندی کی خیرات سے بھی افضل ہے اور تمہارے دشمن کا سامنا کرنے یعنی جہاد سے بھی بہتر ہے یہاں تک کہ تم انہیں قتل کرو اور وہ تمہیں قتل کریں۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ”بلٰی“ کیوں نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذِكْرُ اللّٰهِ [1]

”وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔“

ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

”یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سے لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں درجہ میں افضل ہوں گے۔“

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلذّٰكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

”جو کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں ہیں۔“

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب: منہ فی أن الذاکرین اللہ کثیرا أفضل من الغازی فی سبیل اللہ، رقم الحدیث: ۳۳۷۷، ص ۱۰۰۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب الأدب، باب: فضل الذکر، رقم الحدیث: ۳۷۹۰، ص ۶۸۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، حدیث أبی الدرداء، رقم الحدیث: ۲۱۷۰۲، جلد ۳۶ ص ۳۳، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (الطبرانی: کتاب الدعاء، باب: ماجاء فی فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۱۸۷۲، ص ۵۲۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان) (البیہقی: الدعوات الکبیر، باب: ماجاء فی فضل الدعاء والذکر، رقم الحدیث: ۲۰، ص ۸۱، مطبوعہ غراس للنشر والتوزیع، الکویت) (البغوی: شرح السنة، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل ومجالس الذکر، رقم الحدیث: ۱۲۴۴، جلد ۵ ص ۱۵ ص ۱۶، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

میں نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَنِ الْغَازِیُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ؟

"یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنیوالے سے بھی زیادہ افضل ہوں گے؟"

آپ نے فرمایا:

لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهٖ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَنْكَسِرَ وَيَخْتَضِبَ دَمًا، لَكَانَ الذّٰكِرُوْنَ اللّٰهَ اَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً

"(ہاں) اگر کوئی شخص اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں پر اس قدر چلائے کہ وہ ٹوٹ جائے اور خون آلودہ ہوجائے پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اس سے ایک درجہ افضل ہیں۔"[1]

عبادتوں میں زیادہ اجر:

انسان کو اللہ رب العلمین نے اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب: منه فی أن الذاکرین اللہ کثیراً أفضل من الغازی فی سبیل اللہ، رقم الحدیث: ۳۳۷۶، ص ۱۰۰۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، حدیث أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۱۷۲۰، جلد ۱۸، ص ۲۴۸، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (أبی یعلیٰ: مسند أبی یعلی الموصلی، من مسند أبی سعید الخدری، رقم الحدیث: ۱۴۰۱، جلد ۲ ص ۵۳۰، مطبوعہ دار المأمون للتراث، دمشق) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل ومجالس الذکر، رقم الحدیث: ۱۲۴۶، جلد ۵، ص ۱۷، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ [1]

"اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے تخلیق کیا ہے۔"

خوش نصیب افراد اس فریضہ بندگی کو انہماک کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور کامیاب لوگوں میں شامل ہوجاتے ہیں ۔ ہر ہر عبادت کا اجر ہے لیکن ہر عبادت کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ملتا ہے۔

حضرت معاذ بن انس جُہنی رضی اللہ عنہ حضور پر نور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا:

اَیُّ الْجِهَادِ اَعْظَمُ اَجْرًا ؟

"کس جہاد کا سب سے زیادہ اجر ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَكْثَرُ هُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا

"اس بندے کا جہاد جو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے۔"

اس نے سوال کیا:

فَاَیُّ الصَّائِمِيْنَ اَعْظَمُ اَجْرًا؟

"کس روزہ دار کا اجر سب سے زیادہ ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] (پارہ:۲۷،سورۃ الذّٰریٰت ،آیت:۵۶)

أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا ، ثُمَّ ذَكَرَ لَنَا الصَّلَاةَ، وَالزَّكَاةَ، وَالْحَجَّ ، وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ :أَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ذِكْرًا

”ان میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کا! پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے ہمارے لئے نماز، زکوٰۃ، حج، اور صدقہ کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ان عبادتوں میں اس کا اجر سب سے زیادہ اُسے ہوگا جو اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ ذکر کرنے والا ہوگا۔“

(یہ سن کر) تاجدارِ صداقت، سالارِ نقشبند، کشتۂ عشقِ رسول ﷺ جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا:

يَا اَبَا حَفْص ذَهَبَ الذَّاكِرُوْنَ بِكُلِّ خَيْر

”اے ابوحفص! ذکر کرنے والے تمام بھلائی لے گے؟“

توحضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

”ہاں ابوبکر تو سچ کہہ رہا ہے۔“ [1]

---

[1] (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، حدیث معاذ بن أنس الجهنی، رقم الحدیث: ۱۵۶۱۴، جلد ۲۴، ص ۳۸۰ ص ۳۸۱، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، معاذ بن أنس الجهنی، رقم الحدیث: ۴۰۷، جلد ۲۰، ص ۱۸۶، مطبوعہ مکتبة ابن تیمیة، القاهرة) (الطبرانی: کتاب الدعاء، باب: فضل الذکر فی سبیل اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۱۸۸۷، ص ۵۲۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان) (ابن کثیر: جامع المسانید والسنن، معاذ بن أنس الجهنی الانصاری، رقم الحدیث: ۹۴۶۹، جلد ۷ ص ۴۴۲، مطبوعہ دار خضر للطباعة والنشر والتوزیع بیروت، لبنان) (الهیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأذکار، باب: فضل ذکر اللہ تعالیٰ والاکثار منه، رقم الحدیث: ۱۶۷۴۸، جلد ۱۰ ص ۷۴، مطبوعہ مکتبة القدسی، القاهرة)

ذاکر مسکراتے ہوئے جنت میں:

جنت آخری منزل ہے جس کی طلب ہر صاحبِ ایمان رکھتا ہے جنت کے حصول کیلئے اپنی زندگی خوف خدا، ذکر الٰہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بسر کرنا، ہر دم یادالٰہی میں بسر کرنا مومن کی شان ہے۔ جنت کی قدر و منزلت کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا جنت کی عظمت و کرامت کے متعلق ایک حدیث پاک ملاحظہ کیجئے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ، فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

"میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ چیزیں تیار کی ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہے اور اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو"

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ [1]

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ماجاء فی صفة الجنة وأنها مخلوقة، رقم الحدیث: ۳۲۴۴، ص ۵۴۱، کتاب التفسیر، سورة السجدة، باب: قوله فلا تعلم نفس مآ أخفی لهم من قرة أعین، رقم الحدیث: ۴۷۷۹، ۴۷۸۰، ص ۸۴۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب: صفة الجنة، رقم الحدیث ۷۱۳۲، ۷۱۳۴، ۔۔۔

"سو کسی کو معلوم نہیں کہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے کیا چیز پوشیدہ رکھی گئی ہے۔"

قرآن مجید میں ہے:

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ [1]

"اور تمہارے لئے جنت میں ہر وہ چیز ہے جس کی تم خواہش کرو اور جس کی تم طلب کرو۔"

جنت میں انسان کی ہر خواہش پوری ہوگی لیکن ناپاک اور ناجائز خواہش وہاں اس کے دل میں پیدا نہیں ہوگی۔ خوش نصیب لوگ جنت کے حقدار ہوں گے غور کیجئے سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا صرف جنت کا حقدار ہی نہیں بلکہ مسکراتے ہوئے جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا تَزَالُ اَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ [2]

۔۔۔(۲۸۲۴) ص ۱۲۲۸، ص ۱۲۲۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب الزھد، باب: صفۃ الجنۃ، رقم الحدیث: ۴۳۲۸، ص ۷۹۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ السجدۃ، رقم الحدیث: ۳۱۹۷، ص ۹۴۸، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

[1] (پارہ: ۲۴، سورۃ حٰم السجدۃ، آیت: ۳۱)

[2] (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الدعاء، باب: فی ثواب ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۲۹۴۵۹، جلد ۶ ص ۵۸، کتاب الزھد، کلام أبی الدرداء رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۳۴۵۸۷، ۔۔۔

”جن لوگوں کی زبانیں ہمیشہ ذکر الٰہی سے تر رہتی ہیں وہ مسکراتے ہوئے جنت میں داخل ہوں گے۔“

ذاکر کے ساتھ رب ہے:

افسر، حاکم اور وزیر کے ساتھ تعلق ہو تو بڑھ چڑھ کے اظہار کرتا ہے میرا فلاں کے ساتھ تعلق ہے وہ میرے ساتھ ہے اس لئے مجھے کوئی فکر نہیں ہے اور اگر کسی خوش نصیب کو یہ مژدہ جانفزا مل جائے کہ تیرے ساتھ سب حاکموں کا حاکم اللہ رب العٰلمین ہے۔ تو اسے دنیا و آخرت کا کوئی غم نہیں رہ سکتا ہے اس کے بخت کی پرواز کس قدر اونچی ہے جسے خدا کہہ دے میں اس بندے کیساتھ ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم، قاسم جنت و کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ رب العٰلمین فرماتا ہے۔:

اَنَا مَعَ عَبْدِی حَیْثُمَا ذَکَرَنِیْ وَتَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ [1]

”میں اپنے بندے کیساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے لب میرے ذکر کیلئے حرکت کرتے ہیں۔“

۔۔۔جلد ۷ ص ۱۱۱، باب: ماجاء فی فضل ذکر اللہ، رقم الحدیث: ۳۵۰۵۲، جلد ۷ ص ۱۷۰، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (ابن المبارک: الزھد والرقائق، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۱۱۲۶، ص ۳۹۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب: قول اللہ تعالیٰ: لاتحرک بہ لسانک۔۔۔ الخ، ص ۱۲۹۸، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب الادب، باب: فضل الذکر، رقم الحدیث: ۳۷۹۲، ص ۶۸۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أحمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند أبی ھریرۃ، رقم الحدیث: ۱۰۹۶۸، ۱۰۹۷۵، جلد ۱۶، ۔۔۔

ذکر کی حد ہے دیوانگی:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس قدر مہربان ہے اس کی چاہت ہی یہ ہے کہ میرے بندے میرے ذکر میں اس قدر گم ہوجائیں کہ ذکر کرتے کرتے میرے قرب کا حقدار بن جائیں۔

اسی لئے ہمارے آقا ومولا تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوا: مَجْنُوْنٌ [1]

۔۔۔ص ۵٦٨، ص ۵۷۱، ص ۵۷۲، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (ابن المقرئ: معجم ابن المقرئ، من اسمہ عامر، رقم الحدیث: ۱۱۰۴، ص ۳۳۷، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (البیہقی: الدعوات الکبیر، باب: ماجاء فی فضل الدعاء والذکر، رقم الحدیث: ۱۳، ۱۴، ص ۷۷، مطبوعہ غراس للنشر والتوزیع، الکویت) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل ومجالس الذکر، رقم الحدیث: ۱۲۴۲، جلد ۵، ص ۱۳، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

[1] (أحمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند أبی سعید الخذری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۱۶۵۳، ۱۱٦۷۴، جلد ۱۸ ص ۱۹۵ ص ۲۱۲، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (أبی یعلیٰ: مسند أبی یعلی الموصلی، من مسند أبی سعید الخذری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۳۷٦، جلد ۲ ص ۵۲۱، مطبوعہ دار المامون للتراث، دمشق) (ابن حبان: صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب: الاذکار، ذکر استحباب الاستھتار للمرء بذکر ربہ جل وعلا، رقم الحدیث: ۸۱۷، جلد ۳ ص ۹۹، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: کتاب الدعاء، باب: ماجاء فی فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۱۸۵۹، ص ۵۲۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن شاھین: الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک، باب: مختصر من فضل الذکر للہ عزوجل، رقم الحدیث: ۱۵٦، ص ۵٦، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البیہقی: شعب الایمان، محبۃ اللہ عزوجل، فصل: فی إدامۃ ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۵۲۳، جلد ۲ ص ٦۴، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

"اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر اتنا کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔"

ذاکر آغوشِ رحمت میں:

یہ کائنات ساری اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے منور ہے اور حضور پرنور رحمۃ للعالمین سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ رحمت سے اپنی پرخطا زندگی گزارنے کے باوجود عذابِ الٰہی سے محفوظ ہیں۔

آپ جانتے ہوں گے کہ پچھلی امتوں میں اگر ایک کبیرہ گناہ کا ارتکاب ہوتا تو اللہ عذاب دے کر اس امت کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود فرما دیتا۔ حضرت لوط علیہ السلام کی امت کی تباہ کاریوں سمیت اب ہمارے درمیان کئی ایک ایسی خرابیاں کبیرہ گناہ داخل ہو چکے ہیں کہ اللہ کریم معاف فرمائے۔

امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کرم کی انتہاء دیکھئے پہلی امت کا کوئی فرد جھوٹ بولتا تھا اس کے منہ کی بدبو سے اس کا جھوٹ ظاہر ہوجاتا تھا، رات کی تاریکی میں گناہ کرنے والے کو صبح ہوتے اسکے دروازے پر اس کا گناہ لکھ دیا جاتا اور عذاب اسی دنیا میں دے دیا جاتا۔

مختصر یہ کہ نبی محترم شافع روز جزا قاسم جنت وکوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا صدقہ اللہ کریم نے ہمیں ڈھانپ رکھا ہے۔اور ہر خطا پر عطا حاصل کئے جارہے ہیں۔اللہ کریم ہمیں گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے ذکر کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔آمین

دوستو! مسلمان بھائیو! ذاکر کو بھی اللہ پاک اپنی رحمت خاص سے نوازتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دونوں نے گواہی

دی کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِيْنَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ [1]

”جب بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے بیٹھتے ہیں فرشتے انہیں ڈھانپ لیتے ہیں اور رحمت الٰہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے اللہ پاک ان کا ذکر اپنی بارگاہ کے حاضرین میں کرتا ہے۔“

---

[1] (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، وعلی الذکر، رقم الحدیث: ٦٨٥٥ (٢٧٠٠)، ص ١١٧٣، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب: مافی القوم یجلسون فیذکرون اللہ عزوجل مالھم من الفضل، رقم الحدیث: ٣٣٧٨، ص ١٠٠٤، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، أبواب الأدب، باب: فضل الذکر، رقم الحدیث: ٣٧٩١، ص ٦٨٤، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن أبی شیبۃ، کتاب الدعاء، باب: فی ثواب ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ٢٩٤٧٥، جلد ٦ ص ٦٠، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند أبی سعید الخذری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ١١٨٧٥، ١١٨٩٢، جلد ١٨ ص ٣٧٨، ص ٣٨٩، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (أبی یعلی: مسند ابی یعلی الموصلی، مسند أبی ھریرۃ، رقم الحدیث: ٦١٥٧، ٦١٥٩، جلد ١١ ص ١٨ ص ٢٠، مطبوعہ دار المأمون للتراث، دمشق) (البیھقی: شعب الایمان، محبۃ اللہ عزوجل، فصل: فی إدامۃ ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ٥٢٧، جلد ٢ ص ٦٧، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

روشن گھر:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ اَھْلَ السَّمَاءِ لَیَرَوْنَ بُیُوتَ اَھْلِ الذِّکْرِ تُضِیءُ لَھُمْ کَمَا تُضِیءُ الْکَوَاکِبُ لِاَھْلِ الْاَرْضِ [1]

”آسمان والے ذکر کرنے والوں کے گھروں کو ایسے روشن دیکھتے ہیں جیسے زمین والے آسمان پر ستاروں کو روشن دیکھتے ہیں۔“

بغیر ذکر کے ساعتِ زندگی:

زندگی کی ساعتیں جتنی بھی ہوں، کسی کو بھی آنے والی ساعت کا اعتبار نہیں کہ کونسی ایسی ساعت ہو جس میں زندگی سے ناطہ ٹوٹ جائے بندہ مومن اسی لئے ہر ساعت لمحہ کی قدر کرتا ہے اور ہر زندگی کی ساعت ذکر میں گزرانے کی سعی جمیل کرتا ہے۔

ذکر کی بدولت اللہ کریم جب کرم فرمائے گا اور اپنے بندوں کو جنت کی خوشخبری عطا فرمائے گا تو جنت کی نعمت حاصل کرنے کے بعد بھی جنتیوں کو زندگی میں جو ساعت بغیر ذکر کے گزری ہوگی اس پر افسوس ہوگا کہ کاش زندگی میں کوئی ساعت بھی ذکر کے بغیر نہ گزرتی۔

---

[1] (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، باب: ماجاء فی فضل ذکر اللہ، رقم الحدیث: ۳۵۰۵۵، جلد ۷، ص ۱۷۰، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (أبی شیخ الاصبھانی: طبقات المحدثین باصبھان والواردین علیھا، رقم الترجمۃ: ۶۶۸، أبوبکر ابراھیم بن سفیان الظھرانی، جلد ۴ ص ۲۸۲، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت) (السیوطی: الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، سورۃ البقرۃ، زیر آیت: ۱۵۲، جلد ۱ ص ۲۶۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان)

حضور نبی مکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مقدس ہے کہ:

لَيْسَ يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْبِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهَا [1]

"جنت میں لے جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا میں کسی چیز کا افسوس نہ ہو گا سوائے اس ساعت کے جو اس نے دنیا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزاری ہو گی۔"

یا اللہ کریم ہمیں زندگی کی ہر ساعت کی قدر کرتے ہوئے اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین

باغاتِ جنت:

لفظِ "باغ" انسان کیلئے وجہ سکون و راحت ہے۔ ایک بیمار اگر باغ میں داخل ہو تو خود کو بہتر اور پرسکون محسوس کرتا ہے۔ جسمانی صحت کو بحال رکھنے کیلئے طبیب صبح کی سیر پر زور اسی لئے دیتے ہیں کہ باغ میں آب و ہوا اور

---

[1] (الطبرانی: المعجم الکبیر، معاذ بن جبل الأنصاری، رقم الحدیث: ۱۸۲، جلد ۲۰ ص ۹۳، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ) (البیھقی: شعب الایمان، محبۃ اللہ عزوجل، فصل: فی إدامۃ ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۵۰۹، ۵۱۰، جلد ۲ ص ۵۵، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (ابن السنی: عمل الیوم واللیلۃ، باب: حفظ اللسان واشتغالہ بذکر اللہ تعالیٰ، ص ۶، مطبوعہ دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ، بیروت) (ابن کثیر: جامع المسانید والسنن، معاذ بن جبل الانصاری رضی اللہ عنہ، جبیر بن نفیر عنہ، رقم الحدیث: ۹۵۲۴، جلد ۷ ص ۴۶۲، مطبوعہ دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الاذکار، باب: فضل ذکر اللہ تعالیٰ والاکثار منہ، رقم الحدیث: ۱۶۷۴۶، جلد ۱۰ ص ۷۳، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

آکسیجن کچھ جدا انداز میں کثیر ملتی ہے جس سے انسانی صحت بہترین رہتی ہے۔اسی طرح روحانی سکون و راحت اور روح کی ترقی کیلئے روحانی صحت کو برقرار رکھنے کیلئے کائنات کے طبیبِ اعظم ،محسنِ انسانیت،حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی امت پر انعام و اکرام کی مسلسل بارش نازل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا قَالُوا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ ؟قَالَ : حِلَقُ الذِّكْرِ [1]

"جب تم جنت کے باغات میں سے گزرو تو (ان میں سے) خوب کھایا کرو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جنت کے باغات کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ذکرِ الٰہی کے حلقہ جات۔"

---

[1] (الترمذی: جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب: حدیث فی اسماء الحسنیٰ مع ذکرھا تماما، رقم الحدیث: ۳۵۱۰، ص ۱۰۴۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالک رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۲۵۲۳، جلد ۱۹، ص ۴۹۸، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (البزار: مسند البزار، مسند أبي حمزة أنس بن مالک، رقم الحدیث: ۶۵۰۰، ۶۹۰۸، جلد ۱۳ ص ۱۰۳ ص ۱۱۹، مطبوعہ مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة) (أبي یعلی: مسند أبي یعلیٰ الموصلی، مسند أنس بن مالک، ثابت البنانی عن أنس، رقم الحدیث: ۳۴۳۲، جلد ۶، ص ۱۵۵، مطبوعہ دار المامون للتراث، دمشق (الطبرانی: کتاب الدعاء، باب: فضل مجالس الذکر، رقم الحدیث: ۱۸۹۰، ص ۵۲۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان) (البیھقی: شعب الایمان، محبة اللہ عزوجل، فصل: فی إدامة ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۵۲۶، جلد ۲، ص ۶۶، مطبوعہ مکتبة الرشد، الریاض)

اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حلقۂ ذکر جہاں ہوتا ہے وہ جگہ جنت کے باغات کا درجہ رکھتی ہے اس دنیائے فانی میں اگر کوئی جنت کے باغ کی سیر کرنا چاہے تو وہ کسی ایسے ولی اللہ کا دراور گھر تلاش کرے جہاں پروانے دیوانے جمع ہو کر حلقۂ ذکر قائم کرتے ہیں اور ذکر کی اس لذت کو حاصل کرتے ہیں جو کسی اور چیز میں اللہ پاک نے رکھی ہی نہیں ہے۔

خانقاہی نظام جہاں "اللہ ھو" کی ضربین لگانے والے ہر لمحہ ذکر الٰہی کی کیفیت سے آشنا لوگ مجلس ذکر سجاتے ہیں اور آنے والے کو اسی جام ذکر کو پینے کی دعوتِ عام ملتی ہے،ہم لوگ ان باغاتِ جنت سے اپنا ناطہ مضبوط نہ رکھتے ہوئے دیگر اختلافات اور خرافات میں کھو کر حقیقی نفع سے محروم ہوتے نظر آ رہے ہیں۔

ایک حدیث پاک ملاحظہ کیجئے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی مکرم، شفیع معظم ،نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا غَنِيْمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ؟

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجالس ذکر کی غنیمت (یعنی نفع) کیا ہے؟۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

غَنِيمَةُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ الْجَنَّةُ الْجَنَّةُ [1]

”مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے جنت ہے۔“

اللہ رب العلمین ہمیں ہر طرح کی بُری مجلس سے بچ کر اللہ والوں کی صحبت اور مجلس ذکر میں بیٹھنے کی سعادت نصیب کرے۔ آمین

مجالس ذکر میں فرشتوں کی آمد:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے جب اللہ کا ذکر کرنے کیلئے مجتمع ہوتے ہیں تو اس مجلسِ ذکر میں جہاں انوار وتجلیات کی بارش ہوتی ہے اور بندہ خالی جھولی رحمتوں سے مالا مال کرتا ہے وہاں مجلس ذکر میں فرشتوں کی کثیر تعداد بھی شرکت کرتی

---

[1] (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ٦٦٥١، ٦٧٧٧، جلد ١١ ص ٢٣٢ ص ٣٩١، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، عبداللہ بن عمرو، أبو عبدالرحمن الحبلی عن عبداللہ بن عمرو، رقم الحدیث: ٣٦، جلد ١٣ ص ٢١، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاهرة) (الطبرانی: مسند الشامیین، ما انتهى إلينا من مسند خالد بن حميد المهری، رقم الحدیث: ١٣٢٥، جلد ٢ ص ٢٧٣، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الهيثمی: غاية المقصد فی زوائد المسند، کتاب الأذکار، باب: فی مجالس الذکر، رقم الحدیث: ٤٥٧٤، جلد ٤ ص ٢٨٢، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن حجر العسقلانی: إتحاف المهرة، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص ابن وائل السهمی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن یزید أبو عبدالرحمن الحبلی عن عبداللہ بن عمرو، رقم الحدیث: ١١٩٦٤، جلد ٩ ص ٥٧٢، مطبوعہ مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشریف، بالمدینۃ)

ہے۔ اندازہ کریں اس مجلس پاک کا جس میں خدا کی نوری مخلوق بھی شامل ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً ، فُضُلاً يَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيْهِ ذِكْرٌ قَعَدُوا مَعَهُمْ ، وَحَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِأَجْنِحَتِهِمْ ، حَتّٰى يَمْلَئُوا مَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ السَّمَاءِ الدُّنْيَا [1]

”اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جن کی باقاعدہ ذمہ داری یہی ہے کہ وہ صرف مجالسِ ذکر کی تلاش میں رہتے ہیں اور مجالسِ ذکر میں شامل ہوجاتے ہیں پس جب وہ کسی مجلس ذکر کے پاس سے گزرتے ہیں تو اس مجلس میں اتنی کثرت سے شرکت کرتے ہیں کہ تہہ در تہہ عرش تک پہنچ جاتے ہیں“

---

[1] (المسلم : صحیح المسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: فضل مجالس الذکر، رقم الحدیث: ۶۸۳۹ (۲۶۸۹)، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۸۹۷۲، جلد ۱۴، ص ۵۲۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (البغوی: شرح السنۃ، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل ومجالس الذکر، رقم الحدیث: ۱۲۴۱، جلد ۵، ص ۱۱، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

قیامت کے دن پرنور چہرے والے:

قیامت کا دن حساب کا دن ہے میزان قائم ہوگا ، اعمال تولے جائیں گے، ایام زندگی کی ایک ایک ساعت کا حساب ہوگا، جلال خداوندی عروج پر ہوگا۔نفسانفسی کی کیفیت ہوگی، دوست دشمن ہوں گے، اپنے پرائے ہوں گے۔

دوستو! مسلمان بھائیو! ہم اپنے اندر جھانکیں تو ہم اس قابل نہیں کہ ہم بارگاہ رب العلمین میں پیش ہوسکیں۔ ہمارے شب وروز، ہمارے، خیالات، ہماری زندگی کا کوئی بھی تو ایسا عمل نہیں جو مالک کی شان کے مطابق ہو۔ ذرا سوچئے کہ کس منہ سے حشر کے میدان میں حاضر ہوں گے اور اگر سوچ لیا ہے تو آج ہی پچھلے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے رب سے ذکر و درود شریف کی توفیق طلب کر لیجئے۔ رب کریم تو ذاکر کو اس جہاں میں بھی اور اس جہاں میں عزت اور سرخروئی عطا فرمائے گا اور ذاکر قیامت کے دن بھی قابل رشک ہوں گے۔

حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ نے ارشاد فرمایا:

لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ أَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ ، عَلَى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ ، يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوا بِأَنْبِيَاء وَلَا شُهَدَاءَ

"قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہرے پرنور ہوں گے۔وہ موتیوں کے منبروں پر(بیٹھے)ہوں گے۔لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے نہ تو وہ انبیاء ہوں گے اور نہ ہی شہداء۔"

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَجَثَا اَعْرَابِیٌّ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ فَقَالَ: یَارَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، حَلِّهِمْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ

"ایک اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمارے سامنے ان کا حلیہ بیان فرمائیں تا کہ ہم انہیں جان لیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هُمُ الْمُتَحَابُّونَ فِي اللّٰهِ، مِنْ قَبَائِلِ شَتّٰى، يَجْتَمِعُونَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُونَهُ

"یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اکٹھے ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔"

---

[1] (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأذکار، باب: ماجاء فی مجالس الذکر، رقم الحدیث: ۱۶۷۷۰، جلد ۱۰ ص ۷۷، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ) (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الاذکار، من قسم الاقوال، الباب الاول: فی الذکر وفضیلۃ، رقم الحدیث: ۱۸۸۹، جلد ۱ ص ۲۲۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور) (المنذری: الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب الذکر والدعاء، الترغیب فی الاکثار من ذکر اللہ سرا وجھرا، رقم الحدیث: ۲۳۲۷، جلد ۲ ص ۲۶۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

اہلِ ذکر کی صحبت بخشش کا ذریعہ:

اس جہاں کے اندر ہر طرح کے لوگ موجود ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو صرف مال و زر میں مبتلا ہیں جنہیں فکرِ آخرت نصیب نہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کی ساری زندگی دن رات چلنا پھرنا کھانا پینا بولنا سونا جاگنا سب اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہے۔

جن کے کردار میں گفتار میں، رفتار میں ہر ہر ادا میں ادائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ وہ اطاعت الٰہی اور اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ساری زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان عظیم لوگوں کو عرف عام میں اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔ یہ خدا کے دوست ذکر کرتے کرتے قربِ الٰہی کی منزل پر فائز ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ ان اللہ کے ولیوں سے محبت کرتے ہیں اللہ کریم ان لوگوں سے محبت کرتا ہے اور جو لوگ ان اہل ذکر کی صحبت میں بیٹھتے ہیں ان کی مجلس اختیار کرتے ہیں اللہ پاک اپنے فضل سے ان سب لوگوں کی بخشش فرما دیتے ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث پاک ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ تَنَادَوا: هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ

"اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو راستوں میں پھرتے ہیں اور

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں جب وہ ایسے لوگوں کو پاتے ہیں تو نداء دیتے ہیں کہ ادھر اپنی حاجت کی طرف دوڑ آؤ۔"

ارشاد فرمایا:

فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا

"پھر وہ آسمانِ دنیا تک اس پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہوجاتے ہیں۔"

پھر (جب بارگاہِ الٰہی میں واپس لوٹتے ہیں تو) ان سے ان کا رب پوچھتا ہے حالانکہ وہ بہتر جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ:

يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ

"وہ تیری پاکیزگی، بڑائی، تعریف اور بزرگی بیان کرتے ہیں"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هَلْ رَاَوْنِي؟

"کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟"

وہ عرض کرتے ہیں:

لَا وَاللّٰهِ مَارَاَوكَ؟

"خدا کی قسم! تجھے تو انہوں نے نہیں دیکھا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے:

وَكَيْفَ لَوْ رَاَوْنِي؟

"اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کی کیا حالت ہو"؟

وہ عرض کرتے ہیں:

لَوْ رَاَوكَ كَانُوا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَاَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا وَتَحْمِيْدًا وَاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا

"اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت زیادہ عبادت کریں، تیری بہت زیادہ بزرگی بیان کریں، اور تیری بہت زیادہ تسبیح کریں۔"

پھر اللہ فرماتا ہے:

"وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں"

وہ عرض کرتے ہیں:

يَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ

"وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں"

اللہ فرماتا ہے:

کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟

وہ عرض کرتے ہیں:

اے اللہ تیری قسم! انہوں نے اسے دیکھا تو نہیں ہے۔

اللہ فرماتا ہے:

اگر اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہوگا:

لَو اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً

"وہ عرض کرتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیں تو اس کی بہت زیادہ حرص

بہت زیادہ طلب اور بہت زیادہ رغبت رکھنے والے ہو جائیں۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟"

وہ عرض کرتے ہیں:

مِنَ النَّار، دوزخ سے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ وہ یعنی فرشتے عرض کرتے ہیں اللہ کی قسم اسے دیکھا تو نہیں ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اگر اسے دیکھ لیں تو کیا حال ہو؟

فرشتے عرض کرتے ہیں:

لَوْرَاَوْهَاكَانُوااَشَدَّمِنْهَافِرَارًاوَاَشَدَّلَهَامَخَافَةً

"اگر اسے دیکھ لیں تو ان کا اس سے بھاگنا اور ڈرنا بہت زیادہ بڑھ جائے۔"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَاَشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْغَفَرْتُ لَهُمْ

"فرشتو! گواہ رہنا میں نے انہیں بخش دیا۔"

ایک فرشتہ عرض کرتا ہے:

فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَاجَاءَ الْحَاجَةِ

"ان میں فلاں ایسا بھی تھا جو (ذکر کیلئے نہیں بلکہ) اپنی حاجت کیلئے آیا تھا۔"

اللہ فرماتا ہے:

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ [1]

”وہ (یعنی میرے اولیاء اللہ) ایسے ہم نشین ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت اور محروم نہیں ہوتا۔“

برادرانِ اسلام! غور کیجئے اللہ پاک کی رحمت خاصہ ان لوگوں پر جن کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے کس قدر برستی ہے کہ جو ان کی مجلس ذکر میں ان کی صحبت میں بیٹھ جائے۔ اسے بھی بخشش کا پروانہ نصیب ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اپنے مقبول بندوں کی محبت، عقیدت، نقش قدم اور ہر دم ذکر اور لذتِ ذکر سے آشنائی عطا فرما کے اپنے فضل و کرم سے بخش دے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب: فضل ذکر اللہ عزوجل، رقم الحدیث: ۶۴۰۸، ص ۱۱۱۲ ص ۱۱۱۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: فضل مجالس الذکر، رقم الحدیث: ۶۸۳۹ (۲۶۸۹)، ص ۱۱۷۰، ص ۱۱۷۱، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن حبان: صحیح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب: الاذکار، ذکر البیان بأن من جالس الذاکرین اللہ یسعدہ اللہ بمجالستہ إیاھم، رقم الحدیث: ۸۵۷، جلد ۳ ص ۱۳۹، ۱۴۰، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: کتاب الدعاء، باب: فضل مجالس الذکر، رقم الحدیث: ۱۸۹۵ ، ص ۵۳۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

فیضِ مجدّد

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
شیخ احمد فاروقی
سرہندی قدس سرہ العزیز

تحریر
حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

اے حبیبِ کردگار اپنا بنا
ہو گیا ہوں دلفگار اپنا بنا
جان و دل تاریک ہیں عصیاں کثیر
اے کریم و غمگسار اپنا بنا
قرب کی لذت سے کیوں محروم ہیں
جان و دل ہیں اشکبار اپنا بنا
کٹ گئے دن زندگی کے لہو میں
روح کی سن لے پکار اپنا بنا
غیر کے قبضہ سے دل آزاد کر
اے دلوں کے تاجدار اپنا بنا
اپنی چاہت جستجو اور آرزو
اے بہارِ حسن یار اپنا بنا
معتکف ہوں شاہ کی دہلیز پر
جان و دل تجھ پر نثار اپنا بنا
کچھ نہیں صدیقی نسبت کے بغیر
بس یہی دارالقرار اپنا بنا
(کلام: حضرت محمد علاؤالدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ)

﴿لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ﴾

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَ سَلِّم

عرض مرتب

قارئین گرامی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ رب العالمین نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے انبیاء ومرسلین مبعوث فرمائے اور سب سے آخر میں ہمارے پیارے نبی سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قاسم جنت وکوثر، مصطفی جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور ختم نبوت کا تاج عطا فرمایا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا [1]

"محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔"

سلسلۂ نبوت ختم ہونے کے بعد ہدایت کی ذمہ داری حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے سپرد کر دی گئی۔ اور اس اعلیٰ منصب کے لئے امت سے افراد چن لئے گئے۔ چننے کے بعد انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست قرار دیا، ولی اللہ کہا۔

---

[1] (پارہ:٢٢، سورۃ الاحزاب، آیت:٤٠)

اور پھر انہیں وہ کام سونپ دیئے گئے جو نبوت والے تھے۔یعنی بندوں کی ظاہری اور باطنی اصلاح،تزکیہ نفس،معرفت الٰہی کا نور تقسیم کرنا اولیائے کرام کے سپرد ٹھہرا۔

دوستو! اللہ تعالی تک رسائی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رسائی اولیا اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے ذریعہ سے ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ اطہر سے بغیر واسطے کے نور ہدایت حاصل کیا۔تابعین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور ہمارے لئے اولیا اللہ رحمۃ اللہ علیہم کے سینے وہ شفاف آئینے ہیں کہ جن سے نور تقسیم ہو کر سارے عالم کو منور کر رہا ہے۔

اس کائنات میں اللہ کریم نے بے شمار افراد کو منصب ولایت پر فائز فرمایا۔مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام اولیاء کرام کا مرتبہ ولایت ایک جیسا نہیں ۔اکثر ولی وہ ہوئے جو کسی کامل مرشد کے دامن سے وابستہ ہوئے اور عشق حقیقی کے جام پی کر اولیاء اللہ میں شامل ہوئے اور کچھ افراد ایسے بھی ہوئے جو مادر زاد ولی تھے۔جن کو اللہ رب العالمین نے اپنے حریم قدرت میں بنا سنوار کے اور دست قدرت سے خوب نکھار کے اور عظیم مشن دے کر اس کائنات میں مبعوث فرماتا ہے۔ یہ اولیا اوصاف نبوت سے متصف ہو کر نبوت والے کام سرانجام دیتے ہیں۔ان اولیاء ربانیین میں ایک عظیم ہستی امام ربانی، عارف حقانی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔آپ کو اللہ رب العالمین نے ایک عظیم مشن دے کر کائنات میں مبعوث فرمایا تھا اس لیے آپ کے متعلق سرور کائنات فخر موجودات حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں پیش گوئی فرمائی:

يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ صِلَةٌ يَدْخُلُ بِشَفَاعَتِهِ الْجَنَّةَ كَذَا وَكَذَا [1]

یہ حدیث مبارکہ ایک برگزیدہ ولی جن کو اپنی زندگی میں بیداری کے عالم میں سر کی آنکھوں سے ۷۲ مرتبہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال با کمال نصیب ہوا۔ وہ ہستی حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے شیخ عطیہ الابناسی، شیخ صالح قاسم المغربی اور قاضی زکریا الشافعی نے بیان کیا کہ انہوں نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ:

---

[1] (ابن سعد: الطبقات الکبری، الطبقۃ الاولی من الفقہاء والمحدثین والتابعین من اھل البصرۃ من اصحاب عمر بن الخطاب، رقم الترجمۃ: ۳۰۲۲، صلۃ بن اشیم العدوی، جلد ۷ ص ۹۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن الاثیر الجزری: اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، حرف الصاد، باب الصاد واللام، رقم الترجمۃ: ۲۵۳۳، صلۃ بن اشیم، جلد ۳ ص ۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان (ابن حجر العسقلانی: الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، رقم الترجمۃ: ۴۱۵۲، صلۃ بن اشیم، جلد ۳ ص ۳۷۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (الفسوی: المعرفۃ والتاریخ، تتمۃ الطبقۃ الثالثۃ، صلۃ بن اشیم، جلد ۲ ص ۷۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت) (ابن المبارک: الزھد والرقائق، باب: ماجاء فی ذکر عامر بن عبد قیس، صلۃ بن اشیم رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث: ۸۶۴، ص ۲۹۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان) (ابونعیم الاصبھانی: حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، رقم الترجمۃ: صلۃ بن اشیم العدوی، جلد ۲ ص ۲۴۱، مطبوعہ، مصر) (الذھبی: سیر أعلام النبلاء، رقم الترجمۃ: ۳۳۵، صلۃ بن أشیم، جلد ۴ ص ۴۷۷، مطبوعہ دار الحدیث، القاھرۃ)

رایت رسول اللهﷺ، فی الیقظة بضعًا و سبعین مرة
”میں نے بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کچھ اوپر ستر بار زیارت کی ہے۔“

ان میں سے ایک مرتبہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی:

هل انا من اهل الجنة یا رسول الله ؟ فقال نعم
” یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کیا میں اہل جنت میں سے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:” ہاں“

میں نے عرض کیا:

من غیر عذاب یسبق ،فقال :لك ذلك[1]
” حضور! کوئی عذاب دیئے بغیر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:” تیرے لیے یہی ہے (یعنی تم بغیر حساب بغیر عذاب دیئے جنت میں جاؤ گے)۔“

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جمع الجوامع 2 میں یہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] (الشعرانی: الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر، المبحث الثانی والعشر ون: فی بیان انہ تعالی مرئی للمؤمنین فی الدنیا بالقلوب وفی الآخرۃ لھم بالابصار بلا کیف فی الدنیا والاخرۃ ای: بعد دخول الجنۃ وقبلہ، جلد۱ ص ۲۳۸، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور)

[2] (السیوطی: جمع الجوامع ،القسم الاول ،الاقوال، حرف الیاء، رقم الحدیث: ۱٤۰۷ / ۲۸۲۳٤، جلد ۱۳، ص ۳۳۱، مطبوعہ المکتبۃ الشاملۃ)

"میری امت میں ایک شخص ایسا ہوگا جس کو" صلہ" کہا جائے گا اور اس کی شفاعت سے میری امت کے لا تعداد لوگ بخشے جائیں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔"

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک جتنے محدث، عالم، امام آئے وہ اس حدیث کو نقل کر کے یہی کہتے رہے، کوئی ہوگا وہ خدا کا مقرب بندہ جس کے متعلق مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خوشخبری عطا فرمائی اس حقیقت کا اس وقت پتہ چلا جب" سرہند" کی مسجد مردان خدا میں جمعۃ المبارک کے اجتماع میں ہزاروں اولیاء، علماء صلحا کی موجودگی میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے تحدیث نعمت کے طور پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَ مُصلِحاً بَیْنَ الْفِئَتَینِ [1]

"اس خدا کی حمد ہے جس نے مجھے دو سمندروں کو ملانے والا (صلہ) بنایا اور دو گروہوں میں صلح کروانے والا بنایا۔"

دو سمندروں سے مراد شریعت و طریقت ہے اور دو گروہوں سے مراد علماء اور صوفیاء ہیں۔ اس وقت محدثین اور علماء کو خبر ہوگئی کہ حدیث نبوی میں" صلہ" جس شخص کو کہا گیا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب: ٦، جلد ٢، ص ٢٣، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس امت کے وہ جلیل القدر ولی کامل مجدد برحق ہیں، جن کو اللہ نے مسلمانوں کی نجات وہدایت کے لئے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل وارث بنا کر ہندوستان میں مبعوث کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ومرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے پیر ومرشد حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اے باقی باللہ! مجھے اللہ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ تم ہندوستان جاؤ وہاں تمہارے حلقہ ارادت میں ایک ایسا وجود مسعود آئے گا۔ جس کی وجہ سے چہار دانگ عالم توحید کا سورج چمکے گا۔ اور اس کے نور سے ساری کائنات درخشاں تاباں ہوگی۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر ومرشد کے حکم پر ہندوستان میں دہلی آ کر قیام کیا۔ [1]

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو خبر ہوئی کہ دہلی میں ایک کامل ولی اللہ تشریف لائے ہیں، تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیارت کے لئے گئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

"جب خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے مراجعت پر ہمارا گزر آپ (یعنی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ) کے وطن سرہند سے ہوا تو ہم نے واقعے میں دیکھا کہ

[1] (ہاشم کشمی: زُبدۃ المقامات، مقصد دوم، فصل سوم در بیان وصول حضرت ایشان بشرف صحبت، ص ۱٤۰ ص ۱٤۱، مطبوعۃ المکتبۃ ایشیق استانبول) (بدر الدین سرہندی: حضرات القدس (مترجم)، حضرت سوم قبل از ظہور درجات وحالات کا ذکر بزبان اولیاء اللہ، جلد ۲ ص ۳۹ ص ٤۰، مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ، لاہور)

ہم سے کہا جا رہا ہے کہ تم ایک قطب کے قریب ٹھہرے ہو۔ پھر اس قطب کا حلیہ بھی بیان کیا گیا۔ صبح کو ہم نے شہر کے مشائخ اور گوشہ نشین صُلحاء کی تلاش کی ،ان میں سے کوئی بھی اس حلیہ کے مطابق نہ تھا،اور کسی میں قطبیت کی علامت اور آثار دکھائی نہ دیئے۔ ہم نے دل میں کہا کہ شاید اس شہر میں وہ شخص بعد میں ظاہر ہوگا۔لیکن پھر اسی روز جب آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ کا حُلیہ بالکل اسی حُلیے کے مطابق اور اُس قطبیت کی علامت آپ میں دیکھی" [1]

جب حضرتِ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرتِ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جب ہم آپ کے شہر میں ٹھہرے تو واقعے میں دیکھا کہ ایک مشعل آسمان تک روشن ہے اور اس سے تمام عالم ،مشرق سے مغرب تک روشن ہوگیا ہے۔اور اُس کی روشنی کی ساعت بساعت بڑھتی جا رہی ہے اور لوگ اس مشعل سے بہت سے چراغ روشن کئے ہوئے ہیں مجھے اس واقعے سے بھی آپ ہی کے متعلق اشارہ اور بشارت ملتی ہے" [2]

---

[1] (بدرالدین سرہندی: حضرات القدس (مترجم)،حضرت سوم قبل ازظہور درجات وحالات کا ذکر بزبان اولیاء اللہ،جلد ۲ ص. ٤ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ،لاہور)

[2] (بدرالدین سرہندی: حضرات القدس (مترجم)،حضرت سوم قبل ازظہور درجات وحالات کا ذکر بزبان اولیاء اللہ،جلد ۲ ص. ٤ مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ،لاہور)

یہ مرتبہ اور مقام مرشد کی نگاہ میں تھا، اللہ اکبر یہ سعادت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف سلسلہ نقشبندیہ، بلکہ تمام سلاسل میں تجدید و اصلاح فرمائی۔ جس انداز سے تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے وہ تاریخ کی معتبر کتابوں اور خود آپ کے مکتوبات شریفہ سے روشن ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف سلاسل میں اجازت وخلافت تھی۔ لیکن سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ آپ ہی کے دم سے اس سلسلے کو پاک وہند اور دیگر عالم اسلام میں فروغ حاصل ہوا۔

اکبری دور میں بے دینی عروج کو پہنچی اور شعائر اسلام کو مٹایا جانے لگا تھا۔ اسلام کے برعکس مختلف مذاہب کے چند اصول مرتب کر کے دین الٰہی کا نام دے دیا گیا اور اکبر کو امام اُمت بنا کر سجدہ جائز قرار دے دیا گیا تھا۔ بہت ساری بدعات رواج پا چکی تھیں، کفر وشرک کا دور تھا۔ اس نازک دور میں جب کہ حکومت، علمائے سو اس ساری خرابی کے علم بردار بنے ہوئے تھے۔ عہد اکبری پورے شباب پر تھا۔ اکبر بادشاہ دنیا پر ہی قابض نہ تھا بلکہ علماء ومشائخ سے دین غصب کر کے ان کو بھی اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔

دربار اکبری میں بادشاہی عبادت خانہ بنایا گیا جس میں ہر مذہب کے لوگ شامل ہوتے۔ بادشاہ اکبر کو سجدہ کرنا فرض عین قرار دیا۔ اکبر کو دیکھنا ہی کعبہ کو دیکھنا کہا گیا، آفتاب پرستی شروع ہوگئی، اسلامی عبادات سے مکمل منع کر دیا گیا، حج کے لئے جانا غیر قانونی قرار دیا گیا، مساجد کو اصطبل میں تبدیل کر

دیا گیا، داڑھی منڈوانا جائز قرار دیا گیا، سور اور چیتے کا گوشت حلال قرار دیا گیا، گائے ذبح کرنے پر نیک لوگ شہید کئے گئے۔ کہا جانے لگا فرعون ایمان کے ساتھ گیا۔ شراب حلال قرار دے دی گئی، غسلِ جنابت منسوخ کر دیا گیا اور اسے غیر ضروری قرار دے دیا گیا، اکبر نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی انکار کر دیا تھا۔ اذان پر پابندی لگا دی گئی، قرآن کو مخلوق قرار دیا گیا۔ ہندوؤں کی رسومات کی پابندی شروع ہو گئی۔

عربی خطبہ عیب اور بادشاہ کے نام خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سود اور جوا حلال ٹھہرا۔ خلیفۃ اللہ کہلایا، خدائی دعویٰ بھی کیا، عورتوں کے بے پردہ باہر آنے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ قرآنی تعلیمات کو پامال کرنا فرض عین سمجھتا تھا۔ فسق و فجور عام ہو گیا تھا، دین الٰہی کے اجراء کے ساتھ ہی کلمہ طیبہ کی بجائے اکبری کلمہ جاری کیا گیا۔

اکبر کی بدعات ایک دو ہوں تو ذکر کیا جائے اس نے تو ابتدائے زندگی سے آخر زندگی تک سارے قوانین اُلٹ پلٹ کر کے رکھ دیئے تھے۔ خود حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی اپنے مکتوبات میں اس دور ابتلا کی جو تصویر کھینچتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

غُربت اسلام تا بحدی رسیده است که کفار برملا طعن اسلام و ذمِّ مسلمانان مینمایند و بی تحاشی اجزا ءاحکامِ کُفر و مدّاحِی اہل آن در کوچه ،وبازار می کنندو مسلمانان از اجزائے

احکام اسلام ممنوع اندو دراتیانِ شرائع مذموم ومطعون ❶

"اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں اور ہر کوچہ و بازار میں نڈر ہوکر کفر کے احکام جاری کرتے ہیں اور اہل کفر کی تعریف کرتے ہیں اور مسلمانانِ اسلام کے احکام جاری کرنے سے رکے ہوئے ہیں اور شرائع کے بجالانے میں مذموم اور مطعون ہیں"

چھپائے رخ کو پری دیو ناز کرے
حواس وہوش یہ سن کر میرے بجانہ رہے

رسومات کے بارے میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پس مسلمانانے کہ باوجودِ ایمان رُسومِ اہل کفر مینمایند و تعظیم ایّام ایشان ❷

"مسلمان باوجود ایمان کے اہل کفر کی رسموں کو بجالاتے ہیں اور ان کے ایّام کی تعظیم کرتے ہیں"

---

❶ (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی (فارسی)، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب ٦٥ جلد ١ ص ٤٥، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

❷ (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی (فارسی)، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ٢٦٦ جلد ١ ص ١٢٦، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

اسلام اور مسلمانوں پر جو کچھ اکبری دور میں گزری تھی اس کے تصور ہی سے ایک صاحب دل انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس تیرہ وتار دور میں اصلاح احوال کے لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو منتخب فرمایا۔

دین اکبری:

اکبر بادشاہ نے جب دین الٰہی کا اعلان کیا تو اس وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک سترہ سال تھی ۔ اپنے ظاہری و باطنی علوم کے حصول میں مصروف رہنے کی وجہ سے فوراً دین اکبری کے خلاف آواز نہ اٹھا سکے اور تیاری میں مصروف رہے ۔ چنانچہ اکبر کی وفات کے بعد جب جہانگیر تخت پر بیٹھا اور حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے پوری شدت کے ساتھ دین اکبری کے خلاف آواز بلند کی اور بادشاہ جہانگیر سمیت تمام مسلمانوں کی اصلاح کی کوشش کی ۔قلعہ گوالیار میں آواز حق بلند کرنے کی وجہ سے جب قید ہوئے ، رشد وہدایت کا سلسلہ وہاں بھی جاری رہا۔آخر کار قید سے رہائی ہوئی اس طرح کہ بادشاہ جہانگیر نے خواب دیکھا۔کہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلی دانتوں میں دبا کے فرما رہے ہیں کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کر دیا۔اس خواب کے بعد حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو رہا کر دیا۔اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے رہائی کا سن کر فرمایا: جب تک بادشاہ ہماری چند شرائط منظور نہیں کر لیتا ہمیں رہائی منظور نہیں ۔ جہانگیر نے تمام شرائط منظور کیں تو حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ نے رہا ہونا منظور کیا۔شرائط ملاحظہ فرمائیں۔

(1) سجدہ تعظیمی موقوف کیا جائے۔

(2) گائے کو ذبح کرنے کی آزادی ہو سر بازار گائے کا گوشت بیچنے پر کوئی پابندی نہ ہو۔

(3) بادشاہ اور مسلمان اراکین سلطنت دربار عام کے دروازے پر ایک ایک گائے اپنے ہاتھ سے ذبح کریں اور ان کا بھنا ہوا گوشت سب مل کر سر دربار کھائیں۔

(4) ملک میں جتنی مساجد شہید کی گئی ہیں ان کو دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

(5) دربار عام کے قریب ایک مسجد تعمیر کی جائے جس میں بادشاہ اور ارکان دولت نماز ادا کریں۔

(6) ہر شہر اور قصبے میں دینی تعلیم وتدریس کے مدارس قائم کئے جائیں۔

(7) ہر شہر میں محتسب، مفتی اور قاضی مقرر کئے جائیں۔

(8) کفار پر جزیہ لگایا جائے۔

(9) جتنے خلاف شرع قوانین رائج ہیں انہیں منسوخ کیا جائے۔

(10) جاہلیت کی تمام رسمیں مٹادی جائیں۔

جہانگیر نے ان تمام شرائط کو دل وجان سے قبول کرلیا اور احکامات جاری کردیئے۔ 1 دربار عام کے باہر ایک عالیشان مسجد تعمیر کی گئی۔ جہاں بادشاہ سمیت اراکین سلطنت نماز ادا کیا کرتے تھے۔ غرضیکہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کے فیضان سے دین الٰہی (اکبری دین) کا گلہ اپنے ہاتھوں سے گھونٹ دیا۔

---

1 (سعید احمد مجددی: سرمایہ ملت کا نگہبان، ص ۵۲، مطبوعہ تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، گوجرانوالہ)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجددانہ اور مجاہدانہ زندگی کے سبب یہ ممکن ہوا۔

اللہ نے حضرت مجدد کو دین اسلام کو بہار بخشنے کیلئے بھیجا اور آپ نے کلمہ حق بلند کیا شریعت وطریقت کے فیض کو تقسیم کیا اور بے شمار بدعتی ، کافر اور مشرک لوگوں نے اسلام قبول کیا، اور نہ صرف اسلام ہی قبول کیا بلکہ اسلام پر اس قدر عقیدت سے عمل کیا کہ وہ بھی بزرگان دین میں شامل ہوئے اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا یہ بات اظہر من الشّمس ہے آج جو اسلام کے پیروکار وہ محض بزرگان دین کی محنت اور فیضان کا ثمر ہے۔

عظیم مذہبی سکالر حضرت قبلہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "سیرتِ مجدد الف ثانی" کی تقدیم میں حضرت الحاج محمد ہاشم جان مجددی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

> "آج مساجد میں اذانیں دی جارہی ہیں اور مدارس سے قال اللہ تعالیٰ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دل نواز صدائیں بلند ہورہی ہیں اور خانقاہوں میں جو ذکر وفکر ہو رہا ہے ۔ اور قلب و روح کی گہرائیوں سے جو اللہ کو یاد کیا جاتا ہے یا لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی ضربیں لگائی جارہی ہیں۔ ان سب کی گردنوں پر حضرت مجدد کا بار منت ہے ۔ اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اس الحاد وارتداد کے اکبری دور میں اس کے خلاف جہاد نہ فرماتے اور وہ عظیم تجدید کا کارنامہ سرانجام نہ دیتے تو آج نہ مسجد میں اذانیں ہوتیں اور نہ ہی مدارس دینیہ میں قرآن وحدیث اور فقہ کا درس ہی ہوتا اور نہ خانقاہوں میں

سالکین وذاکرین اللہ کے روح افزا ذکر سے زمزمہ سنج ہوتے" [1]

قیوم زمانی، امام ربانی، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کو سب سے پہلے فاضل جلیل مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجدد الف ثانی" کے خطاب سے نوازا اور تمام علماء اکابرین ملت نے آپ کو مجدد الف ثانی تسلیم کیا اور ہر عہد میں ہر ایک نے اس خطاب سے آپ کو یاد فرمایا ہے اور آپ کے تجدیدی کارناموں اور عظمتوں کا اعتراف و احترام کیا ہے اور اس کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "ردّ روافض" کی شرح میں یوں لکھا ہے:

> "حضرت مجدد الف ثانی سے وہی شخص محبت رکھے گا جو مومن وتقوی شعار ہوگا اور ان سے وہی بغض رکھے گا جو بدبخت فاجر اور شقاوت شعار ہوگا" [2]

کئی سالوں سے برادر طریقت صوفی غلامِ رسول نقشبندی مجددی شرقپوری یومِ مجدد کی تقریب سعید میں مجھ ناچیز کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے حوالہ سے کچھ عرض کرنے کا حکم فرماتے ہیں لہذا چند اقتباسات حصولِ سعادت اور یارانِ طریقت کی بھلائی کی نیت سے درج کئے جا رہے ہیں۔ حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات ،تعلیمات پر عمل ہی آپ سے محبت کا بہترین طریقہ ہے۔

محتاج دعا: حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

---

[1] (مسعود احمد: سیرت مجدد الف ثانی، تقدیم، ص۔ ٤ مطبوعہ امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی)

[2] (ایضاً)

عقائد کی درستگی

عقائد کی درستگی تمام اعمال کی بنیاد ہے۔حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات شریف میں اس بات پر بہت زور دیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے گمراہ فرقوں کے عقائد ہرگز ہرگز اختیار نہ کرنا کیونکہ آخرت میں نجات صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر چلنے والوں کو نصیب ہوگی۔

اسی سلسلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:

1. بمقتضای آرائے صائبه اہل سنت وجماعت کے فرقه ناجیه اندو نجات بی اتباع این بزرگواران متصور نیست واگر سرمُو مخالفت است خطر درخطر است این سخن بکشفِ صحیح و الہام صریح نیز بیقین پیوسته است احتمالِ تخلف ندارد [1]

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی (فارسی)، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب: ۵۹ جلد ۱ ص ۳۳، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

"اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے مطابق رکھنا ضروری ہے، کیونکہ یہی فرقہ قیامت کے روز نجات پائے گا اور ان کے عقیدوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے۔ اگر ایک بال برابر بھی ان کے عقائد سے مخالفت واقع ہوگئی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات بالکل صحیح کشف اور روشن الہام کے ذریعہ بھی یقینا ثابت ہوچکی ہے اس میں غلطی کا امکان نہیں۔"

2. نخستینِ ضروریات بر ارباب تکلیف تصحیح عقائد است بر وفق آراء علماءِ اہل سنت و جماعت شکر اللّٰه سعیهم که نجاتِ اُخروی وابسته باِتباع آراء صواب نمائی این بزرگواران است و فرقه ناجیه ہم ایشان و اتباع ایشان اندو ایشا نند که بر طریق آن سرور و اصحاب آن سرداراند صلوات اللّٰه وتسلیماته علیه وعلیہم اجمعین وا ز علومیکه از کتاب و سنت مستفادند ہمان معتبراندکه این بزرگواران از کتاب و سنت اخذ کرده اند و فہمیده زیر ا که ہر مبتدع وضال عقائد فاسده خودرا بزعم فاسد خود از کتاب و سنت اخذ میکند پس ہر معنی از

معانیے مفہومہ ازینا معتبر نباشد[1]
"ہر عاقل و بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقائد کو علمائے اہل سنت و جماعت کے بیان کردہ عقیدوں کے مطابق و موافق کرے (اللہ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کیونکہ آخرت میں نجات انہی بزرگوں کے بیان کردہ عقیدوں کی پیروی میں ہے اس روز نجات صرف انہی بزرگوں کے پیروکاروں کو نصیب ہوگی۔ اور صرف اہل سنت و جماعت ہی وہ گروہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے طریقہ مستقیمہ پر قائم ہے۔ قرآن مجید اور حدیث مبارک سے اخذ کردہ صرف وہی مطالب اور علوم اور عقائد قابل اعتبار و اعتماد ہیں جو ان علمائے حق نے بیان کئے اور سمجھے ہیں کیونکہ ہر بدعقیدہ اور گمراہ شخص بھی اپنے عقائد فاسدہ قرآن مجید اور حدیث نبوی سے ہی ثابت کرتا ہے، لہذا ہر شخص کے بیان کردہ معنی لائق اعتبار نہیں ہو سکتے۔"

3. اگر عیاذ ا باللہ سبحانہ در مسئلہ از مسائل اعتقادیہ ضروریہ خلل رفت از دولتِ نجات اُخروی محروم است..... پس عمدہ کار تصحیح عقائد است از حضرتِ خواجۂ احرار قدس اللّٰہ تعالیٰ سرہ منقول است کہ میفرمودند کہ اگر

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی (فارسی)، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب: ۱۹۳ جلد ۱ ص ۸۰، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

تمام احوال و مواجید را بما بدہند و حقیقتِ مارا بعقائدِ اہلسنت و جماعت متحلی نسازند جز خرابی ہیچ نمیدانیم و اگر تمام خرابیہارا بر ما جمع کنند و حقیقتِ مارا بعقائدِ اہل سنت و جماعت بنوازند ہیچ باکے نداریم [1]

"اگر معاذ اللہ ایک بھی ضروری عقیدے میں خلل پڑ گیا تو نجات اُخروی کی دولت سے محروم ہو گیا..... پس سب سے اہم اور عمدہ کام عقیدے کی صحت اور درستی ہے۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہ سے منقول ہے کہ اگر صوفیاء کے وجد و حال کی تمام کیفیتیں ہم کو دے دی جائیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ زینت نہ بخشیں تو یہ بہت ہی خرابی ہوگی اور اگر تمام برائیاں ہم پر جمع کر دی جائیں لیکن ہماری حقیقت اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ مزین و آراستہ رہے تو کچھ غم نہیں"

4. فرضِ نخستین بر عُقلا تصحیح عقائد است بموجب آرائے صائبہ اہل سنت و جماعت شکر اللّٰہ تعالیٰ سعیهم که فرقه ناجیه اند

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی (فارسی)، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب: ۱۹۳ جلد ۱ ص ۸۱، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

"ہر ذی عقل پر سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے اعتقادات کے مطابق و موافق رکھے کیونکہ آخرت میں نجات پانے والا صرف یہی گروہ ہے"[1]

حمدِ خدا اور نعت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عَاجِزٌ عَنْ اَدَاءِ الْحَمْدِ الْمَقْصُوْدِ كَيْفَ وَقَدْ عَجَزَ عَنْ حَمْدِهٖ سُبْحَانَهٗ مَنْ هُوَ حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَحْتَه اٰدَمُ وَمَنْ هُوَ دُوْنَهٗ وَهُوَ اَفْضَلُ الْبَرَايَا وَ اَكْمَلُهُمْ ظُهُوْرًاوَّاَقْرَبُهُمْ مَنْزِلَةً وَّاَجْمَعُهُمْ كَمَالًا وَّاَشْمَلُهُمْ جَمَالًا وَّاَتَمُّهُمْ بَدْرًاوَّاَرْفَعُهُمْ قَدْرًا وَّاَعْظَمُهُم اُبَّهَةً وَّ شَرْفًا وَّ اَقْوَمَهُمْ دِيْنًا وَاَعْدَلُهُمْ مِلَّةً وَّاَكْرَمُهُمْ حَسَبًا وَّاَشْرَفُهُمْ نَسَبًاوَّاَعْرَضُهُمْ بَيْتًا لَوْلَاهُ لَمَا خَلَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْخَلْقَ وَلَمَا اَظْهَرَ الرُّبُوْبِيَّةَ وَكَانَ نَبِيًّا وَ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ وَاِذَا كَانَ يَومَ الْقِيٰمَةِ كَانَ هُوَ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب: ۲۶۶، جلد ۱ ص ۱۰۶ مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ الَّذِی قَالَ نَحْنُ الاٰخِرُوْنَ
وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَاِنِّی قَائِلٌ قَوْلًا غَیْرَ
فَخْرٍ وَاَنَا حَبِیْبُ اللّٰهِ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا فَخْرَ
وَ اَنَااَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًااِذَا بُعِثُوا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا
وَفَدُوا وَاَنَاخَطِیْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَامُسْتَشْفِعُهُمْ
اِذَا جُلِسُوا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَیِئَسُوْا الْکَرَامَةُ
وَالْمَفَاتِیْحُ یومَئِذ بِیَدِیْ.....صَلَوَاتُ اللهِ سُبْحَانَهُ
وَتَسْلِیْمَاتُهُ تَعَالیٰ وَتَحِیَّاتُهُ عَزَّشَانُهُ وَبَرَکَاتُهُ جَلَّ
بُرْهَانُهُ عَلَیْهِ وَعَلیٰ جَمِیْعِ اِخْوَانِهِ مِنَ االنَّبِیِّیْنَ
وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْمَلَائِکَةِ الْمُقَرَّبِیَنَ وَعَلٰی اَهْلِ
الطَّاعَةِ اَجْمَعِیْنَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا وَّتَحِیَّةً وَبَرَکَةً هُوَ
نَهَا اَهْلٌ وَّ هُمْ لَمَا اَهْلٌ کُلَّمَا ذَکَرَهُ الذّٰکِرُوْنَ وَکُلَّمَا
غَفَلَ عَنْ ذِکْرِهِ الْغَافِلُوْنَ۔ [1]

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب: ۱ جلد ۲ ص ٤، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور) (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی (فارسی)، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب: ۴۴ جلد ۱ ص ۱۰ ص ۱۱، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

"تمام مخلوقات حمد مقصود کے ادا کرنے سے عاجز ہیں۔ کیونکر نہ ہوں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کی حمد سے عاجز ہیں۔ جو قیامت کے دن لواءِ حمد کے اٹھانے والے ہیں۔ جس کے نیچے حضرت آدم اور تمام انبیاء ہوں گے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور میں مخلوقات میں سے افضل و اکمل اور مرتبہ ہی سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ حسن، جمال و کمال کے جامع ہیں۔ ان کا قدر سب سے بلند اور آپ کی شان و شرف سب سے عظیم۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین سب سے زیادہ مضبوط۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت سب سے زیادہ راست اور درست ہے حسب میں سب سے زیادہ کریم اور نسب میں سب سے زیادہ شریف۔ اور خاندان میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ۔ اگر اللہ تعالی کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو خلقت کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی اپنی ربوبیت کو ظاہر فرماتا۔ وہ نبی تھے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے یعنی پیدا نہ ہوئے تھے۔ قیامت کے دن آپ تمام نبیوں کے امام اور خطیب اور ان کی شفاعت کرنے والے ہونگے۔ انہوں نے اپنے حق میں یوں فرمایا: میں ہی اللہ تعالیٰ کا حبیب اور خاتم النبیین ہوں لیکن مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ جب قیامت کے دن لوگ قبروں سے نکلیں گے تو سب سے اول میں ہی نکلوں گا جب وہ گروہ در گروہ جائیں گے تو ان کا ہانکنے والا میں ہی ہوں گا۔ اور جب وہ خاموش کئے جائیں گے تو ان کی طرف سے خطیب اور کلام کرنے والا میں ہی ہوں گا اور جب وہ بند کئے جائیں گے تو ان کی شفاعت میں ہی کروں گا اور جب وہ رحمت و کرامت سے ناامید

ہونگے تو میں ہی ان کو خوش خبری دوں گا۔ اس دن تمام کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوگی۔ اللہ سبحانہ کی رحمتیں اور اس کی تسلیمات اور بلند ذات کے فیض کے تحفے اور برکتیں علیہ الصلاۃ والسلام پر اور آپ کے بھائیوں یعنی تمام انبیاء اور مرسلین اور تمام مقرب فرشتوں پر اور تمام اہل طاعت پر وہ صلوٰۃ وسلام اور وہ تحفے اور برکتیں جن کے آپ اہل ہیں اور جن کے وہ اہل ہیں، نازل ہوتے رہیں جب تک آپ کا ذکر کرنے والے آپ کے ذکر میں مشغول رہیں اور جب تک غفلت والے آپ کے ذکر سے غافل رہیں۔"

وسیلہ دو جہاں کی آبرو کا ہیں نبی سرور
پڑے خاک اس کے سر پر جو نہیں ہے خاک اس در پر
عوض گناہ کے پکڑا نہ جائے گا وہ کبھی
کہ جس کا رہنما پیشوا ہو ایسا نبی

عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

1۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی سب سے بہترین مخلوق ہیں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وبکشف صریح معلوم گشته است که خلقت آنسرور علیه وعلیٰ آله الصلوات والتسلیمات ناشی ازین امکان ست که بصفات اضافیه تعلق واردنه امکانیکه در سائر ممکناتِ عالم کائن ست و ہر چند بدقت نظر صحیفئه

ممکنات عالم را مطالعه نموده می آیده وجود
آنسرور آنجا مشہود نمیگر دد بلکه منشاء
خلقت و امکان او علیه وعلی آله الصلوٰة
والسلام وجودِ صفات اضافیه و امکان شان
محسوس میگر ددوچون وجود آن سرور علیه
وعلیٰ آله الصلوٰة والسلام ور عالم ممکنات
نباشد بلکه فوق این عالم باشدناچار اوراسایه
نبودو نیز در عالم شہادت سایه شخص از
شخص لطیف ترست و چون لطیف ترازوے
در عالم نباشد اور اسایه چه صورت دارو علیه
وعلیٰ آله الصلوٰات والتسلیمات [1]

"اور کشف صریح سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امکان
سے پیدا ہوئے ہیں جو حق تعالیٰ کی صفات اضافیہ سے تعلق رکھتا
ہے اس امکان سے پیدا نہیں ہوئے جو باقی کائنات عالم میں پایا
جاتا ہے اور کتنی ہی باریک نظر سے صحیفۂ ممکنات کا مطالعہ کیا جائے

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب: ۱۰۰ جلد ۲، ص ۷۵،
مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجودِ انور اس میں سے معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند و ارفع امکان سے پیدا ہوئے ہیں اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا۔ اور نیز اس عالم شہادت میں شے کا سایہ شے سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ لطیف چیز جہاں میں ہے ہی نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کے لئے سایہ کس طرح متصور ہوسکتا ہے"

2. حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں اور مطلوب بھی اس لئے آپ کی محبت کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے اور اطاعت کی بھی تاکید کی گئی ہے اس سلسلے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی دل لگتی بات فرمائی ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

محمد رسول اللّٰہ را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امروز چه دریا بندو عظمت و بزرگی ایشان رادرین نشاچه شناسد که محق با مبطل درین دار ابتلاء ممتزج است و حق باباطل مخلوط در روز قیامت بزرگی ایشان معلوم خواہد گشت که امام پیغمبران باشند و صاحبِ شفاعت ایشان و آدم و من دونه ہمه تحت لِواء ایشان بوند علیه وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین من الصلوات افضلها ومن

التسلیمات اکملها۔ [1]

"حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو اس دنیا میں کیا پا سکتے ہیں اور آپ کی عظمت و بزرگی کو اس جہاں میں کیا پہچان سکتے ہیں کیونکہ اس دور ابتلاء (دنیا) میں سچ، جھوٹ کے ساتھ اور حق، باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ لیکن قیامت کے دن آپ کی عظمت و بزرگی معلوم ہو جائے گی جب کہ آپ پیغمبروں کے امام ہوں گے اور ان کی شفاعت کرنے والے ہوں گے اور حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ تمام انبیاء والمرسلین من الصلوٰۃ افضلھا ومن التسلیمات اکملھا ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔"

نورانیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

1. حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

بایدد انست که خلق محمدی درنگ خلق سائر ِافراد انسانی نیست بلکه بخلق ہیچ فردے از افراد عالم مناسبت ندارد که او صلی اللّٰه علیه وآله وسلم باوجودنشاء عنصری از نو رِحق جلّ وعلا مخلوق گشته است کما قال علیه وعلی آله الصلاة والسلام خلقت من نور اللّٰه و دیگران

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب: ۷، جلد ۲ ص ۲۵، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

راین دولت میسر نشدہ است۔[1]
"جاننا چاہیے کہ حضور ﷺ کی پیدائش دوسرے افرادِ انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ جہاں کہ تمام افراد میں سے کسی فرد کے ساتھ آپکی پیدائش اور آپ کا وجودِ انور مناسبت و مشابہت نہیں رکھتا، کیونکہ حضور ﷺ نے خود فرمایا "میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔" اور دوسرے کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔"

2۔ اسی مکتوب شریف میں ہی مزید لکھا:

نوریست که درنشاه عُنصری بعد از انصاب از اصلاب بار حام متکثره بمقتضائے حکم و مصالح بصورتِ انسانی که اَحسنِ تقویم ست ظہور نموده است و مسمی بحمد و احمد شده[2]

"آنحضرت ﷺ ایک نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے حکمتوں اور مصلحتوں کے پیشِ نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے۔ دنیا میں جلوہ گر ہوئے ہیں اور محمد و احمد کے، مبارک ناموں سے موسوم ہوئے ہیں۔"

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی) دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب: ۱۰۰، جلد ۲، ص ۷۵، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

[2] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی) دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب: ۱۰۰، جلد ۲، ص ۷۵، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علوم غیبیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

حدِیْثِ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ که تحریر یافته بود اشارت بددام آگاہی نیست بلکه اخبار است از عدم غفلت از جریان احوال خویش وامت خویش لهذا نوم درحقِ آنسرور علیه الصلاۃ والسلام ناقض طہارت نگشت و چون نبی در رنگ شبان است در محافظت امت خود غفلت شایانِ منصب نبوت او نباشد [1]

"حدیثِ مبارکہ "میری آنکھیں سو جاتی ہیں، لیکن میرا دل نہیں سوتا" اس میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ آپ اپنے اور اپنی اُمت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں "نیند" وضو کو توڑنے والی نہیں ہوتی اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی امت کی حفاظت کے بارے میں جانوروں کے محافظ کی طرح ہیں اس لئے غفلت آپ کے منصب نبوت کے مناسب نہیں ہے۔"

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی) دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب: ۹۹، جلد ۱، ص ۹۹، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں غفلت نام کی کوئی شے نہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو غیب کی خبریں بتائے اور غافلوں کو ہوشیار کرے، جو خود غافل و بے خبر ہو وہ دوسروں کو کیا ہوشیار کر سکتا ہے۔

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بلکہ "ابرار" کی شفاعت کے بھی قائل ہیں ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

ودران روز شفاعتِ نیکان در حق بدان باذن حضرت رحمان جلّ سلطانہ نیز حق است پیغمبر فرمودہ است علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات شَفَاعَتِی لِاَھلِ الْکَبَائِر مِنْ اُمَّتِی

"اور روز قیامت بدوں کے حق میں نیک لوگوں کا حضرت رحمان جل سلطانہ کی اجازت سے شفاعت کرنا حق ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے"

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی) دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب: ۱۷، جلد ۲، ص ۳۶، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

حُبِّ اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم):

1. حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بنص قطعی محبت اہل قرابتِ آن سرور علیہ وعلیہم الصلوات و التسلیمات ثابت شدہ است و اُجرت دعوت را محبت ایشان ساختہ کما قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کرام کے ساتھ محبت کا فرض ہونا نصِ قطعی سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت الی الحق و تبلیغ اسلام کی اُجرت امت پر یہی قرار دی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے ساتھ محبت کی جائے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اے رسول ان سے کہہ دیں کہ میں تم سے اہل قرابت کی دوستی کے سوا کچھ اجر نہیں مانگتا" [1]

2. مزید فرماتے ہیں:

عدم محبت اہل بیت در حق اہل سنت گمان بُردہ شود کہ آن محبت نزدِ این بزرگواران جزوِ

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی) دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ۲۶۶، جلد ۱، ص ۱۲٤، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

ایمان ست و سلامتی خاتمه ر ابرُسوخ آن محبت مربوط ساخته اندوالدِبزرگوار این فقیر که عالم بودند بعلم ظاہری و بعلم باطنی در اکثرِ اوقات ترغیب بمحبت اہلِ بیت میفرمودند و میفرمودند که این محبت را در سلامتی خاتمه مدخلیتے ست عظیم نیک رعایت آن باید نمود۔ [1]

"اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا اہل سنت کے حق میں کس طرح متصور کیا جا سکتا ہے جبکہ یہ محبت اہل سنت کے اکابرین کے ہاں ایمان کا جزو ہے اور خاتمہ ایمان کی سلامتی اس محبت کے راسخ ہونے پر وابستہ ہے اس فقیر (مجدد الف ثانی) کے والد بزرگوار جو ظاہری اور باطنی علوم کے عالم تھے اکثر اہل بیت کی محبت پر ترغیب فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو خاتمہ کی سلامتی میں بڑا دخل ہے، لہٰذا اس کا بہت خیال رکھنا چاہیئے۔"

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی) دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب: ٣٦، جلد ٢، ص ٧٧، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

حُبِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

1. حُبِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے حضور مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مراعات حقوق صحبتِ خیر البشر را علیه وعلیٰ آله الصلوٰات والتحیات نموده جمیع اصحاب کِرام رابه نیکی یادباید کردوبدو ستی پیغمبر علیه وعلی آله الصلوات والتسلیمات ایشان را دوست باید داشت قَالَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةُ والسَّلامُ مَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي اَبْغَضَهُمْ یعنی محبتے که باصحاب من تعلق کرده ہمان محبت است که بمن متعلق شده است و ہمچنین بعضے که بایشان تعلق گیر وہمان بعض است که بمن تعلق گرفته است۔ [1]

حضرت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوات والتحیات کی محبت کے حقوق کو مد نظر رکھ کر تمام صحابہ کرام کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے۔

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی) دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ۲٦٦، جلد ۱، ص ۱۳۲، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

اور پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰات والتحیات کی دوستی کے باعث ان کو دوست رکھنا چاہیئے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) "جس نے ان (صحابہ کرام) کو دوست رکھا اس نے میری محبت سے ان کو دوست رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کے باعث ان سے بغض رکھا" یعنی وہ محبت جو میرے صحابہ کے متعلق ہے وہ وہی محبت ہے جو مجھ سے متعلق ہے اور ایسے ہی وہ بغض جو ان سے متعلق ہے وہ وہی بغض ہے جو مجھ سے متعلق ہے"

2. ایک مکتوب شریف میں لکھتے ہیں:

این بزرگواران بعینه طریق اصحاب کرام است رضوان اللّٰه تعالیٰ علیهم اجمعین چه این بزرگواران رادر اول صحبت خیر البشر علیه وعلی آله الصلوات و التسلیمات بطریق اندراجِ نهایت در بدایت آن میسری شد کم کُمَّل اولیاء اُمّت را در نهایت کم است که دست دهد لهذا وَحشِی قاتل حضرت حمزة علیه الرحمة که یکبا ردر صحبت خیر البشر رسیده بود ازاُویس قرنی که خیر التابعین است افضل آمد

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی) دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب: ۵۸، جلد ۱، ص ۳۱، ص ۳۲ مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

"ان بزرگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کو حضور خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی صحبت میں ہی بطریق اندراج نہایت وہ کچھ میسر آ گیا جو کامل اولیاء امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آیا ہے۔ لہذا حضرت وحشی رضی اللہ عنہ قاتل سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو صرف ایک بار صحبتِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا، حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے جو خیر التابعین ہیں، افضل قرار پایا"

افضلیتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ:

1. حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اجماع آوزند صحابه بر آن که بزرگترین ایشان ابوبکر صدیق است شافعی که دانا ترین مردم است باحوال اصحاب گفته بیچاره شدندمردم بعد رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس نیا فتندزیر ِسَقُفِ آسمان شخص را بهتر و مهتر از ابو بکر لا جرم والی گردا نید نداورا برگرو نهائی خویش و این قول نص است از شافعی بر اینکه صحابه متفق اندبر افضلیت صدیق پس اجماع متحقق شد در قرن اول بر افضلیتِ اوپس ِقطعی خواهد بود که انکارِآن روانه بود۔

"اور تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو حالات صحابہ کے بہت بڑے جاننے والے ہیں، فرماتے ہیں کہ: "لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مجبور ہوئے، تو انہیں اس نیلے آسمان کے نیچے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر کوئی شخص نہ ملا تو انہوں نے اپنی گردنوں کا والی انہیں بنالیا"

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے تصریح ہے کہ تمام صحابہ کرام افضلیت صدیق پر متفق تھے۔ تو یہ صدر اول (دور صحابہ) کا صدیق اکبر کی افضلیت پر اجماع ہے لہذا یہ افضلیت کا مسئلہ قطعی ہے، جس کے انکار کی گنجائش نہیں" [1]

2. ایک مکتوب میں یوں لکھا:

اجماع سلف بر افضلیتِ حضرت صدیق بر جمیع بشر بعداز انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات منعقد گشتہ است احمقے باشد کہ توہم خرق این اجماع نماید [2]

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب: ۵۹ جلد ۱، ص ۳۳، ص ۳۴، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

[2] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب: ۲۰۲ جلد ۱، ص ۹۴، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

"سلف کا اجماع اس بات پر منعقد ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے افضل ہیں وہ بڑا ہی احمق ہے جو اس اجماع کے برخلاف کرے۔"

افضلیت شیخین:

1. حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بیان نموده شد نجابت آثارا مِنۡ عَلَامَاتِ اَهۡلِ السُّنَّةِ وَالۡجَمَاعَةِ تَفۡضِيۡلُ الشَّيۡخَيۡنِ وَ مَحَبَّةُ الۡخَتۡنَيۡنِ تفضیل شیخین که با محبّت ختنین جمع شوداز خصائص اہل سنت و جماعت ست تفضیل شیخین باجماع صحابه و تابعین ثابت شده است چناچه نقل کرده اند آنرا اکابر ائمه که یکے ازیشان امام شافعی ست و شیخ ابو الحسن اشعری میفرمایدکه تفضیل ابوبکر و عمر برباقی امت قطعی ست و از حضرت امیر نیز بتواتر ثابت شده است که درزمان خلافت وآوان مملکت خود درحضور جم غفیر بگروه خود میفرمود که ابوبکرو عمر بہترین این امت [1]

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب: ۳۶، ص ۷۴، ص ۷۵، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور۔)

"نجات و بزرگی کے نشانات والے! اہل سنت و جماعت کی علامات سے ہے۔ شیخین (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ) کو فضیلت دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو داماد (حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما) سے محبت رکھنا۔ شیخین کو افضل جاننے کا عقیدہ جب کہ ختنین (حضرت عثمان و علی رضی اللہ عنہما) کی محبت کے ساتھ جمع ہو تو یہ اہل سنت و جماعت کے خصائص میں سے ہے شیخین کو افضل قرار دینے کا عقیدہ صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اسے اکابر آئمہ نے نقل کیا ان میں سے ایک امام شافعی اور شیخ ابو الحسن اشعری فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا باقی سب امت سے افضل ہونا قطعی ہے اور حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے بھی تواتر سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ نے اپنی خلافت وحکومت کے وقت ایک بہت بڑے گروہ میں فرمایا کہ حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) اس امت میں سب سے افضل و بہتر ہیں۔"

2. ایک مکتوب شریف میں یوں تحریر فرمایا:

افضلیت حضراتِ شیخین باجماع صحابه و تابعین ثابت شده است چنانچه نقل کرده اند آنرا اکابر ائمه که یکے از ایشان امامِ شافعی ست شیخ ابو الحسن اشعری که رئیس اہل سنت

ست فرماید که افضلیتِ شیخین بر باقی امت
قطعی ست انکار نکند افضلیت شیخین را بر
باقی صحابه مگر جاہل یا متعصب حضرت
امیر کرم اللّٰہ وجہہ میفر ماید که کسیکه
مرابرابی بکر و عمر فضل بدہد مفتری ست اور
رااتازیانه زنم چنانکه مفتری رازنند [1]

"حضرات شیخین کی افضلیت اجماع صحابہ وتابعین سے ثابت ہے
جیسا کہ اس کو اکابر آئمہ نے نقل کیا ہے کہ ان میں سے ایک امام
شافعی ہیں۔ شیخ ابوالحسن اشعری جو کہ اہل سنت کے سردار ہیں
فرماتے ہیں کہ باقی امت پر شیخین کی افضلیت یقینی ہے۔
دوسرے صحابہ پر شیخین کی افضلیت کا انکار کوئی جاہل یا متعصب ہی
کرے گا۔ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جو آدمی مجھے
حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتا ہے وہ مفتری ہے میں
اسے تہمت لگانے والے کی طرح کوڑے لگاؤں گا"

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب: ٦٧ جلد ٢، ص ٤٨،
مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

3. مزید یوں فرمایا:

و اکابر ائمه سلف که یکے ازیشان امامِ شافعی است رضی اللّٰه عنہم اثبات اِجماع صحابه و تابعین کرده اندبر افضلیت حضرات شیخین رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم و حضرت امیر نیز حکم بافضلیت حضرات شیخین رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم نموده است امام ذہبی که از اکابر محدثین است فرموده است که این نقل را از حضرت امیر زیاده از ہشتاد نفر رواة روایت کرده اند

"اور اکابر سلف کہ جن میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں نے حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیت پر صحابہ اور تابعین کا اجماع نقل کیا ہے اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرات شیخین[1] کی افضلیت کا فیصلہ کیا ہے۔ امام ذہبی (رحمۃ اللہ علیہ) جو اکابر محدثین سے ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو اَسّی (۸۰) کے قریب آدمیوں نے روایت کیا ہے"

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب: ۲٤ جلد ۲، ص ۵۹، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

ترتیب خلافت ہی ترتیب فضیلت:

1. حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وترتیب افضلیت درمیانِ خلفاء ِراشدین بترتیب خلافت است [1]

"اور افضلیت کی ترتیب خلفاء راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے"

2. ایک مکتوب میں یوں تحریر فرمایا:

اما م برحق خلیفۂ مطلق بعد حضرت خاتم الرُّسُل علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات حضرتِ ابوبکر صدیق ست رضی اللّٰه تعالی عنه بعدازان حضرتِ عمرفاروق ست رضی اللّٰه تعالی عنه بعدازان حضرتِ عثمان ذوالنورین ست رضی اللّٰه تعالی عنه بعدازان حضرتِ علی بن ابی طالب ست رضی اللّٰه تعالی عنه و افضلیتِ ایشان بترتیب خلافت ست

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ۲٦٦ جلد ۱، ص ۱۲۹، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

"حضرت خاتم الرسل ﷺ کے بعدامام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اوران کے بعد حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے۔" [1]

3. ایک مقام پر یوں لکھا:

وافضلیتِ حضراتِ خُلفائے اربعه بترتیب خلافتِ ایشانست [2]

"اورحضرات خلفائے اربعہ کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ:

1. حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

قَدْ صَحَّ اَنَّہٗ کَانَ اِمَامًا عَادِلًا فِیْ حُقُوْقِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ وَفِیْ حُقُوْقِ الْمُسْلِمِیْنَ [3]

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب: ٦٧ جلد ٢، ص ٤٧، ص ٤٨ مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

[2] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب: ١٧ جلد ٢، ص ٣٧، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

[3] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ٢٥١ جلد ١، ص ٥٨ مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

"یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حقوق اللہ اور حقوق المسلمین کے پورا کرنے میں امام عادل تھے۔"

2. مزید یوں فرمایا:

دراحادیث نبوی به اسناد ثقات آمده که حضرت پیغمبر علیه الصلوة والسلام درحق معاویه دُعا کرده اند و فرموده اند اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ وجائے دیگر در دعا فرموده اند اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا وَدُعَاءِ آنحضرت مقبول

"احادیث نبویہ میں اسنادِ ثقات وارد ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یوں دُعا فرمائی: "اے اللہ! ان کو کتاب اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا"

اور ایک دوسرے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں یوں دُعا فرمائی:

"اے اللہ! ان کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا"

اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا کے قبول ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے"

چند سطروں کے بعد پھر فرماتے ہیں:

امام مالک که از تابعین است و معاصر او و اعلم علماءِ مدینه شاتمِ معاویه و عمر و بن العاص را بقتل حکم کرده است چنانچه بالا گذشت اگر او مستحق شتم مے بود چرا حکم بقتل شاتم او میکرد پس معلوم شد که شتم او را از کبائر دانسته حکم بقتل شاتم او کرده او ایضا شتم او را در رنگ شتم ابی بکر و عمر و عثمان ساخته است چنانکه بالا گذشت پس معاویه مستحق ذم و نکوہش نباشد اے برادر معاویه تنها درین معامله نیست بلکه نصفے از اصحاب کرام کم و بیش درین معامله باوے شریک اند پس محارِبان امیر اگر کَفَره یا فَسَقه باشند اعتماد از شَطر دین میخیزد که از راهِ تبلیغ ایشان بما رسیده است و تجویز نکند این معنی را مگر زندیقی که مقصودش ابطال دین است۔[1]

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ۲۵۱ جلد ۱، ص ۵۸، ص ۵۹، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

"امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو (تبع) تابعین میں سے ہیں اور اپنے زمانے مبارک میں علمائے مدینہ منورہ میں سے سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والے گردن زدنی ہیں نیز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والے کو حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والے کی طرح قرار دیا ہے (یعنی جس طرح اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والا گردن زنی ہے اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے والا بھی گردن زنی ہے) اے برادر! یہ معاملہ تنہا حضرت امیر معاویہ کا نہیں ہے بلکہ قریباً نصف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس معاملہ میں ان کے ساتھ شریک ہیں پس اگر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے کو کافر یا فاسق کہا جائے تو آدھے دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا جو انہی حضرات کی نقل روایت سے ہم تک پہنچا ہے، اور اس انجام سے وہی زندیق اور بے دین راضی ہو سکتا ہے جس کا مقصد ہی دین کو برباد کرنا ہو"

مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اے برادر طریقِ اسلم درین موطن سکوت از ذکر مشاجرات اصحاب پیغمبرا ست و علیه

علیهم الصلوات والتسلیمات و اعراض از تذکر منازعات ایشان پیغمبر فرموده علیه الصلوة والسلام اِیَّاكَ وَمَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِی ونیز فرموده علیه وعلی آله الصلوه السلام اِذَا ذُکِرَ اَصْحَابِی فَاَمْسِکُوا ونیز فرموده علیه الصلوة والسلام اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِی اَصْحَابِی اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِی اَصْحَابِی لَاتَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا

اے برادر! اس بارے میں سلامتی کی راہ اور نجات کا راستہ صرف یہی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور محاربات کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اور زبان نہ کھولی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: ”میرے صحابہ کے درمیان جو جھگڑے ہوئے ہیں ان سے اپنے آپ کو بچاؤ“

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

”یعنی جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو زبان کو روک“

نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

”یعنی میرے اصحاب کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کو اپنے تیر کا نشانہ نہ بناؤ“ [1]

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب: ۲۵۱ جلد ۱، ص ۵۹، ص ۶۰، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

فضائل کلمہ طیبہ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ لَآاِلٰه اِلَّااللّٰهُ ہیچ چیز در تسکین غَضَبِ رَبّ جَلَّ سُلْطَانُهُ ازین کلمه طيبه نافع تر نیست ہر گاه این کلمه طيبه تسکینِ غضب دخولِ نار فرماید غَضَبہائے دیگر که خود دون اوست بطریق اولیٰ تسکین آنہانماید

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رب جل سلطانہ کے غضب و غصّہ کو ٹھنڈا کرنے میں کوئی چیز بھی اس کلمہ طیبہ لَآاِلٰه اِلَّااللّٰه سے زیادہ نافع نہیں۔ جب کہ یہ کلمہ طیبہ دوزخ کی آگ میں پڑنے کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے تو دوسرے غضبوں کو جو اس سے کمتر ہیں، بطریق اولیٰ ٹھنڈا کرتا اور تسکین دیتا ہے"

واین کلمه طیبه را کلید خزینه نودونه رحمت که برائے آخرت ذخیره فرموده است میبابدو میدانه که شفیع تراز برائے دفع ظُلُمات کفر وکدو رات ِشرک از ین کلمه طيبه دیگرے نیست..... اُمَم سابقه ارتکاب کبائر کمترست.

محتاجِ بشفاعت این اُمّت ست..... چُون حق سُبحانه و تعالیٰ عفوومغفرت را دوست میدارد.....این اُمت خیر الاُمم گشت و کلمه طیبه که شفاعت کننده ایشانست افضل الذکر آمد و پیغمبر شفیع ایشان سید الانبیاء خطاب یافت علیه و علیهم الصلوات والتحیات، اُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیمًا

''فقیر (حضرت مجدد الف ثانی) کلمہ طیبہ کو رحمت کے ان ننانوے حصوں کے خزانہ کی کنجی معلوم کرتا ہے۔ جو آخرت کیلئے ذخیرہ فرمائے ہیں اور جانتا ہے کہ کفر کی ظلمتوں اور شرک کی کدورتوں کو دفع کرنے کیلئے اس کلمہ طیبہ سے بڑھ کر زیادہ شفیع اور کوئی کلمہ نہیں ہے۔۔۔۔سابقہ امتوں میں کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بہت کم ہے شفاعت کی محتاج یہی امت ہے۔۔۔۔حق تعالیٰ عفو و مغفرت کو دوست رکھتا ہے۔۔۔۔یہ امت خیر الامم کلمہ طیبہ ان کی شفاعت کرنے والا افضل الذکر ہو گیا۔ شفاعت کرنے والے پیغمبر علیہ السلام نے سید الانبیاء کا خطاب پایا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو

اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔"

قَالَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ وبارك مَنْ قَالَ لَآ اِلٰه اِلَّا اللہُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.....اگر تمام عالم را بیک گفتن این کلمه طیبه به بخشندو به بهشت فرستند گنجائش داردو مشهومیگردد که بَرَکات این کلمه مقدسه رااگر بتمام عالم قسمت کنند تا اَبَدالآباد ہمه را کفایت کندو ہمه را سیراب بگرداند فکیف که باین کلمه طیبه کلمۂ مقدسه مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ [1]

" حدیث مبارکہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوا۔۔۔ اگر تمام جہان کو اس کلمہ طیبہ کے ایک بار کہنے سے بخش دیں تو یہ بھی ہوسکتا ہے اگر اس کلمہ پاک کی برکات کو تمام جہان میں تقسیم کر دیں تو ہمیشہ کیلئے سب کو کفایت کرے اور سب کو سیراب کرے۔ خاص کر جبکہ اس کلمہ طیبہ کے ساتھ کلمہ مقدسہ محمد رسول اللہ جمع ہو جائے۔"

---

[1] مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب ۳۷: جلد ۲، ص ۹۵، ص ۹۶ مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

کلمۂ طیبه که متضمن طریقت و حقیقت و شریعت ست

"کلمہ طیبہ طریقت وحقیقت وشریعت کا جامع ہے۔"

جزوِدویم این کلمۂ مقدسه که مُثبت رسالتِ خاتم الرسُل ست علیه وعلیٰ آله وعلیہم الصلوات والتسلیمات این جزو اخیر محصل ومکمل شریعت ست.....جزواخیر این کلمه مقدسه را دریائے یافتم بیکران که جزو اول درجنب آن قطره مینمودبلے کمالاتِ ولایت رادرجنب کمالاتِ نبوت ہیچ مقدارے نیست

کلمہ طیبہ کا دوسرا جزو جو خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کو ثابت کرتا ہے۔ یہ شریعت کو کامل اور تمام کرنے والا ہے۔۔۔۔ مجھے اس کلمہ کا دوسرا دریائے ناپید کنار کی طرح معلوم ہے جس کے مقابلہ میں پہلا جز وقطرہ کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ ہاں کمالات نبوت کے مقابلہ میں کمالات ولایت کی کچھ مقدار نہیں۔

فوائد واہمیت برائے سلامتی ایمان:

(۱)۔ کلمه طیبه سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ درحدیثِ نبوی

(۱) (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب ٤٦: جلد ٢، ص ١٢٦، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

آمده است علیه وعلیٰ آله الصلوات والتسلیمات که ہر که این کلمه طیبه رادرروزیادر شب صد بار بگوید ہیچ یکے در عمل دران روز و دران شب باوبرابری نجوید مگر آنکه مثلِ او این کلمه طیبه را بگوید چگونه برابری ❶

حدیث شریف جو کوئی اس کلمہ کو سو بار کہے کسی اور شخص کا کوئی عمل دن یا رات کا اس کے برابر نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے برابر اس کلمات پاک کو کہے۔

(۲) سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ ❷

''دو کلمے ہیں جو زبان پر خفیف ہیں اور میزان میں بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں ان کلمات کے الفاظ کم ہیں لیکن معانی اور منافع بکثرت ہیں۔''

---

❶ (مجدد الف ثانی :مکتوباتِ امام ربانی ،(فارسی)،دفتر اول،حصہ پنجم،مکتوب :۳۰۷ جلد۱، ص۱۵۵،مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

❷ (مجدد الف ثانی :مکتوباتِ امام ربانی ،(فارسی)،دفتر اول،حصہ پنجم،مکتوب ۳۰۸: جلد۱، ص۱۵۷،مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

(۳) ونزدِ فقیر صدبار تسبیح و تحمید و تکبیر قبیل نوم بر نہجیکه از مخبر صادق به ثبوت پیوسته است علیه وعلی آله الصلوات و التسلیمات حُکم محاسبه دارد و کارِ محاسبه مینماید گوئیا بتکرار کلمه تسبیح که مفتاح توبه است اعتذار از تقصیرات و سیئات[1]

''فقیر کے نزدیک سونے سے پہلے سو بار تسبیح وتحمید وتکبیر کا کہنا جس طرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے محاسبہ کا حکم رکھتا ہے اور محاسبہ کا کام دیتا ہے۔ گویا تسبیح کرنے والا کلمہ تسبیح کے تکرار سے جو توبہ کی کنجی ہے اپنی برائیوں اور تقصیروں سے عذر خواہی کرتا ہے۔''

(۴) در استغفار طلبِ ستر ذنب است و در تکرار کلمه تنزیه طلب استیصال ذنب فَاَیْنَ هٰذَا مِنْ ذٰلِكَ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَجَبَ کلمه ایست الفاظش در غایت قلت و معانی و منافع آن در نہایت کثرت[2]

[1] (مجدد الف ثانی :مکتوباتِ امام ربانی ،(فارسی)،دفتر اول،حصہ پنجم،مکتوب ۳۰۹: جلد۱، ص۱۵۸،مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

[2] (مجدد الف ثانی :مکتوباتِ امام ربانی ،(فارسی)،دفتر اول،حصہ پنجم،مکتوب ۳۰۹: جلد۱، ص۱۵۸،مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

استغفار میں گناہ کے ڈھانپنے کی طلب پائی جاتی ہے۔کلمہ تنزیہ کے تکرار میں گناہوں کی بیخ کنی کی طلب ہے۔سبحان اللہ کے الفاظ کم اور معانی اور منافع بکثرت ہیں۔

(۵)۔ بتکرار کلمه تحمید شکرِ توفیق خداوندی جلّ سلطانه بجامے آردواداءشکرِنعم او تعالیٰ [1]

کلمہ تحمید کے تکرار سے گویا حق تعالی کی توفیق اور نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔

(۶)۔اَلتَّسْبِیْحُ مِفْتَاحُ التَّوبَةِ بَلْ زُبْدَةُ التَّوبَةِ وَخُلَاصَتُهَا [2]

تسبیح توبہ کی کنجی بلکہ توبہ کا زبدہ اور خلاصہ ہے۔

نماز کی صحیح ادائیگی:

حمدا للّٰه سُبۡحَانَهٗ عَلىٰ ذٰلِکَ چه نعمتے ست که باطن بذکر الٰہی جلّ شانه معمور باشد و ظاہر باَحکام شرعی متحلی شودچون اکثر مردم درین ایّام دراوائے نماز مساہلت مینما یند و بطمانیت و تعدیل ارکان تقیُد نمے ورزند بضرورت بیاران درین باب بتاکید و مبالغه

---

[1] (مجدد الف ثانی :مکتوباتِ امام ربانی ،(فارسی)،دفتر اول،حصہ پنجم،مکتوب ۳۰۹: جلد۱، ص۱۵۸،مطبوعہ مکتبہ سیداحمد شہید، پشاور)

[2] (مجدد الف ثانی :مکتوباتِ امام ربانی ،(فارسی)،دفتر اول،حصہ پنجم،مکتوب ۳۰۸: جلد۱، ص۱۵۸،مطبوعہ مکتبہ سیداحمد شہید، پشاور)

میںنویسداستماع نمایند [1]

"اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے یہ کس قدر اعلیٰ نعمت ہے کہ باطن ذکر الٰہی سے معمور ہو اور ظاہر احکام شرعیہ سے آراستہ ہو۔ چونکہ اکثر لوگ اس زمانہ میں نماز کے ادا کرنے میں سستی کرتے ہیں اور طمانیت اور تعدیل ارکان میں کوشش نہیں کرتے اس لئے اس بارہ میں بڑی تاکید اور مبالغہ سے لکھا جاتا ہے غور سے سنیں۔"

سب سے بڑا چور:

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"چوروں میں سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔" [2]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے کوئی کس طرح چراتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "نماز میں چوری یہ ہے کہ رکوع اور سجود اچھی طرح ادا نہیں کرتا ہے۔"

"اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع اور سجود میں

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوباتِ امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب ٦٩: جلد٢، ص٥٨، ص٥٩، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

[2] (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، حدیث ابی قتادۃ الانصاری، رقم الحدیث: ٢٢٦٤٢، جلد٣٧، ص٣١٩، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلوات، باب: فی الرجل ینقص صلاتہ وما ذکر فیہ وکیف یصنع، رقم الحدیث: ٤٩٦٠، ٤٩٦٧، جلد١، ص٢٥٧، ص٢٥٨، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (ابن خزیمۃ: صحیح ابن خزیمہ، کتاب الصلاۃ، باب: اتمام السجود والزجر عن انتقاصہ وتسمیۃ المنتقص رکوعہ وسجودہ سارقا وھو سارق من صلاتہ، رقم الحدیث: ٦٦٣، جلد١، ص٣٣١، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

اپنی پیٹھ کو ثابت نہیں رکھتا۔" [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نماز ادا کرتے دیکھا کہ رکوع و سجود پورا نہیں کرتا تو فرمایا: "اگر تو اسی عادت پر مر گیا تو دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موت نہ ہوگی۔" [2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے کسی کی نماز پوری نہیں ہوگی۔۔۔۔ جب تک رکوع کے بعد سیدھا کھڑا نہ ہو۔ اور اپنی پیٹھ کو ثابت نہ رکھے۔ اور اس کا ہر ایک عضو اپنی جگہ پر قرار نہ پکڑے۔"

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

" جو شخص دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھتے وقت اپنی پشت کو درست نہیں کرتا اور ثابت نہیں رکھتا اس کی نماز تمام نہیں ہوتی۔" [3]

---

[1] (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث:١٠٧٩٩، جلد١٦، ص٤٦٥، ص٤٦٦، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، باب الطاء، من اسمہ طلق، طلق بن علی بن المنذر، رقم الحدیث، ٨٢٦١، جلد٨، ص٣٣٨، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاہرۃ)

[2] (ابی یعلی: مسند ابی یعلی، حدیث خالد بن الولید، رقم الحدیث : ٧١٨٤ ، جلد ١٣ ، ص١٣٩، ص١٤٠ مطبوعہ دار المامون للتراث، دمشق) (الطبرانی: المعجم الکبیر، باب من اسمہ خالد، خالد بن الولید المخزومی، رقم الحدیث: ٣٨٤٠ ، جلد٤ ، ص١١٥، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیہ، القاہرۃ) (ابن ابی عاصم: الآحاد و المثانی ، ومن ذکرہ شرحبیل بن حسنۃ.... الخ ، رقم الحدیث ٦٣٩ ، جلد١ ، ص٤٥٦ ، مطبوعہ دار الرایۃ، الریاض) [3] (الشافعی: مسند الشافعی، کتاب استقبال القبلۃ فی الصلاۃ، ص٣٤، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (احمد بن حنبل : مسند احمد بن حنبل، حدیث رفاعۃ بن رافع الزرقی ، رقم الحدیث ،١٨٩٩٥، جلد٣١، ص٣٢٨، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (البغوی: شرح السنۃ: کتاب الصلاۃ: باب: صفۃ الصلاۃ، رقم الحدیث : ٥٥٤ ، جلد ٣ ، ص٩، ص١٠، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت)

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک شخص ساٹھ سال نماز پڑھتا رہتا ہے اور اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی تو ایسا وہ شخص ہے جو رکوع وسجود بخوبی ادا نہیں کرتا۔ [1]

لکھتے ہیں زید بن وہب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع وسجود بخوبی ادا نہیں کرتا۔ اس مرد کو بلایا اور اس سے پوچھا تو کب سے اس طرح کی نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے کہا کہ چالیس سال سے۔ فرمایا اس چالیس سال کے عرصے میں تیری کوئی نماز نہیں ہوئی اگر تو مر گیا تو سنت نبی پر نہ مرے گا۔ [2]

نقل منقول ہے جب بندہ مومن نماز اچھی طرح ادا کرتا ہے اور رکوع و سجود بخوبی بجالاتا ہے اس کی نماز بشاش اور نورانی ہوتی ہے فرشتے اس نماز کو

---

[1] (المنذری: الترغیب و الترہیب من الحدیث الشریف، کتاب الصلاۃ، الترہیب من عدم اتمام الرکوع والسجود.....الخ، رقم الحدیث ٧٥٣، جلد١، ص١٩٩، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان) (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلوات، باب: فی الرجل ینقص صلاتہ وما ذکر فیہ وکیف یصنع، رقم الحدیث ٢٩٦٣، جلد١، ص٢٥٧، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

[2] (عبدالرزاق: مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلاۃ، باب: الرجل یصلی صلاۃ لا یکملھا، رقم الحدیث ٣٧٣٢، ٣٧٣٣، جلد٢، ص٣٦٨، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، حدیث حذیفہ بن الیمان عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رقم الحدیث ٢٣٢٥٨، جلد٣٨، ص٢٩٤، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (المروزی: تعظیم قدر الصلاۃ، باب: ذکر اکفار تارک الصلاۃ، رقم الحدیث: ٩٤٠، جلد٢، ص٩٠٠، مطبوعہ مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ) (الطبرانی: المعجم الاوسط: من اسمہ احمد، رقم الحدیث: ١٧١٨، جلد١، ص٤٦٧، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

آسمان پر لے جاتے ہیں اور نماز اپنے نمازی پر دعا کرتی ہے اور کہتی ہے اللہ تعالی تیری حفاظت فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔

اور اگر نماز کو اچھی طرح ادا نہیں کرتا وہ نماز سیاہ رہتی ہے اور فرشتوں کو اس نماز سے کراہت آتی ہے۔ اس کو آسمان پر نہیں لے جاتے وہ نماز نمازی پر بددعا کرتی ہے۔ اور کہتی ہے خدا تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔ [1]

نماز کو اچھی طرح ادا کرنے کا عمل متروک ہو رہا ہے۔ اس کو زندہ کرنا دین کی ضروریات میں ہے۔ حدیث شریف:

"جو شخص میری کسی مردہ سنت کو زندہ کرتا ہے اس کو سو شہداء کا ثواب ملتا ہے۔" [2]

نماز کے وقت صفوں کی درستگی:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] (الطبرانی: المعجم الاوسط، من اسمہ بکر، رقم الحدیث ۳۰۹۵، جلد ۲، ص ۲۲۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البزار، مسند البزار، حدیث عبادۃ بن الصامت، رقم الحدیث: ۲۶۹۱، جلد ۷، ص ۱۴۰، رقم الحدیث: ۲۷۰۸، جلد ۷ ص ۱۵۱، مطبوعہ مکتبہ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ) (البیہقی: شعب الایمان، الصلاۃ، تحسین الصلاۃ والاکثار منها لیلا ونهارا..... الخ، رقم الحدیث: ۲۸۷۱، جلد ٤، ص ۱۰۵، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

[2] (ابن بشران: امالی ابن بشران، مجلس فی جمادی الاولی سنۃ سبع وعشرین، رقم الحدیث: ۱۰۵، ص ۲۱۸، مجلس یوم الجمعۃ التاسع من شعبان من السنۃ، رقم الحدیث: ۷۰۰، ص ۳۰۶، مطبوعہ دار الوطن، الریاض) (التبریزی: مشکاۃ المصابیح، باب: الاعتصام بالکتاب والسنۃ، الفصل الثانی، رقم الحدیث: ۱۷۶، جلد ۱، ص ٦۲، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان)

درنماز بجماعت صفہارا برابر باید کردتا
ہیچکس ازمُصلیان پیش وپس نایستد سعی
باید نمود کہ ہمہ برابر یکدیگر باشند آنسرو
رعلیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام اول تسویہ
صُفوف ازاِقامتِ صلوۃ ست رَبَّنَآ اٰتِنَا مِن لَّدُنکَ
رَحۡمَةً وَّ هَيِّئ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا
”جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے وقت صفوں کو برابر کرنا چاہیے۔
کوئی شخص آگے پیچھے کھڑا نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول صفوں کو
درست کرلیا کرتے تھے پھر تکبیر تحریمہ کہتے تھے صفوں کو درست
کرنا نماز کی اقامت ہے۔“

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحۡمَةً وَهَيِّئ لَنَا مِنۡ أَمۡرِنَا رَشَدًا
”یارب اپنے پاس سے تو رحمت نازل فرما اور ہمارے کاموں سے
ہدایت ہمیں نصیب کر۔“ [1]

نیت کا درست ہونا:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سعادت آثار اعمل بہ نیت در ست
میشو.....نیتہائے بد ابطال عمل.....بحالِ

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب: ٦٩، جلد ٢، ص. ٦٠،
مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

شما غِبطه مے آید که در باطن بحق مشغولید جَلَّ وَعَلاو در ظاہر نماز بجماعتِ کثیره ادا مینمائید مَعَ ذٰلک .....حضرتِ حق سبحانه ملتجی و متضرع باید بود تا حقیقتِ نیت میسر گرد

اے سعادت کے نشان والے عمل نیت کے ساتھ درست ہوتا ہے۔۔۔ کہ بری نیت عمل کو باطل کر دیتی ہے۔۔۔ آپ کے حال پر رشک آتا ہے کہ آپ باطن میں حق تعالی کے ساتھ مشغول ہیں اور ظاہر میں نماز کو جماعت کثیرہ کے ساتھ ادا کرتے ہیں ۔۔۔حق تعالی کی بارگاہ میں بڑی التجا اور زاری کرنی چاہیے تا کہ نیت کی حقیقت حاصل ہو جائے۔

رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِير

اے ہمارے رب ہمارے نور کو پورا فرما، اور ہمیں بخش دے، یقینا تو ہر چیز پر قادر ہے۔[1]

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب:٦٩، جلد ٢، ص٦٠، ص٦١، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

دو نصیحتیں:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نصیحت دیگر کہ بیاران نمودُ مے آیدِ التزام نمازِ تہجد ست کہ از ضروریاتِ طریق ست.....و نصیحتِ دیگر احتیاط در لقمہ است چہ در کار ست کہ ہر چہ از ہر جا کسے بیابد باید خورد و ملاحظہ حِلَّ و حُرمتِ شرعی نباید کرد این کس بسرِ خود نیست تا ہر چہ داند بکند مولائے دارد جل سلطانہ کہ بامرونہی تکلیف فرمودہ است.....بے سعادت بندہ باشد کہ خلافِ مرضی مولائے خود را تقاضا ے نماید [1]

دوسری نصیحت جو بیان کے لائق ہے۔نمازِ تہجد کو لازم پکڑیں۔ کیونکہ یہ طریقت کی ضروریات میں سے ہے۔۔۔۔اور نصیحت یہ ہے کہ لقمہ میں احتیاط رکھیں۔ یہ اچھا نہیں جو کچھ آیا اور جہاں سے آیا جھٹ کھا لیا۔ اور شرعی حرام وحلال کا لحاظ نہ رکھا جائے۔ یہ انسان خود مختار نہیں ہے کہ جو کچھ چاہے کرے۔ اس کا ایک مولی ہے جس نے امر و نہی پر مکلف فرمایا ہے۔۔۔۔وہ بہت ہی بد بخت انسان ہے جو اپنے مالک کی مرضی کے خلاف کرے۔

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب: ۶۹، جلد ۲، ص ۶۱، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

نہایت اہم:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شرم باید داشت رعایت رضائے صاحبِ مجازی مینمائیید و نمیخواہید که دقیقه درین باب فرو گذاشت شود مولائے حقیقی بتاکید و مبالغه از اُمورِ نامرضی نہی میفر ما یدوزجرِ بلیغ مینماید ہیچ التفات بآن نماييد.....تدارُکِ ما سبق ممکن ست که **التائبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ** ......و دیگر درمواضع مخُوف و در محال استیلاءِ اعداازبرائے امن و رفاہیت قراءةسورة لاِیلاف مُجرَّب ست لا اَقَل ہر روز و ہر شب یازده بار بخوانند و در حدیثِ مصطفوی علیه وعلی آله الصلٰوة والسلام آمده است **مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا ثُمَّ قَالَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَاخَلَقَ** [1]

---

[1] (ابن ماجه:سنن ابن ماجه،کتاب الزهد،باب:ذکر التوبة،رقم الحديث : ٤٢٥٠ ، ص٧٧٨،مطبوعه دارالسلام للنشر و التوزيع ،الرياض) (الطبرانی:الدعاء ،باب :قول رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:لولم تذنبوا لجاء الله بقوم يذنبون فيستغفرون،رقم الحديث:١٨٠٧،ص٥١٠،مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت ،لبنان) (القضاعی:مسند الشهاب، رقم الحديث: ١٠٨،جلد١،ص٩٧، مطبوعه مؤسسة الرسالة بيروت،لبنان)

"بڑی شرم کی بات ہے مجازی حاکم کی رضا مندی میں اس قدر کوشش کرتے ہیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے ۔ اور مولی حقیقی کی تاکید اور مبالغہ سے اپنے ناپسندیدہ امور سے روکتا ہے اور سرزنش بھی کرتا ہے لیکن تم کچھ التفات نہیں کرتے ابھی گذشتہ کا تدارک ہوسکتا ہے۔ گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔

دوسرے واضح ہو کہ دشمنوں کے غلبہ اور خوف کے وقت امن وامان کیلئے لایلاف (سورۃ قریش) کا پڑھنا خوب ہے۔ ہر دن اور رات کو کم از کم گیارہ بار پڑھا کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی جگہ اترے اور پڑھے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ [1]

"وہاں سے کوچ کرنے تک اس کو کوئی چیز ضرر نہ دے گی۔" [2]

---

[1] (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب: فی التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وغیرہ، رقم الحدیث: ٦٨٧٨، (٦٨٠٨)، ص ١١٧٧، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

[2] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب: ٦، جلد ٢، ص ٦١، ص ٦٢، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

دین اور دنیا:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حق سبحانه وتعالی برجاده شریعتِ سنیه مُصطفویه علی صاحبها الصلوات و التسلیمات و التحیات الابدیة السرمدیة استقامت ارزانی فرماید اے فرزند دنیا محل آزمائش و ابتلاست.....نمود شیرنیست و بطراوت و نضارت متخیل لیکن فی الحقیقت جیفه ایست عطر اندوده و مزبله ایست پر ازذُباب و دوده و سرابیست آب نما وشکریست زہر آساباطن او سراسر خراب و ابتر است معامله او باابنائ خود باایں ہمه گندگی از ہر چه گوئی بدتر فریفته او دیوانه و مسحور است گرفتارِ او مجنون و مخذوع ہر که بظاہر او مفتون گشت بداغِ خسارت ابدی متسم شد و ہر که بحلاوت و طراوت او نظر کرد ندامت سرمدی نصیب او آمد سرورِ کائنات حبیبِ رب

العٰلمین علیه وعلی آله الصلوات والتحیات فرموده است مَا الدُّنیَا وَ الْآخِرَةُ اِلَّا ضَرَّتَانِ اِنْ رَضِیَتْ اِحْدٰهُمَا سَخِطَتِ الاُخْرٰی، پس ہر که دنیا راراضی ساخت آخرت ازوی درسخط است پس ناچار از آخرت بی نصیب آمد

"اللہ تعالی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن شریعت کے سیدھے راستے پر چلنے کی استقامت بخشے۔ اے فرزند! دنیا آزمائش اور امتحان کا مقام ہے۔ دیکھنے میں یہ تروتازہ اور شیریں نظر آتی ہے۔ لیکن حقیقت عطر لگا ہوا مردار اور مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا کوڑا اور پانی کی طرح دکھائی دینے والا سراب ہے اور زہر کی مانند شکر ہے اس کا گرفتار دھوکہ کھایا ہوا اور مجنون ہے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا اور آخرت دونوں آپس میں سوکن ہیں اگر ایک راضی ہوگی تو دوسری ناراض پس جس نے دنیا کو راضی کیا آخرت اس سے ناراض ہوگئی وہ آخرت سے بے نصیب ہوگیا۔"

اے فرزند ہیچ میدانی که دنیا چیست آنچه ترا از حق سبحانه وتعالیٰ بازداروپس اززن وفرزندو مال و جاه و ریاست و لهو و لعب و

اشتغال بمالا یعنی ہمه داخل دنیا است.....
عَلَامةُ اِعْرَاضِه تَعَالٰی عَنِ الْعَبْدِ اشْتِغَالُهُ بِمَالَا یَعْنِیْهِ ..... اے فرزند کار انیست که از فضولِ مباحات اجتناب باید نمود و ازمباحات بقدر ضرورت اکتفاباید کرد آنہم به نیّتِ جمعیت از برای ادائ و ظائف بندگی مثلا مقصود از خوراک قوت برادای طاعات است و از پوشاک سترِ عورت ودفع حرو برد.....وبمحرمات و مشتبہات نباید رفت.....این کس بنده ایست محکوم بحکم مولیٰ اور ابسر خود نساخته اند.....وقتِ کار موسم جوانی است جو انمرد آنست که این وقت راازدست ندہد

"اے فرزند! کیا تو جانتا ہے دنیا کیا ہے؟ دنیا وہی ہے جو تجھے حق تعالی کی طرف سے ہٹا رکھے۔ پس زن و مال و جاہ و ریاست لہوولعب اور بے ہودہ کاروبار میں مشغول ہونا نامناسب ہے۔ بندہ کافضول کاموں میں مشغول ہونا خدا تعالیٰ سے روگردانی کی علامت ہے فضول مباحات سے پرہیز کیا جائے اور ان میں یہ نیت ہو کہ وظائف بندگی کے ادا کرنے کی جمعیت ہومثلا کھانے سے مقصود

اطاعت کے ادا کرنے کی قوت اور پوشاک سے سترعورت اور سردی وگرمی کا دور کرنا ہے۔حرام ومشتبہ کے نزدیک نہ جانا چاہیے۔مولا کریم نے انسان کو خود مختار نہیں بنایا کہ جو چاہے کرے۔کام کا وقت جوانی کا زمانہ ہے۔جوانمرد وہ ہے جو اس وقت کو ضائع نہ کرے۔

هَلَكَ المُسوِّفُونَ آرے اگر مهمات دُنیائ دنی را بر فردا اندازندو امروز باعمالِ آخرت پروازند بس مستحسن است......درینوقت عُنفُوان جوانی که استیلاء دشمنان دین است از نفس و شیطان اندک عمل را آنقدر اعتبار است که دروقتِ عدمِ استیلاء آنها اَضعافِ مُضاعَفِ آنرا اعتبارِ نیستُ

"آجکل کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ہاں اگر دنیا کمینی کے کاموں کو کل پر ڈال دیں اور آج آخرت کے عملوں میں مشغول ہو جائیں تو بہت ہی اچھا ہے۔ جوانی کے وقت جبکہ دینی دشمنوں نفس و شیطان کا غلبہ ہے تھوڑا عمل بھی اس قدر معتبر ہے کہ ان کے غلبہ نہ ہونے کے وقت اس سے کئی گنا زیادہ عمل مقبول نہیں۔" [1]

[1] (مجدد الف ثانی:مکتوبات امام ربانی،(فارسی)،دفتر اول،حصہ دوم،مکتوب:۷۳،جلد۱، ص٥٤،ص٥٥،ص٥٦،مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید،پشاور)

تخلیق انسانی کا مقصد:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اے فرزند مقصود از خلقت انسانی که خلاصه موجوداتست نه لهو و لعب ونه خوردن وخفتن است مقصود ازوے ادای وظائفِ بندگیست و ذُل و انکسارو عجز و افتقارودوامِ اِلتجا و تضرع بجنابِ قدس خداوندی جل سلطانه.....عدم امتثال او امر الٰہی جل سلطانه ازدو چیز خالی نیست یاآنکه اخبارات شرعیه رادروغ میدانندو باور نمیکنند یا عظمتِ امر تعالیٰ و تقدس در نظر حقیرتر ازعظمتِ ابناءدنیا [1]

"اے فرزند! انسان کے پیدا کرنے سے جو خلاصہ موجودات ہے صرف کھیل کود اور کھانا پینا مقصود نہیں بلکہ مقصود بندگی کے وظائف کو ادا کرنا ہے۔ ذلت و انکسار و عجز و احتیاج و التجا اور خدا تعالیٰ کی جناب میں گریہ زاری کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ کے احکام کو بجا نہ لانا دو باتوں سے خالی نہیں یا شرعی احکام کو جھوٹ (غلط) جاننا۔ یا خدا تعالیٰ کی عظمت دنیاداروں کی عظمت کی نسبت حقیر نظر آتی ہو۔"

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب: ۷۳، جلد۱، ص ۵۷، ص ۵۸، حصہ سوم، مکتوب: ۲۰۶، جلد۱، ص ۹۸، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

ارکان اسلام اور حقوق العباد کی ادائیگی:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پنجوقت نماز بجماعت گزارو اگر قیام الیل و نماز تہجد نیز میسر شودزھی سعادت وادای زکوۃِ مال نیز از جملہ ارکانِ اسلام است آنرا البتہ اداکند.....وہمچنین در سائرَ عبادات خودرا بہ ہیچ وجہ مُعاف ندارد ودرادا ے حقوق عباد سعی بلیخ مبذول باید داشت و کوشش بایدنمود کہ حق ہیچکس درذمہ نماند اینجا ادائے آن حق آسانست بملایمت وتملق ہم رفع می شود در آخرت کار مشکل است عِلاج پذیر نیست احکام شرعیہ راازعُلماءِ آخرت باید استفسار نمود سخن ایشان راتاثیرے ہست شایدبہ برکتِ انفاسِ ایشان بعمل آن موفَّق شود ازعلماء دُنیا کہ علم را وسیلہ مال وجاہ ساختہ اندوربایدبود

"نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرو۔اگر تہجد کے لئے جاگنا حاصل ہو جائے تو زہے قسمت۔زکاۃ ادا کرنا بھی ارکان اسلام میں سے ہے ضرور ادا کرو۔عبادت تمام عبادات میں اپنے آپ کو معاف نہ رکھیں۔حقوق العباد کی ادائیگی میں بڑی کوشش کریں۔کسی کا حق اپنے ذمہ نہ رہ جائے۔اب اس کا حق ادا کرنا آسان ہے نرمی اور چاپلوسی سے بھی رفع ہوسکتا ہے۔آخرت میں مشکل ہے وہاں ادائیگی کا کچھ علاج نہ ہوسکے گا۔

احکام شرعی علمائے آخرت سے پوچھنے چاہئیں۔کیونکہ ان کی بات کی بڑی تاثیر ہے۔علمائے دنیا سے دور رہنا چاہیے۔" [1]

عاقبت کی بہتری ذکر سے وابستہ ہے:

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فلاح اُخروی رامربوط را بذکرِ کثیرداشته اند.....پس بذکر کثیر باید قرارداد

"عاقبت کی بہتری ذکر کثیر سے وابستہ ہے۔پس ذکر کثیر کو برقرار رکھنا چاہیے"

[1] (مجدد الف ثانی:مکتوبات امام ربانی،(فارسی)،دفتر اول،حصہ دوم ،مکتوب:۷۳،جلد۱، ص۵۸ ،ص۵۹ ،مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید،پشاور)

ذِکر گو ذِکر تا ترا جان است
پاکیِ دِل زذِکر رحمان است

"ذکر کرو ذکر، جب تلک جان ہے۔ رحمان کے ذکر سے دل پاک ہوجاتا ہے۔"

حق تعالی کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اس پر ثابت اور برقرار رہنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ اصل مقصود یہی ہے۔ سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت اختیار کی اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم پکڑا۔ حق تعالی اپنے نبی اور آپ کے آل پاک علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے طفیل تمام کاموں کا انجام بخیر کرے۔ [1]

توبہ واستغفار:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [2]

"اے مومنو! سب کے سب اللہ تعالی کی طرف توبہ کروتا کہ تم نجات پاجاؤ"

---

[1] (مجدد الف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب: ۲۰۶، جلد ۱، ص ۹۸، ص ۹۹، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور)

[2] (پارہ: ۱۸، سورۃ النور، آیت: ۳۱)

اور فرماتا ہے کہ:

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ [1]

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف خالص توبہ کرو امید ہے اللہ تعالیٰ تمہاری برائیوں کو دور کر کے تمہیں جنتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہتی ہیں۔''

اور فرماتا ہے:

وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ [2]

''اور ظاہری اور باطنی گناہوں کو چھوڑ دو۔''

فَالتَّوبَةُ مِنَ الذُّنُوبِ وَاجِبَةٌ وَّفَرْضٌ عَيْنٌ فِي حَقِّ كُلِّ شَخْصٍ لَا يُتَصَوَّرُ اَنْ يَّسْتَغْنِيَ عَنْهُ اَحَدٌ مِنَ الْبَشَرِ كَيْفَ وَالْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يَسْتَغْنُوا عَنِ التَّوبَةِ قَالَ خَاتَمُهُمْ وَسَيِّدُهُم عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوتُ وَالتَّحِيَّاتُ .....وَاِنِّي لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَومِ وَ اللَّيْلَةِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً

---

[1] (پارہ:۲۸، سورۃ التحریم، آیت:۸)

[2] (پارہ:۸، سورۃ الانعام، آیت:۱۲۰)

"گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کیلئے واجب اور فرض عین ہے۔کوئی بشر اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔حالانکہ انبیاء کرام بھی توبہ سے بے نیاز نہ ہوئے خاتم النبیین اور پیغمبروں کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں رات دن میں ستر بار اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں"۔

فَاِنْ كَانَتِ الْمَعَاصِى تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ سُبْحَانَهٗ وَلَا تَتَعَلَّقُ بِمَظَالِمِ الْعِبَادِوَحُقُوقِهِمْ كَالزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ وَسَمَاعِ الْمَلَاهِى وَالنَّظْرِ اِلٰى غَيْرِ مَحْرَمٍ وَمَسِّ الْمُصْحَفِ بِغَيْرِ وُضُوءٍ..... فَالتَّوبَةُ عَنْهَا بِالنَّدَمِ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَالتَّحَسُّرِ وَ الْاِعْتِذَارِاِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَو تَرَكَ فَرْضًا مِّنَ الْفَرَآئِضِ لَا بُدَّ فِى التَّوبَةِ مِنْ آدَائِهٖ

"پس اگر گناہ اس قسم کے ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے جیسے کہ زنا ،شراب نوشی، سرود و ملاہی کا سننا، غیر محرم کی طرف بدنظر شہوت سے دیکھنا، بغیر وضوء کے قرآن پاک کو ہاتھ لگانا، تو ان کی تو ندامت استغفار حسرت وافسوس اور بارگاہ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے۔اگر کوئی فرض ترک ہو گیا ہو تو توبہ ادا کرنا ضروری ہے"۔

وَاِنْ کَانَتِ الْمَعَاصِی تَتَعَلَّقُ بِمَظَالِمِ الْعِبَادِفَتَوبَتُهَا بِرَدِّ الْمَظَالِمِ اِلَيْهِمْ وَالْاِسْتِحْلَالِ مِنْهُم وَالْاِحْسَانِ اِلَيْهِمْ وَالدُّعَاءِ لَهُم وَاِنْ كَانَ صَاحِبُ الْمَالِ وَالْعِرْضِ مَيِّتا فَالْاِسْتِغْفَارُ لَهٗ وَالْاِحْسَانُ وَرَدُّ الْمَالِ اِلىٰ اَوْلَادِهٖ وَوَرَثَتِهٖ وَاِن لَمْ يُعْلَمْ لَهٗ وَارِثٌ يَتَصَدَّقُ بِقَدْرِالْمَالِ وَالْجِنَايَةِ عَلَى الْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ بِنِيَّةِ صَاحِبِ الْمَالِ وَالَّذِی اُوذِی بِغَيْرِ حَقٍّ

"بعض گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں کے مظالم اور حقوق سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو ان سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کئے جائیں۔ ان سے معافی مانگیں اور ان پر احسان کریں اور ان کے حق میں دعا کریں۔ اور اگر مال و اسباب والا شخص مر گیا ہو تو اس کے حق میں استغفار کریں اس کا مال اس کے وارثوں اور اولاد کو دے دیں۔ اگر وارث نہ ہوں تو اس کی طرف سے صدقہ کر دیں ثواب بخش دیں"۔

قَالَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ سَمِعْتُ اَبَابَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ يَقُولُ وَهُوَ الصَّادِقُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ عَبْدٍاَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَامَ فَتَوَضَّأَوَصَلّٰی

وَاسْتَغْفَرَاللّٰهَ مِنْ ذَنْبِهِ اِلَّاكَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَغْفِرَلَهُ [1]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو صادق ہیں سنا ہے کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کسی بندہ سے گناہ سرزد ہو تو وہ وضو کرے اور نماز پڑھے اور اللہ تعالی سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالی ضرور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔

مَنْ اَذْنَبَ ذَنْبًا ثُمَّ نَدِمَ عَلَيْهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ

"جو گناہ پر نادم ہوا تو یہ گناہ کا کفارہ ہے"

آج کل کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ بالفاظِ مختلفہ یہ روایت درج ذیل کتب میں موجود ہے۔ [2]

---

[1] (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، ابواب اقامۃ الصلوات السنۃ فیھا، باب: ماجاء فی ان الصلاۃ کفارۃ، رقم الحدیث، ۱۳۹۵، ص ۲٤٦، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب: ماجاء فی الصلاۃ عندالتوبۃ، رقم الحدیث: ٤٠٦، ص ۱٤۳، ص ۱٤٤، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ آل عمران، رقم الحدیث ۳۰۰٦، ص ۸۸۷، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۲، جلد ۱ ص ۱۷۹، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان)

[2] (احمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن العباس بن عبد المطلب، رقم الحدیث: ۲٦۲۳، جلد ٤ ص ۳۷۹، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الطبرانی: المعجم الکبیر، احادیث عبداللہ بن العباس، ابوالجوزاء عن ابن عباس، رقم الحدیث: ۱۲۷۹۵، جلد ۱۲، ص ۱۷۲، مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیۃ، القاہرۃ (القضاعی: مسند الشھاب، رقم الحدیث: ۷۷، جلد ۱، ص ۸۰، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان)

جناب لقمان حکیم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے طور پر فرمایا:

یَابُنَیَّ لَا تُؤَخِّرِ التَّوبَۃَ اِلٰی غَدٍ فَاِنَّ الْمَوتَ یَاتِیکَ بَغْتَۃً [1]

"اے بیٹا! توبہ میں کل تک تاخیر نہ کر کیونکہ موت اچانک آجاتی ہے۔"

جناب مجاہد رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا:

مَنْ لَمْ یَتُبْ اِذَا اَصْبَحَ وَاَمْسٰی فَھُوَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

"جو صبح وشام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔" [2]

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کُنْ وَرِعًا تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ [3]

"تو پرہیزگار بن جا تمام لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا۔"

---

[1] (البیہقی: شعب الایمان، معالجہ کل ذنب بالتوبۃ، رقم الحدیث: ٦٨٠٢، جلد ٩، ص ٣٧١، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (ابن الجوزی: التبصرۃ، المجلس الاول: فی ذکر آدم علیہ الصلاۃ و السلام، الکلام علی قولہ تعالیٰ: التائبون العابدون الحامدون، ص ٣٤، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

[2] (السمرقندی: تنبیہ الغافلین باحادیث سید الانبیاء والمرسلین، باب: آخر من التوبۃ، ص ١١٦، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق) (ابن المفلح: الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ، فی وجوب التوبۃ واحکامھا وما یناب منہ، فصل: فی صحۃ توبۃ العاجز عمّا حرم علیہ من قول فعل، جلد ١ ص ١٠٨، مطبوعہ عالم الکتب، بیروت)

[3] (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، ابواب الزھد، باب: الورع والتقویٰ، رقم الحدیث: ٤٢١٧، ص ٧٧٢، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الخرائطی: مکارم الاخلائق، باب: ماجاء فی حفظ الجار وحسن مجاورتہ، رقم الحدیث: ٢٤٢، ص ٩٣، مطبوعہ دار الآفاق العربیۃ، القاہرۃ (القضاعی: مسند الشھاب، رقم الحدیث: ٦٣٨، جلد ١ ص ٣٧٠ ص ٣٧١، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان)

اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں نے کہا:

لَایَتِمُّ الْوَرَعُ اِلَّااَنْ یَّرٰی عَشَرَۃَ اَشْیَاءَ فَرِیْضَۃً عَلٰی نَفْسِہٖ

"جب تک انسان ان دس چیزوں کو اپنے اوپر فرض نہ کرلے تب تک کامل ورع حاصل نہیں ہوتی۔"

۱ حِفْظُ اللِّسَانِ عَنِ الْغِیْبَۃِ غیبت سے بچے۔

۲ الاِجْتِنَابُ عَنْ سُوْءِ الظَّنِّ بدظنی سے بچے۔

۳ الاِجْتِنَابُ عَنِ السُّخْرِیَّۃِ ہنسی ٹھٹھے سے پرہیز کرے۔

۴ غَضُّ الْبَصَرِ عَنِ الْمَحَارِمِ حرام سے آنکھ بند رکھے۔

۵ صِدْقُ اللِّسَانِ سچ بولے۔

۶ اَنْ یَّعْرِفَ مِنَّۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَیْلاَ یُعْجِبَ بِنَفْسِہٖ
ہر حال میں اللہ ہی کا احسان جانے۔

۷ اَنْ یُّنْفِقَ مَالَہٗ فِی الْحَقِّ وَلَا یُنْفِقَہٗ فِی الْبَاطِلِ
مال راہ خدا میں خرچ کرے۔

۸ اَنْ لَّا یَطْلُبَ لِنَفْسِہٖ الْعُلُوَّ وَالْکِبْرَ
اپنے نفس کے لئے بڑائی طلب نہ کرے

۹ الْمُحَافَظَۃُ عَلَی الصَّلَوَاتِ نماز کی حفاظت کرے۔

۱۰ الْاِسْتِقَامَۃُ عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ [1]
سنت و جماعت پر استقامت اختیار کرے۔

---

[1] (مجدالف ثانی: مکتوبات امام ربانی، (فارسی)، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوبات: ۶۶، جلد ۲، ص ۳۷، ص ۳۸، ص ۳۹، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور۔)

حاصل کلام:

1. اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ یعنی علماء اہلسنت و جماعت کے عقائد کے موافق درست کریں۔
2. عقائد کے درست کرنے کے بعد احکام فقہیہ کے مطابق عمل بجالائیں کیونکہ جس چیز کا امر ہو چکا ہے اس کا بجالانا ضروری ہے اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے اس سے ہٹ جانا لازم ہے۔
3. پنج وقتی نماز کو سستی اور کاہلی کے بغیر شرائط اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کریں۔
4. نصاب کے حاصل ہونے پر زکوۃ کو ادا کریں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورتوں کے زیور میں بھی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔
5. اپنے اوقات کو کھیل کود میں صرف نہ کریں اور قیمتی عمر کو بے ہودہ امور میں ضائع نہ کریں (پھر امور منہیہ اور محظورات شرعیہ کے بارے میں تاکید کی جائے)
6. سرود و نغمہ یعنی گانے بجانے کی خواہش نہ کریں اور اس کی لذت پر فریفتہ نہ ہوں یہ ایک قسم کا زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا اور سم قاتل ہے جو شکر سے آلودہ ہے۔
7. لوگوں کی غیبت اور سخن چینی سے اپنے آپ کو بچائیں۔ شریعت میں ان دونوں بری خصلتوں کے حق میں بڑی وعید آئی ہے۔
8. جھوٹ بولنے، بہتان لگانے سے پرہیز کریں۔ یہ بری عادتیں تمام مذاہب میں حرام ہیں۔ ان کے کرنے پر بڑی وعید آئی ہے۔

9. خلقت کے عیبوں اور گناہوں کا ڈھانپنا اور ان کے قصوروں سے درگزر اور معاف کرنا بڑے عالی حوصلے والے لوگوں کا کام ہے۔
10. غلاموں اور ماتحتوں پر مشفق اور مہربان رہنا چاہیے اور ان کے قصوروں پر مواخذہ نہ کرنا چاہیے۔ موقع اور بے موقع ان نامرادوں کو مارنا، کوٹنا اور گالی دینا ایذا پہنچانا نامناسب ہے۔
11. اپنی تقصیروں کو نظر کے سامنے رکھنا چاہیے۔ جو ہر ساعت خدا کی بارگاہ میں معلومات ہیں اور حق تعالی مواخذہ میں جلدی نہیں کرتا اور روزی کو نہیں روکتا۔
12. عقائد کی درستی، احکام فقہیہ کی بجا آوری کے بعد اپنے اوقات کو ذکر الٰہی میں بسر کریں۔
13. اگر احکام شرعیہ میں سستی کی جائے تو مشغولی اور مراقبہ کی لذت وحلاوت برباد ہو جاتی ہے۔

اللہ کریم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت و محبت میں زندگی نصیب رکھے اور اولیائے کرام کے نقش قدم پر ہم سب مسلمانوں کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وما توفیقی الا باللہ

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو" (القرآن)

غِیبَت

سے بچیے

تحریر

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

دانشمندو سنو حقیقت عرض فقیر کریندا
جو کوئی آپوں چنگا ہووے ہر نوں بھلا تکیندا
(میاں محمد بخش)

ہمارے شب و روز

ہم اگر غور کریں تو یہ بات ہمیں تسلیم کرنا پڑے گی کہ ہم میں سے اکثر لوگ زبان کے استعمال میں بے احتیاط ہیں۔غیبت، چغلی، جھوٹ، گالی گلوچ، فضول گفتگو ہماری زندگیوں میں رچ بس چکی ہے۔فراغت کے لمحات میں گپ شپ کے عنوان سے کسی کی غیبت، چغلی معمول بن چکی ہے۔زبان کا استعمال ہمارے اپنے اختیار میں ہے اگر زبان اچھی بات، ذکر الٰہی، درود شریف، تلاوت ونعت وغیرہ میں استعمال ہو تو کرم ہی کرم ہے اگر بے فائدہ دنیوی گفتگو، کسی کی برائی، جھوٹی من گھڑت باتیں، گالی گلوچ وغیرہ میں استعمال ہو تو انسان معصیت کے جال میں پھنس جاتا ہے۔اور بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب کے باعث اللہ رب العزت کے دربار میں نافرمانوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے۔فضول بات کرنے سے خاموش رہنا افضل ترین ہے۔اور اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ [1]

---

[1] البخاری: صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب: طیب الکلام، ص ۱۰۵۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (احمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رقم الحدیث: ۸۱۱۱، جلد ۱۳ ص ۴۷۲، رقم الحدیث: ۸۸۶۹، جلد ۱۴ ص ۴۵۸، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان (ابن خزیمۃ: صحیح ابن خزیمۃ، کتاب الامامۃ فی الصلاۃ، باب ذکر کتابۃ الصدقۃ بالمشی إلی الصلاۃ، رقم الحدیث: ۱۴۹۴، جلد ۲ ص ۳۷۵، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت)

خاموش رہنے سے اچھی میٹھی بات کہنا صدقہ ہے۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادمبارکہ ہے:

لَاتُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ ، وَإِنْ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِى [1]

"اللہ کا ذکر کرنے کے علاوہ زیادہ کلام نہ کیا کرو اس لئے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ کلام کرنے سے دل سخت ہو جاتا ہے۔ اورلوگوں میں سے سخت دل والا اللہ پاک کے حضور سب سے زیادہ دور ہے۔"

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کووصیت فرمائی کہ:

لَاتُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَتَقْسُوَ قُلُوْبُكُمْ وَ إِنَّ الْقَاسِيَ قَلْبُهُ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَيَعْلَمُ ، وَلَا تَنْظُرُوْا إِلَى ذُنُوْبِ النَّاسِ كَأَنَّكُمْ أَرْبَابٌ وَلٰكِنْ

[1] (الترمذی: الجامع الترمذی، أبواب الزھد، باب: منہ النھی عن کثرۃ الکلام اِلا بذکر اللہ، رقم الحدیث: ۲۴۱۱، ص ۲۲۷، ص ۲۳۷، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع ، الریاض) (البیھقی : شعب الایمان، حفظ اللسان، فصل: فی فضل السکوت علی کل مالایعنیہ وترک الخوض فیہ، رقم الحدیث: ۴۶۰۰، جلد ۷ ص ۲۸، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (الدیلمی مسند الفردوس، باب: لام ألف، رقم الحدیث: ۷۴۷۵، جلد ۵ ص ۶۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (المنذری: الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب الأدب، الترغیب فی الصمت اِلا عن خیر، والترھیب من کثرۃ الکلام، رقم الحدیث: ۴۳۶۵، جلد ۳ ص ۳۴۴، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

انْظُرُوْا فِيْ ذُنُوْبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيْدٌ، وَالنَّاسُ رَجُلَانِ مُبْتَلٍ وَمُعَافٍ فَارْحَمُوْا اَهْلَ الْبَلَاءِ فِيْ بَلِيَّتِهِمْ وَاحْمَدُو اللّٰهَ عَلَى الْعَافِيَةِ۔

"ذکر الٰہی کے علاوہ کلام کم کرو ورنہ تمہارے قلوب سخت ہو جائیں گے اور سخت قلب والا شخص اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کے گناہوں کی طرف مت دیکھو، کیونکہ تم ان کے رب نہیں ہو بلکہ تم اپنے جرائم کی طرف دیکھو کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے غلام ہو اور تمام لوگ دو قسم پر ہیں"۔

(۱) مصائب میں مبتلا۔ (۲) عافیت سے زندگی بسر کرنے والے۔

پس تم مصائب زدہ لوگوں پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرو۔[1]

---

[1] (أبي نعيم الاصبهاني: حلية الاولياء وطبقات الأصفياء، رقم الترجمة: حيلان بن فروة، جلد ٦ ص ٥٨، رقم الترجمة: مالک بن أنس، جلد ٦ ص ٣٢٨، مطبوعہ مصر۔) (ابن المبارک: الزهد والرقائق باب: ماجاء في الحزن والبكاء، رقم الحديث: ١٣٥، ص ٤٤، مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت، لبنان) (ابن ابي شيبة: مصنف ابن ابي شيبة، كتاب الفضائل، باب: ماذكر فيما فضل به عيسىٰ عليه السلام، رقم الحديث: ٣١٨٧٩، جلد ٦ ص ٣٤٠، كتاب الزهد، كلام عيسى ابن مريم، رقم الحديث: ٣٤٢٣٠، جلد ٧، ص ٦٥، مطبوعہ مكتبة الرشد، الرياض) (البيقهي: شعب الايمان، حفظ اللسان، فصل: في فضل السكوت على كل مالا يعنيه وترك الخوض فيه، رقم الحديث: ٤٦٦٨، جلد ٧ ص ٢٧، مطبوعہ مكتبة الرشد، الرياض) (ابن حجر العسقلاني: إتحاف المهر ة، رقم الترجمة: ١٦٣٧، مالک بن أنس، رقم الحديث: ٢٥٠٥٦، جلد ١٩، ص ٣٨٥، مطبوعہ مجمع الملک فهد للطباعة المصحف الشريف، ـــ

الا ماشاء اللہ ہم لوگ اس زبان سے غیبت میں جو کہ ایک عظیم گناہ ہے۔ اس انداز میں گم ہو چکے ہیں، جیسے کہ شائد ہم اس عظیم گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتے ان اوراق میں قرآن و حدیث کی روشنی میں غیبت کی مذمت کے حوالہ سے مختصر سی سعی کی گئی ہے۔ تا کہ ہم لوگ استفادہ کر کے غیبت سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اور اللہ پاک رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سرخروئی حاصل کر سکیں۔ اللہ کریم ہمیں عمل کی توفیق ارزانی نصیب کرے۔ آمین بجاہ النبی الکریم۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محتاج دعا

حافظ محمد عدیل یوسف صدیقی

۔۔۔ بالمدینۃ) (أحمد بن حنبل : الزھد، من مواعظ عیسی علیہ السلام، رقم الحدیث : ۳۱۱، ص ۵۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ھناد بن السری : الزھد، باب : من قال : لا أتکلم إلا بخیر، جلد ۲ ص ۵۴۲، مطبوعہ دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، الکویت)

غیبت کسے کہتے ہیں؟

کسی مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں اس کی برائی، عیب دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرنے کو غیبت کہتے ہیں۔

حضرت امام ابن حجر مکی ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۷۴ھ) بیان کرتے ہیں کہ عُلمائے کرام فرماتے ہیں:

إِنَّهَا ذِكْرُ الْإِنْسَانِ بِمَا فِيْهِ سَوَاءٌ [1]

''انسان کے کسی ایسے عیب کا ذکر کرنا جو اس میں موجود ہو غیبت کہلاتا ہے۔''

حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفیٰ ۵۹۷ھ) نے احادیث مبارکہ کی روشنی میں غیبت کی جو تعریف بیان فرمائی ہے، وہ یہ ہے:

أن تذكر أخاك بما يكرهه إن بلغه أوسمعه ، وإن كنت صادقا سواء ذكرت نقصانا فى نفسه ، أو عقله ، أو ثوبه ، أو فى فعله ، أوفى قوله أو فى دينه ، أو فى داره ، أو فى دابته ، أو فى ولده ، أو فى عبده ، أوفى أمته ، أو بشىء ما يتعلق به ، حتى قولك : إنه واسع الكم ، طويل الذيل

[1] (ابن حجر الھیتمی : الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الثامنۃ والتاسعۃ والأربعون بعد المائتین الغیبۃ والسکوت علیھا، جلد ۲ ص ۱۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان۔)

"تو اپنے بھائی کو ایسی چیز کے ذریعے یاد کرے کہ اگر وہ سن لے یا یہ بات اسے پہنچے تو اسے ناگوار گزرے اگرچہ تو اس میں سچا ہو خواہ اس کی ذات میں کوئی نَقْص (خامی) بیان کرے یا اس کی عَقل میں یا اس کے کپڑوں میں یا اس کے فِعل یا قول میں کوئی کمی بیان کرے یا اس کے دِین یا اس کے گھر میں کوئی نَقْص (عیب) بیان کرے یا اس کی سواری یا اس کی اولاد، اس کے غلام یا اس کی کنیز میں کوئی عیب بیان کرے یا اس سے مُتعلق کسی بھی شے کا (بُرائی کے ساتھ) تذکرہ کرے یہاں تک کہ تیرا یہ کہنا کہ اس کی آستین یا دامن لمبا ہے سب غیبت میں داخل ہیں۔" [1]

کچھ لوگوں کے خیال میں یہ بات بھی ہے جو بات یعنی برائی ہم کسی شخص کی بیان کررہے ہیں یہ برائی اس میں موجود ہے تو ہم بیان کررہے ہیں، نہیں دوستو! برائی کسی میں موجود ہو اور ہم اس کی غیر موجودگی میں بیان کریں۔ تو یہی غیبت ہے اور اگر برائی، عیب نقص اس میں موجود نہ ہو۔ اور ہم بیان کریں یہ صرف غیبت ہی نہیں بلکہ اس پر بہتان ہوگا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے میں جو برائی اس شخص کے پیچھے بیان کررہا ہوں اس کے منہ پر بھی یعنی سامنے بھی بیان کرسکتا ہوں۔

[1] (ابن الجوزی: بحرُ الدُّموع، الفصل الموفی ثلاثین، ص ۱۱۸، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت، لبنان۔)

گو یا اس طرح غیبت کو جائز سمجھتے ہیں۔جبکہ سامنے بیان کرسکتا ہو یا نہ کرسکتا ہوغیبت برائی کا بیان کرنا ہے۔ایک مرتبہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے فرمایا:

أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟

جانتے ہوغیبت کسے کہتے ہیں؟

قَالُوا :اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ

صحابہ نے عرض کیا اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا۔

ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اءَفَرَأَيْتَ اِنْ كَانَ فِي اَخِي مَا اَقُوْل

"تمہارے اپنے بھائی کو ان الفاظ میں یاد کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو"

عرض کیا گیا:

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمائیں اگر ہمارے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو بیان کیا جائے؟ (تو کیا اس کا ذکر کرنا بھی غیبت ہے)"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ ، وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهُ [1]

"اگر تیرے بھائی میں وہ عیب موجود ہے جو تونے بیان کیا تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ عیب برائی اس میں نہیں تو تیری طرف سے اُس پر بہتان بھی ہوگا۔"

غیبت سچے عیب بیان کرنے کو کہتے ہیں اور بُہتان جُھوٹے عیب بیان کرنے کو، غیبت ہوتی ہے سچ مگر ہے حرام، اکثر گالیاں سچی ہوتی ہیں مگر ہیں بے حیائی وحرام، (معلوم ہوا کہ) ہر سچ حلال نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ غیبت ایک گناہ ہے بہتان دو گناہ۔

---

[1] (المسلم : صحیح المسلم ، کتاب البر والصلة والأدب ، باب :تحریم الغیبة ، رقم الحدیث: ۶۵۹۳ (۲۵۸۹)، ص ۱۱۳۲، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض) (النسائی: السنن الکبریٰ، کتاب التفسیر، سورۃ الحجرات، قولہ تعالیٰ: ولا یغتب بعضکم بعضاً، رقم الحدیث: ۱۱۴۵۴، جلد ۱۰ ص ۲۶۸، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (ابن حبان: صحیح ابن حبان، تابع لکتاب الحظر والاباحة، باب الغیبة، ذکر الإخبار عن الفصل بین الغیبة والبھتان، رقم الحدیث: ۵۷۵۸، جلد ۱۳ ص ۷۱، ذکر الاخبار عما یجب علی المرء من صیانة أخیه المسلم بتحفظ لسانه عن الوقیعة فیه، رقم الحدیث: ۵۷۵۹، جلد ۱۳، ص ۷۲، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، لبنان) (البیھقی: السنن الکبری، کتاب الشھادات، جماع أبواب من تجوز شھادته۔۔۔الخ، باب: من عضه غیره بحد أو نفی نسب ردت شھادته وکذلک من أکثر النمیمة أو الغیبة، رقم الحدیث: ۲۱۱۶۳، جلد ۱۰ ص ۴۱۷، ص ۴۱۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، لبنان)

قرآن حکیم کا حکم:

ہم مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے لئے قرآن حکیم ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، سرچشمۂ ہدایت ہے۔ ہمیں اپنی زندگی کے یہ چند روز قرآنِ حکیم کی روشنی میں گزارنے ہوں گے۔ جس نے اپنی یہ فانی زندگی قرآنی احکامات کے مطابق بسر کرنے کی حتی المقدور کوشش کی اس کو دونوں جہانوں میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس کیلئے نویدِ نجات ہے قرآن حکیم میں اللہ رب العزت نے غیبت سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے:

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ [1]

''اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو، اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے، تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔'' (کنز الایمان)

---

[1] (پارہ:۲٦، سورۃ الحجرات، آیت:۱۲)

دوستو! مسلمان بھائیو!

قرآن مجید نے ایمان والوں کو غیبت سے نفرت دلانے کے لئے ایک ایسی مثال دے کر منع فرمایا ہے کہ کوئی بھی سمجھدار انسان غیبت کرنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا ۔فرمایا کیا کوئی ایمان والا انسانی گوشت کھانا پسند کرے گا۔اور انسان بھی وہ جو مردہ ہو،اور مردہ بھی وہ جو اسکا بھائی ہو،مردار بھائی کا گوشت کھانا تو کوئی پسند نہیں کرتا۔لیکن غیبت لوگوں کی مرغوب غذا کیوں ہے۔

غیبت مردار کھانے سے زیادہ بدتر ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے سنگین جرم زنا کا ارتکاب کیا اور پھر اعتراف کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے سنگسار یعنی اس پر پتھراؤ کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس شخص کو دیکھ کر دو شخص آپس میں یوں گفتگو کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس کے سنگین جرم کو چھپا رکھا تھا۔ اس نے خود ظاہر کیا اور اب یوں سنگسار کیا جارہا ہے جیسے کتے کو کیا جاتا ہے۔ ان دونوں کی گفتگو کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سماعت فرمالیا۔ چلتے ہوئے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان دونوں کو بلایا، دونوں حاضر ہوئے۔ ایک طرف مردار گدھا پڑا ہوا تھا۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا: كُلَا مِنْ جِيْفَةِ هَذَا الْحِمَارِ "اس مردار گدھے کو کھاؤ" دونوں نے عرض کیا: يَارَسُولَ اللّٰهِ مَنْ يَاكُلُ مِنْ

هٰذَا؟ "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے کھائیں" نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَا نِلْتُمَا مِنْ عِرْضِ اَخِيْكُمَا آنِفًا اَشَدُّ مِنْ اَكْلٍ مِنْهُ "تم مردہ گدھا کھانے سے تو نفرت کرتے ہو۔ لیکن اپنے بھائی کی عزت پر جو تم نے حملہ کیا یعنی غیبت کی وہ مردار کھانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔"

پھر ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنَّهُ الْآنَ لَفِيْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ يَنْغَمِسُ فِيْهَا[1]

"اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ تو اس وقت (جس کو سنگسار کیا گیا) جنت کی نہروں میں نہا رہا ہے۔"

---

[1] (أبي داوٗد: سنن أبي داوٗد، کتاب الحدود، باب: رجم ماعز بن مالک، رقم الحدیث: ۴۴۲۸، ص ۸۷۵، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (النسائی: السنن الکبری، کتاب الرجم، باب: ذکر استقصاء الامام علی المعترف عندہ بالزنا۔۔۔الخ، رقم الحدیث: ۷۱۲۶، ۷۱۲۷، جلد ۶، ص ۴۱۵، ص ۴۱۶، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (أبي یعلی: مسند أبي یعلی، مسند أبي هریرۃ، رقم الحدیث: ۶۱۴۰، جلد ۱۰، ص ۵۲۴، ۵۲۵، مطبوعہ دار المامون للتراث، دمشق) (ابن الجارود: المنتقی من السنن المسندۃ، کتاب الطلاق، باب: حد الزانی البکر والثیب، رقم الحدیث: ۸۱۴، جلد ۱، ص ۲۰۶، مطبوعہ مؤسسۃ الکتاب الثقافۃ، بیروت) (الدارقطنی: سنن الدارقطنی، کتاب الحدود والدیات وغیرہ، رقم الحدیث: ۳۴۴۲، جلد ۴ ص ۲۶۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان)

پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا:

تو گٹھڑی سنبھال تینوں چور نال کی
تو اپنی نبیڑ تینوں ہور نال کی

غیبت کرنا اپنے بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے:

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بارگاہ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر تھے کہ ایک آدمی اُٹھ کر چلا گیا۔ اُس کے جانے کے بعد ایک شخص نے اس کی غیبت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تَخَلَّلْ "خلال کرو!" اس نے عرض کی: وَمَا أَتَخَلَّلُ يَارَسُولَ اللّٰهِ، أَكَلْتُ لَحْماً؟ "یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کس وجہ سے خلال کروں میں نے گوشت تو نہیں کھایا؟"

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّكَ أَكَلْتَ لَحْمَ أَخِيْكَ [1]

"بے شک تو نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا (یعنی غیبت کی) ہے"

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھے ایک شخص نے عرض کیا:

---

[1] (الطبرانی: المعجم الکبیر، ومن مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۰۰۹۲، جلد ۱۰ ص ۱۰۲، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأدب، باب: ماجاء فی الغیبۃ والنمیمۃ، رقم الحدیث ۱۳۱۴۵، جلد ۸ ص ۹۴ مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرہ)

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَعْجَزَ أَوْ قَالَ مَا أَضْعَفَ فُلَانًا ؟

”یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! فلاں شخص کتنا عاجز ہے یا کہا: فلاں شخص کتنا کمزور ہے؟“

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اغْتَبْتُمْ صَاحِبَكُمْ وَ أَكَلْتُمْ لَحْمَهُ [1]

”تم نے اپنے ساتھی کی غیبت کی ہے، اور تم نے اس کا گوشت کھایا ہے۔“

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَكَلَ لَحْمَ أَخِيْهِ فِي الدُّنْيَا قُرِّبَ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

”جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت (غیبت کر کے) کھاتا ہے قیامت کے دن اسے اس کے قریب کیا جائے گا۔“

اور اس سے کہا جائے گا:

كُلْهُ حَيًّا كَمَا أَكَلْتَهُ مَيِّتًا فَيَأْكُلُهُ وَ يَكْلَحُ وَ يَصِيْحُ

---

[1] (أبي يعلى: مسند أبي يعلى، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، رقم الحديث: ٦١٥١، جلد ١١ ص ١١، مطبوعه دار المامون للتراث، دمشق) (الهيثمي: المقصد العلى في زوائد أبي يعلى الموصلي، كتاب الزهد، باب: ماجاء في الغيبة، رقم الحديث: ١٩٨٨، جلد ٤، ص ٤٨٠، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، لبنان) (الهيثمي: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الأدب، باب: ماجاء في الغيبة والنميمة، رقم الحديث ١٣١٤٤، جلد ٨ ص ٩٤، مطبوعه مكتبة القدسي، القاهره)

"اس زندہ کو کھا جس طرح تو اس مردہ کو کھاتا تھا، وہ کھائے گا اور چبائے گا اور چیخے گا۔"

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کروائی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنم میں دیکھا تو وہاں کچھ لوگ تھے جو مردار کھا رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا:

مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ؟ [1]

"اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟"

انہوں نے بتایا کہ:

هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ [2]

"یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا (غیبت کرکے) گوشت کھایا کرتے تھے۔"

---

[1] (الطبرانی: المعجم الأوسط، من إسمه أحمد، رقم الحدیث: ۱۶۵۶، جلد ۱ ص ۴۵۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (ابن ابی الدنیا: الصمت، باب: الغیبۃ وذمھا، رقم الحدیث: ۱۷۸، ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت) (ابن ابی الدنیا: ذم الغیبۃ والنمیمۃ، باب الغیبۃ وذمھا، رقم الحدیث: ۴۰، ص ۱۸، مطبوعہ مکتبۃ دار البیان، دمشق) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأدب، باب: ماجاء فی الغیبۃ والنمیمۃ، رقم الحدیث: ۱۳۱۲۹، جلد ۸ ص ۹۲، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ) (البوصیری: إتحاف الخیرۃ المھرۃ، کتاب الأدب وغیرہ، باب: الترھیب من الغیبۃ والبھت وبیانھما والترھیب فی ردھما وماجاء فیمن ترفع عنھما، رقم الحدیث: ۵۳۷۴، جلد ۶ ص ۷۵، مطبوعہ دار الوطن للنشر، الریاض)

[2] (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب، رقم الحدیث: ۲۳۲۴، جلد ۴ ص ۱۶۶ ص ۱۶۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (البیھقی: البعث والنشور، باب: مایستدل بہ علی أنّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأی الجنۃ۔۔۔ الخ، الرقم: ۱۸۸، ص ۱۴۶، مطبوعہ مرکز الخدمات والأبحاث الثقافیۃ، بیروت) (الضیاء المقدسی: الآحادیث المختارۃ، عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ھاشم الھاشمی أبو العباس، رقم الحدیث: ۵۴۴، جلد ۹ ص ۵۵۰ ص ۵۵۱، مطبوعہ دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان)

بھائیو! بظاہر غیبت کرنا بہت ہی آسان لگتا ہے، مگر یاد رکھئے! زندہ اور مردہ بھائی کا گوشت کھانا کوئی آسان بات نہیں، آج زندگی میں بکرے کا تازہ کچّا گوشت کوئی نہیں کھا سکتا، بلکہ اگر پکانے میں کسر رَہ جاتی ہے، نمک مصالحہ کم ہوتا ہے یا ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو بسا اوقات کھانے کو جی نہیں کرتا تو ذرا تصور کیجئے کہ کچا گوشت اور وہ بھی ذبح شدہ نہیں مردار، پھر حلال حیوان کا نہیں مرے ہوئے انسان اور زندہ انسان کا! ایسا گوشت بھلا کون کھا سکتا۔

غیبت زنا سے بدتر:

ہر ذی شعور انسان ادراک رکھتا ہے کہ زنا کس قدر سنگین جرم ہے۔ لیکن غیبت اس قدر گناہِ عظیم ہے۔ حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ اور حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا "غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: وَ کَیْفَ؟ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیبت کرنا زیادہ سخت کیسے ہے۔" نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلرَّجُلُ یَزْنِی ثُمَّ یَتُوْبُ ، فَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَیْهِ ، وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَةِ لَا یُغْفَرُ لَهُ حَتّٰی یَغْفِرَ لَهُ صَاحِبُهُ [1]

---

[1] (الطبرانی: المعجم الأوسط، من اسمہ محمد، رقم الحدیث: ۶۵۹۰، جلد ۵ ص ۶۳ ص ۶۴، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان) (البیھقی: شعب الایمان، تحریم أعراض الناس وما یلزم من ترک الوقوع فیھا، فصل: فیھا ورد من الأخبار فی التشدید علی من اقترض من عرض أخیہ المسلم شیئا بسب أو غیرہ، رقم الحدیث: ۶۳۱۵، جلد ۹ ص ۹۸، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (ابن ابی الدنیا: الصمت، باب: الغیبۃ وذمھا، رقم الحدیث: ۱۶۴، ص ۱۱۸، مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع ۔۔۔

”ایک شخص زنا کرتا ہے پھر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے شخص کی اس وقت تک توبہ قبول نہیں ہوتی جب تک جس کی غیبت کی ہے وہ اس کو معاف نہیں کرتا۔“

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْغِيْبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا فَإِنَّ صَاحِبَ الزِّنَا يَتُوْبُ، وَصَاحِبَ الْغِيْبَةِ لَيْسَ لَهُ تَوبَةٌ [1]

”غیبت زنا سے سخت تر (گناہ) ہے۔ (وہ اس طرح کہ) زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کی توبہ نہیں ہے“

ایک نوجوان حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوا: مجھ سے بہت بڑا گناہ ہو گیا ہے، شرم کی وجہ سے آپ کے سامنے بیان کرنے کی بھی ہمت نہیں ہے۔ پھر کچھ دیر کے بعد کہنے لگا: افسوس! میں نے زنا کیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۔۔۔الفوائد، کتاب الأدب، باب: ماجاء فی الغیبۃ والنمیمۃ، رقم الحدیث: ۱۳۱۲۸، جلد ۸ ص ۹۱، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ) (ابن ابی الدنیا: ذم الغیبۃ والنمیمۃ، باب: الغیبۃ وذمھا، رقم الحدیث: ۲۶، ص ۱۳، مطبوعہ مکتبۃ دار البیان، دمشق)

[1] (البیھقی: شعب الایمان، تحریم أعراض الناس وما یلزم من ترک الوقوع فیھا، فصل: فیما ورد من الأخبار فی التشدید علی من اقترض من عرض أخیہ المسلم شیئا بسب أو غیرہ، رقم الحدیث: ۶۳۱۶، جلد ۹ ص ۱۰۰ مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض)

ترسیدم کہ مگر غیبت کردہ ای [1]

"میں تو سمجھا تھا کہ شاید تو نے غیبت کا گناہ کیا ہے"

چہرہ نوچنا:

جو شخص غیبت کرتا ہے کس قدر عذاب میں گرفتار ہوگا۔ دیکھئے حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

لَمَّا عُرِجَ بِي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ يَخْمِشُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَصُدُوْرَهُمْ -

"جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ رب العلمین نے معراج عطا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں معراج کی رات میرا گذر ایک ایسی قوم کے قریب سے ہوا۔ جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینے نوچ رہے تھے۔"

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے سید الملائکہ جبریل امین علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جو اس عذاب میں گرفتار ہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:

هَؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يَاكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَ يَقَعُونَ فِي اَعْرَاضِهِمْ [2]

---

[1] (فریدالدین عطار: تذکرۃ الأولیاء (فارسی)، رقم الترجمۃ: ۱۵، ذکر عبداللہ بن مبارک، ص ۲۴۰، مطبوعہ دُر، ایران)

[2] (ابی داؤد: سنن أبي داود، کتاب الأدب، باب: فی الغیبۃ، رقم الحدیث: ۴۸۷۸، ص ۹۶۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالک، رقم الحدیث: ۱۳۳۴۰، جلد ۲۱، ص ۵۳، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الخرائطی: مساوئ الأخلاق، باب: ماجاء فی الغیبۃ من الکراھۃ، رقم الحدیث: ۱۸۷، ص ۹۸، مطبوعہ مکتبۃ السوادی للتوزیع، جدۃ) (الطبرانی: المعجم الأوسط، من أسمہ أحمد، رقم الحدیث: ۸، جلد ۱ ص ۱۱، ۱۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان) (المخلص: المخلصیات، الجزء الأول، رقم الحدیث: ۳۳۴، ـــ

"یہ وہ افراد ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے (یعنی غیبت کرتے تھے) اور لوگوں کی عزت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔"

یعنی ان پر خارش کا عذاب مسلط کر دیا گیا تھا اور ناخن تانبے کے دھار دار اور نوکیلے تھے ان سے سینہ چہرہ کھجلاتے تھے اور زخمی ہوتے تھے۔ خدا (عزوجل) کی پناہ یہ عذاب سخت عذاب ہے، یہ واقعہ بعد قیامت ہوگا جو حضور انور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آنکھوں سے دیکھا مزید فرماتے ہیں: یعنی یہ لوگ مسلمانوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی آبروریزی (عزت خراب) کرتے تھے یہ کام عورتیں زیادہ کرتی ہیں انہیں اس سے عبرت لینی چاہیے۔

فائدہ حاصل کیجئے:

اب حالات کچھ بدل چکے ہیں، ہم دنیاوی مال میں فائدہ کو ہی محض فائدہ سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں ہمارے پیارے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ پر عمل کرنے میں ہی انسان کا فائدہ ہے۔

حضرت سلیم بن جابر رضی اللہ عنہ نے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بے کس پناہ میں عرض کیا: عَلِّمْنِي خَيْرًا يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ "یا حبیب اللہ کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے جس میں مجھے فائدہ نصیب ہو۔"

۔۔۔ص ۲۴۱، مطبوعہ وزارۃ الأوقاف والشؤون الاسلامیۃ لدولۃ قطر) (البیھقی: شعب الایمان، تحریم أعراض الناس وما یلزم من ترک الوقوع فیھا، فصل: فیما ورد من الأخبار فی التشدید علی من اقترض من عرض أخیہ المسلم شیئا بسب أو غیرہ، رقم الحدیث: ۶۲۹۰، جلد ۹ ص ۸۳، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (ابن جریر الطبری: صریح السنۃ، القول فی الایمان زیادتہ ونقصانہ، رقم الحدیث: ۳۹، ص ۲۸، مطبوعہ دار الخلفاء لکتاب الاسلامی، الکویت)

حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

لَاتَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَو اَنْ تَصُبَّ مِنْ دَلْوِك فِي اِنَاءِ الْمُسْتَسْقِيْ،وَاَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِبِشْرٍ حَسَنٍ، وَاِذَااَدْبَرَ فَلَا تَغْتَابَهُ [1]

"کسی بھی اچھی بات کو حقیر نہ سمجھنا خواہ وہ بات اتنی ہی کیوں نہ کہ تو اپنے ڈول سے کسی پیاسے کے برتن میں پانی ڈال دے۔اور اپنے مسلمان بھائیوں کی ان کے پیچھے غیبت نہیں کرنی چاہیئے۔"

یہ باتیں وہ ہیں۔جو انسان کو فائدہ دینے والی ہیں۔

(اللہ کریم عمل کی توفیق عطا فرمائے)

رسوائی سے بچئے:

کچھ عمل ایسے بھی ہیں کہ جن کی وجہ سے اللہ رب العلمین انسان کو اپنی بارگاہ میں ذلیل و رسوا کردیتا ہے اور غیبت ان اعمال میں سے ایک ہے۔ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی بلند آواز سے خطبہ ارشاد فرمایا: کہ اپنے اپنے گھروں میں عورتوں نے بھی خطبہ شریف سننے کا شرف حاصل کیا خطبہ شریف کے الفاظ یہ تھے:

---

[1] (ابن ابی الدنیا: الصمت، باب: الغیبۃ وذمھا، رقم الحدیث: ۱۶۶، ص ۱۱۹، مطبوعہ دار الکتاب مکتبۃ العربی، بیروت) (ابن ابی الدنیا: ذم الغیبۃ والنمیمۃ، باب: الغیبۃ وذمھا، رقم الحدیث: ۲۸، ص ۱۴، مطبوعہ مکتبۃ دار البیان، دمشق) (الھندی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الزکاۃ، من قسم الاقوال، الباب الثانی فی السخاء الصدقۃ، الفصل الثالث: فی أنواع الصدقۃ ومایطلق علیہ اسمھا مجازاً، أنواع متفرقۃ، رقم الحدیث: ۱۶۴۴۱، جلد ۶، ص ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار، لاہور)

يَامَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ ، لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيْهِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي جَوْفِ بَيْتِهِ [1]

"اے وہ گروہ جو اپنی زبان کے ذریعے ایمان لے آیا ہے لیکن ایمان اس کے دل میں داخل نہیں ہوا ہے تم لوگ مسلمانوں کی غیبت نہ کرو ان کے پوشیدہ معاملات کی جستجو نہ کرو کیونکہ جو شخص اپنے بھائی کے پوشیدہ معاملے کی جستجو کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے پوشیدہ معاملے کی طرف متوجہ ہو گا ، اور جس شخص کے پوشیدہ معاملے کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ ہوگا اس کو اس کے گھر میں بیٹھے رہنے کے دوران رسوائی کا شکار کردے گا۔"

---

[1] (أبی یعلی: مسند أبی یعلی، مسند البراء بن عازب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۱۶۷۵، جلد ۳ ص ۲۳۷، مطبوعہ دار المأمون للتراث، دمشق) (الرؤیانی: مسند الرؤیانی، حدیث البراء بن عازب، رقم الحدیث: ۳۰۵، جلد ۱ ص ۲۱۹، مطبوعہ موسسۃ قرطبۃ، القاھرۃ) (البیھقی: شعب الایمان، باب: فی الستر علی أصحاب القروف، رقم الحدیث: ۹۲۱۳، جلد ۱۲، ص ۱۶۰ ص ۱۶۱، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأدب، باب: ماجاء فی الغیبۃ والنمیمۃ، رقم الحدیث: ۱۳۱۴۱ جلد ۸ ص ۹۳، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ (البوصیری: إتحاف الخیرۃ المھرۃ، کتاب الجمعۃ، باب: رفع الصوت بالخطبۃ والانصات لھا والزجر عن تخطی رقاب الناس والامام یخطب، رقم الحدیث: ۱۵۳۰، جلد ۲ ص ۲۸۴، کتاب الأدب وغیرہ، باب: الترھیب من الغیبۃ والبھت وبیانھما والترھیب فی ردھما وماجاء فیمن ترفع عنھما، رقم الحدیث: ۵۳۱۷، جلد ۶، ص ۴۷، مطبوعہ دار الوطن للنشر، الریاض) (ابن حجر عسقلانی: المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، کتاب الأدب، باب: النھی عن تتبع العورات، رقم الحدیث: ۲۵۸۹، جلد ۱۱ ص ۴۸۴، مطبوعہ دار العاصمہ، الریاض)

دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

غیبت کی بدبو:

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ تھے اسی دوران ایک بدبودار ہوا آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا:

اَتَدْرُوْنَ مَاهٰذِهِ الرِّيحُ ؟ هٰذِهِ رِيْحُ الَّذِيْنَ يَغْتَابُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ [1]

"کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کس چیز کی ہوا ہے؟ یہ ان لوگوں کی بو ہے، جو اہل ایمان کی غیبت کرتے ہیں"

---

[1] (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۴۷۸۴، جلد ۲۳ ص ۹۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الخرائطی مساوی الأخلاق، باب: ماجاء فی الغیبۃ من الکراھۃ، رقم الحدیث: ۱۸۳، ص ۹۷، مطبوعہ مکتبۃ سعودی للتوزیع، جدۃ) (ابن ابی الدنیا: الصمت، باب: تفسیر الغیبۃ، رقم الحدیث: ۲۱۶، ص ۱۳۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت) (ابن ابی الدنیا: ذم الغیبۃ والنمیمۃ، باب: الغیبۃ وذمھا، رقم الحدیث ۷۹، ص ۲۶، مطبوعہ مکتبۃ دار البیان، دمشق) (الھیثمی: غایۃ المقصد فی زوائد المسند، کتاب الأدب، باب: ماجاء فی الغیبۃ والنمیمۃ، رقم الحدیث: ۳۰۳۷، جلد ۳ ص ۱۵۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)
(الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الأدب، باب: ماجاء فی الغیبۃ والنمیمۃ، رقم الحدیث: ۱۳۱۲۱، جلد ۸، ص ۹۱، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ)

غیبت کرنے سے ایک مخصوص بدبو نکلتی ہے پہلے جب کوئی غیبت کرتا تھا تو بدبو کے سبب سب کو معلوم ہو جاتا تھا کہ غیبت ہو رہی ہے! مگر اب غیبت کی اس قدر کثرت ہو گئی ہے کہ ہر طرف اس کی بدبو کے بھبکے اٹھ رہے ہیں۔ مگر ہمیں بدبو نہیں آتی کیونکہ ہماری ناک اس کی بدبو سے اَٹ گئی ہے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ جب گٹر صاف کی جا رہی ہوتی ہے تو عام شخص اس کی بدبو کے باعث وہاں کھڑا نہیں رہ سکتا مگر بھنگی کو کچھ بھی پتا نہیں چلتا اس لئے کہ اس کی ناک اس گندگی کی بدبو سے اَٹ چکی ہوتی ہے۔

غیبت ایمان کے لئے خطرہ ہے:

خلیفہ سوم، امیر المؤمنین، حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں ارشاد فرماتے سنا:

اَلْغِیْبَۃُ وَالنَّمِیْمَۃُ یَحُتَّانِ الإِیْمَانَ کَمَا یَعْضِدُ الرَّاعِی الشَّجَرَۃَ [1]

"غیبت اور چُغلی ایمان کو اس طرح کاٹ دیتی ہیں جس طرح چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے"

---

[1] (ابی القاسم الاصبھانی: الترغیب والترھیب، باب الغین، فصل: فی الترغیب فیمن نصر من اغتیب، رقم الحدیث: ۲۲۴۸، جلد ۳ ص ۱۴۱، مطبوعہ دار الحدیث، القاھرۃ) (المنذری: الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، کتاب البر والصلۃ وغیرھما، الترھیب من الغیبۃ والبھت وبیانھما والترغیب فی ردھما، رقم الحدیث: ۴۳۰۴، جلد ۳، ص ۳۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

جلیل القدر تابعی، حضرت سیدنا امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاللّٰهِ لَلْغِيْبَةُ أَسْرَعُ فِي دِينِ الْمُؤْمِنِ مِنَ الْأُكْلَةِ فِي جَسَدِهٖ [1]

"غیبت بندۂ مومن کے ایمان میں اس سے بھی جلدی فساد پیدا کرتی ہے جتنی جلدی" آکِلَہ" کی بیماری اُس کے جسم کو خراب کرتی ہے۔"

"آکِلَہ" پہلو میں ہونے والے اُس پھوڑے کو کہتے ہیں جس سے گوشت پوست سڑ جاتے ہیں اور گوشت جھڑنے لگتا ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم بن اَدھم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

میں کوہِ لبنان میں کئی اولیائے کرام کی صحبت میں رہا ان میں سے ہر ایک نے مجھے یہی وصیت کی کہ جب لوگوں میں جاؤ تو انہیں ان چار باتوں کی نصیحت کرنا:

(۱) جو پیٹ بھر کر کھائے گا اُسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوگی۔

(۲) جو زیادہ سوئے گا اس کی عمر میں برکت نہ ہوگی۔

(۳) جو صرف لوگوں کی خوشنودی چاہے گا وہ رضائے الٰہی سے مایوس ہو جائے گا۔

---

[1] (ابن ابی الدنیا: الصمت، باب: الغیبۃ وذمھا، الرقم: ۱۹۱، ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت
ابن ابی الدنیا: ذم الغیبۃ والنمیمۃ، باب: الغیبۃ وذمھا، رقم الحدیث: ۵۴، ص ۲۱، مطبوعہ مکتبۃ دار البیان، دمشق)

(۴)۔　جو غیبت اور فضول گوئی زیادہ کرے گا وہ دینِ اسلام پر نہیں مرے گا۔ ❶

غیبت کی وجہ سے عذابِ قبر:

حضرت سیدنا ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف تھا۔ دریں اثنا ہم نے اپنے سامنے دو قبریں پائیں تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ ، وَبَلَى، فَأَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِجَرِيدَةٍ ؟

"ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے اَمر کی وجہ سے نہیں ہو رہا، تم میں سے کون ہے جو مجھے ایک ٹہنی لا دے؟"

ہم نے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو میں سبقت لے گیا اور ایک ٹہنی لے کر حاضرِ خدمت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور دونوں قبروں پر ایک ایک رکھ دیا پھر ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ يُهَوَّنُ عَلَيْهِمَا مَا كَانَتَا رَطْبَتَيْنِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ إِلَّا فِي الْبَوْلِ ، وَالْغِيبَةِ

❶ (الغزالی: منہاج العابدین، (مترجم)، فصل: آنکھ، زبان، پیٹ اور دل کی حفاظت کا بیان، ص ۲۱۲ ص ۲۱۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

"یہ جب تک تر رہیں گی ان پر عذاب میں کمی رہے گی اور ان دونوں کو غیبت اور پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے" [1]

حضرت سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ عذابِ قبر کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱)۔ ثُلُثٌ مِنَ الْغِيْبَةِ

"ایک تہائی عذاب غیبت سے"

(۲)۔ وَثُلُثٌ مِنَ الْبَوْلِ

"اور ایک تہائی عذاب پیشاب (کے چھینٹوں سے خود کو نہ بچانے) سے"

(۳)۔ وَثُلُثٌ مِنَ النَّمِيْمَةِ [2]

"اور ایک تہائی عذاب چغلی سے ہوتا ہے"

---

[1] (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، حدیث أبي بكرة نفيع بن الحارث بن كلدة، رقم الحديث: ۲۰۳۷۳، جلد ۳۴، ص ۷، ص ۸، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بيروت، لبنان) (ابن کثیر: جامع المسانيد والسنن، أبوبكرة نفيع بن الحارث بن كلدة، عبدالرحمن بن أبي بكرة عن أبيه، رقم الحديث: ۱۱۶۱۲، جلد ۹ ص ۱۶۸، مطبوعہ دار خضر للطباعة والنشر والتوزيع بيروت، لبنان) (الهيثمي: غاية المقصد في زوائد المسند، كتاب الادب، باب: ماجاء في الغيبة والنميمة، رقم الحديث: ۳۰۴۱، جلد ۳ ص ۱۵۸، مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت، لبنان) (الهيثمي: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب الأدب، باب: ماجاء في الغيبة والنميمة، رقم الحديث: ۱۳۱۳۵، جلد ۸، ص ۹۲ ص ۹۳، مطبوعہ مكتبة القدسي، القاهرة)

[2] (ابن ابي الدنيا: الصمت، باب: الغيبة وذمها، الرقم: ۱۸۹، ص ۱۲۹، مطبوعہ دار الكتاب العربي، بيروت۔

[1] ابن ابي الدنيا: ذم الغيبة والنميمة، باب: الغيبة وذمها، الرقم: ۵۲، ص ۲۱، مطبوعہ مكتبة دار البيان، دمشق)

غیبت نیکیاں کھا جاتی ہے

حضرت سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشادفرمایا:

إِنَّ الرَّجُلَ لَيُؤْتَى كِتَابَهُ مَنْشُوراً

"بے شک قیامت کے دن انسان کے پاس اس کا کُھلا ہوا نامۂ اعمال لایا جائے گا"

وہ کہے گا:

يَارَبِّ فَأَيْنَ حَسَنَاتُ كَذَا وَكَذَا عَمِلْتُهَا لَيْسَتْ فِي صَحِيفَتِي ؟

"اے میرے رب! میں نے جوفلاں نیکیاں کی تھیں وہ کہاں گئیں؟"

کہا جائے گا:

مُحِيَتْ بِاغْتِيَابِكَ النَّاسَ [1]

"تو نے جو غیبتیں کی تھیں اس وقت سے مٹادی گئی ہیں"

---

[1] (ابی القاسم الأصبهانی: الترغیب والترهیب، باب الغین، فصل: فی الترغیب فیمن نصر من اغتیب، رقم الحدیث: ۲۲۵۰، جلد ۳ ص ۱۴۱، مطبوعہ دارالحدیث، القاهرة
المنذری: الترغیب والترهیب من الحدیث الشریف، کتاب البر والصلة وغیرهما، الترغیب من الغیبة والبهت وبیانهما والترغیب فی ردهما، رقم الحدیث: ۴۳۰۶، جلد ۳ ص ۳۳۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، لبنان)

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو شخص لوگوں کی غیبت کرتا ہے اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنی نیکیوں کے لئے منجنیق نصب کرتا ہے اور ان نیکیوں کو مشرق و مغرب ہر طرف پھینکتا ہے۔"[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا النَّارُ فِي الْيُبْسِ بِأَسْرَعَ مِنَ الْغِيْبَةِفِي حَسَنَاتِ الْعَبْدِ [2]

"آگ بھی خشک لکڑیوں کو اتنی جلدی نہیں جلاتی جتنی جلدی غیبت بندے کی نیکیوں کو جلا کر رکھ دیتی ہے۔"

غیبت کی مذمت اقوال سلف کی روشنی میں:

(۱) حضرت سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ایک مردہ خچر کے قریب سے گزرے تو بعض احباب سے ارشاد فرمایا:

لَأَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ مِنْ هَذَا حَتَّى يَمْلَأَ بَطْنَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ رَجُلٍ مَسْلِمٍ

---

[1] (الشعرانی: تنبیہ المغترین، (مترجم)، ص ۲۶۷، ص ۲۶۸، مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور الغزالی: منہاج العابدین، (مترجم)، ص ۱۴۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

[2] (ابن الجوزی: بحر الدموع، الفصل الموفی ثلاثین، ص ۱۱۹، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت الغزالی: إحیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، جلد ۳ ص ۱۴۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، لبنان)

"اسے پیٹ بھر کر کھانا مسلمان کا گوشت کھانے (یعنی اس کی غیبت کرنے) سے بہتر ہے۔" [1]

(۲)۔ مظلومِ کربلا، حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی شخص کو غیبت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا:

إِيَّاكَ وَالْغِيْبَةُ فَإِنَّهَا إِدَامُ كِلَابِ النَّاسِ [2]

"غیبت سے بچو، کیونکہ یہ انسان نُما کُتّوں کا سالن ہے"۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے غیبت کرنے والوں کو انسان نُما کتّوں کے ساتھ اس لئے تشبیہ دی ہے کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں غیبت کو مردار کا گوشت کھانے کی مثل بتایا گیا ہے اور مردار کا گوشت چبانا اور کھانا کُتوں کا کام ہے لہذا غیبت کرنے والے گویا کُتّوں کی مثل ہو کر آدمیوں کی اَقسام سے خارج ہوئے کیونکہ اگر آدمی ہوتے تو ان میں آدمی کی صفت ہوتی اور انسان کی خصلت ان میں پائی جاتی، کسی کی غیبت نہ کرتے، کسی کا گوشت کتوں کی طرح نہ چباتے۔

---

[1] (اَبِی الشیخ الأَصبھانی: التوبیخ والتنبیہ، باب: کفارۃ الغیبۃ، رقم الحدیث: ۲۱۲، ص ۹۴، مطبوعہ مکتبۃ الفرقان، القاھرۃ) (ابن ابی شیبۃ: مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الأَدب، باب: ما قالوا فی النھی والوقیعۃ فی الرجل والغیبۃ، رقم الحدیث: ۲۵۵۳۷، جلد ۵ ص ۲۳۰، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (البخاری: الأَدب المفرد، باب: الغیبۃ، رقم الحدیث: ۷۳۶، ص ۲۵۶، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت)

[2] (ابن ابی الدنیا: ذم الغیبۃ والنمیمۃ، باب: کفارۃ الاغتیاب، الرقم: ۱۶۱، ص ۷۴، مطبوعہ مکتبۃ دار البیان، دمشق) (ابن ابی الدنیا: الصمت، باب: کفارۃ الغیبۃ، الرقم: ۲۹۷، ص ۱۷۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت)

(۳)۔حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کسی مجلس میں یہ تین باتیں ہوں تو اس مجلس والوں سے رحمت پھر جاتی ہے، وہ تین باتیں یہ ہیں:

(۱)۔۔۔دنیا کا ذکر

(۲)۔۔۔زیادہ ہنسنا

(۳)۔۔۔اورلوگوں کی غیبت کرنا [1]

(۴)۔ حضرت سیدنا وہب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لِأَنْ أَدَعُ الْغِيْبَةَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَكُوْنَ لِيَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا ، مُنْذُ خُلِقَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى فَأَجْعَلُهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى [2]

"دنیا کی آفرینش (یعنی پیدائش) سے لے کر فنا ہونے تک کی تمام دُنیوی نعمتیں بھی بالفرض میرے پاس ہوں اور میں انہیں راہِ خدا میں لٹا دوں تب بھی اتنے بڑے عظیم ثواب کے کام کے مقابلے میں بہتر یہ سمجھتا ہوں کہ غیبت چھوڑ دوں۔"

(۵)۔ حضرت سیدنا فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تین آدمیوں کی دعا قبول نہیں ہوتی:

(۱)۔۔۔آكِلُ الحَرَامِ ۔ "جو مال حرام کھاتا ہو"

(۲)۔۔۔وَمِكْثَارُ الْغِيْبَةِ ۔ "جو بکثرت غیبت کرتا ہو"

---

[1] (الشعرانی: تنبیہ المغترین، (مترجم)، ص ۲۶۸، مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور)

[2] (أبواللیث السمرقندی: تنبیہ الغافلین بأحادیث سید الأنبیاء والمرسلین، باب: الغیبۃ، ص ۱۶۶، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق)

(۳)۔۔۔حَسَدٌ لِلْمُسْلِمِیْنَ ۔ ”جو کہ مسلمانوں سے حسد رکھتا ہو“[1]

آبروئے مسلم:

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بھی مسلمان کی عزت واحترام کی بڑی قدر ہے۔ دو ارشادات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کئے جاتے ہیں تا کہ اس روشنی میں ہمیں دوسرے مسلمان بھائیوں کی عزت واحترام کا اندازہ ہو سکے۔

1۔ارشاد ہوتا ہے:

اَلْمُسْلِمُ اَخُوَ الْمُسلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ التَّقْوٰی هٰهُنَا وَ یُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِیٔ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَ عِرْضُهٗ، [2]

---

[1] (أبو اللیث السمر قندی: تنبیہ الغافلین بأحادیث سید الأنبیاء والمرسلین، باب: الغیبۃ، ص۱۷۹، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق)

[2] (المسلم: صحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب: تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، رقم الحدیث: ۶۵۴۱ (۲۵۶۴)، ص ۱۱۲۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض (أحمد بن حنبل: مسند احمد بن حنبل، مسند أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۷۷۲۷، جلد ۱۳، ص ۱۵۹، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) البیھقی: السنن الکبریٰ، کتاب الغصب، باب: تحریم الغصب وأخذ أموال الناس بغیر حق، رقم الحدیث: ۱۱۴۹۶، جلد ۶ ص ۱۵۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

”ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اس کو ذلیل ہونے دے، نہ اس کو حقیر سمجھے تقویٰ یہاں ہے اس کے بعد (اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے) تین بار فرمایا انسان کیلئے یہ شر کافی ہے کہ وہ اپنے بھائی کو حقیر جانے مسلمان کی مسلمان پر ہر چیز حرام ہے اس کا خون، مال اور اس کی عزت۔“

جب انسان کسی کی غیبت کرتا ہے تو اس کی نگاہ میں دوسرے کا مال خون اور عزت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی یا تو وہ اس کے بدن میں کوئی عیب نکالتا ہے مثال کے طور پر فلاں شخص گنجا ہے، اس کا رنگ کالا ہے، اس کا کردار ایسا ہے، اس کا باپ موچی ہے، بھنگی ہے، وہ ریا کار ہے، متکبر ہے، بے نمازی ہے، اس کا قد چھوٹا ہے وغیرہ سب غیبت ہے۔ غیبت کرنے والا اس لحاظ سے دوسرے کے سامنے اسے بے عزت کرتا ہے جو گناہ عظیم ہے وہ حرام ہے۔

2۔ ارشاد ہوتا ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ [1]

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، رقم الحدیث: ۱۰، ص ۵، کتاب الرقاق، باب: الانتهاء عن المعاصی، رقم الحدیث: ۶۴۸۴، ص ۱۱۲۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب: بیان تفاضل الاسلام وأی أموره أفضل، رقم الحدیث: ۱۶۲ (۴۱)، ص ۴۰، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أبي داؤد: سنن أبي داؤد، کتاب الجهاد، باب: فی الهجرة هل انقطعت، رقم الحدیث: ۲۴۸۱، ص ۵۰۲، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، أبواب الایمان، باب: ماجاء فی أن المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، رقم الحدیث: ۲۶۲۷، ص ۷۸۳، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

"مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔"

غیبت سننا بھی گناہ عظیم ہے:

جب کوئی شخص کسی کی غیبت کا مرتکب ہوتا ہے تو ہم لوگ بڑی خوشی کیساتھ اس کی برائی کو سنتے ہیں بلکہ اس کا ساتھ دینے کیلئے بڑھ چڑھ کر کوئی بات اپنے پاس سے بھی کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے مگر

دوستو! مسلمان بھائیو:

جہاں غیبت کرنے والا گناہ عظیم کرتا ہے وہاں غیبت سننے والا بھی گناہ عظیم میں گرفتار ہوجاتا ہے اس لئے جہاں کوئی غیبت کررہا ہو اولاً تو اسے منع کرنا چاہئے تاکہ وہ بھی اس گناہ عظیم سے بچ سکے اور اگر کوئی اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔تو ایسی جگہ سے اٹھ جانا افضل ہے تاکہ کم از کم وہ اس گناہ میں مبتلا ہونے سے بچ سکے سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مقدس ہے:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مَنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ،فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَاِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ۔

"جہاں برائی دیکھو تو اسے روکو اور اگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے منع کرو اور یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل میں اس برائی کو برا سمجھنا ایمان کا کمزور درجہ ہے۔"[1]

کون سی غیبت جائز ہے؟

یہ بات ہمارے علم میں آ چکی ہے کہ قرآن و حدیث میں غیبت سے بچنے کا سخت حکم ہے اور غیبت مطلقاً حرام ہے۔ مگر علمائے کرام نے غیبت کو شرعی غرض کی بنا پر چھ اسباب سے جائز قرار دیا ہے۔

---

[1] (المسلم: صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب: بیان کون النھی عن المنکر من الایمان وأن الایمان یزید وینقص۔۔۔ الخ، رقم الحدیث: ۱۷۷ (۴۹) ص ۴۲، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (أبی داؤد: سنن أبی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب: الخطبۃ یوم العید، رقم الحدیث: ۱۱۴۰، ص ۲۳۶، کتاب الملاحم، باب: الامر والنھی، رقم الحدیث: ۴۳۴۰، ص ۸۵۶، ص ۸۵۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (الترمذی: جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب: ماجاء فی تغییر المنکر بالید أو باللسان أو بالقلب، رقم الحدیث: ۲۱۷۲، ص ۶۵۷، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، ابواب إقامۃ الصلوات والسنۃ فیھا، باب: ماجاء فی صلاۃ العیدین، رقم الحدیث: ۱۲۷۵، ص ۲۲۳، ص ۲۲۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض) (النسائی: سنن النسائی: کتاب الایمان وشرائعہ، باب: تفاضل أھل الایمان، رقم الحدیث: ۵۰۱۱، ۵۰۱۲، ص ۷۹۴، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

پہلا سبب:

مظلوم کیلئے جائز ہے کہ وہ قاضی، بادشاہ کے سامنے ظالم کی عدم موجودگی میں اس کا ظلم بیان کرے کہ اس نے میرے ساتھ یہ ظلم کیا ہے، جائز ہے۔[1]

دوسرا سبب:

اگر کسی شخص میں کوئی برائی ہوتو کسی بڑے سے اس کی برائی بیان کی جائے تا کہ اسے سمجھایا جاسکے اس طرح اس کی اصلاح ہوجائے جائز ہے۔[2]

تیسرا سبب:

کسی مفتی صاحب سے کسی معاملے کا فتویٰ لینا ہواور تمام معاملہ فریقین کی عدم موجودگی میں بتانا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جب معاملہ مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کرے تو نام نہ لے ویسے ہی عرض کردے کہ دو اشخاص کے درمیان معاملہ ہے۔لیکن اگر نام لیکر بھی پوچھا جائے تو بھی جائز ہے۔اس شخص کو مخصوص جان کر درست فتویٰ دیا جاسکے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ اُمِّ معاویہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کیا:" ابوسفیان ایک کنجوس آدمی

---

[1] (امجد علی اعظمی: بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم (۱۶)، مسئلہ: ۱۰، جلد ۳ (الف) ص ۵۳۵، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

[2] (امجد علی اعظمی: بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم (۱۶)، مسئلہ: ۳، جلد ۳ (الف) ص ۵۳۳، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

ہے میرا اور میرے بچوں کا خرچ پورا نہیں دیتا کیا میں پوشیدہ اس کے مال سے کچھ لے لیا کروں تو کیا یہ درست ہوگا؟" نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا" اپنی ضرورت کے مطابق انصاف سے لے لیا کرو"۔ [1]

یہاں اُمّ معاویہ نے ابوسفیان کا نام لیا کہ وہ ایک کنجوس آدمی ہے یہ بیان غیبت سے خالی نہیں ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتویٰ کے عذر کی وجہ سے اس کو جائز سمجھا۔ [2]

چوتھا سبب:

اگر کوئی شخص کسی پر اعتماد کر رہا ہو مگر وہ فاسق ہو، چور ہو، اسے اچھا سمجھ کر اس سے کاروبار کر رہا ہو۔ تو اسے باخبر کر دیا جائے کہ یہ شخص چور ہے۔ اس میں یہ برائی ہے۔

اس طرح کسی فاسق کے عیب کو صاف ظاہر کر دینا جائز ہے۔ تاکہ لوگ اس سے بچیں [3] لیکن بغیر عذر کے جائز نہیں۔ صوفیا کے نزدیک خیر خواہی کے لئے تنقید یا اصلاح کے لئے تذکرہ بالاتفاق جائز ہے۔

---

[1] (البخاری: صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب: إذا لم ینفق الرجل فللمرأة أن تأخذ بغیر علمہ ما یکفیھا وولدھا بالمعروف، رقم الحدیث: ۵۳۶۴، ص ۹۵۸، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض)

[2] (امجد علی اعظمی: بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم (۱۶)، مسئلہ: ۱۰، جلد ۳ (الف) ص ۵۳۵، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

(امجد علی اعظمی: بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم (۱۶)، مسئلہ: ۱۱، جلد ۳ (الف) ص ۵۳۵، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

[3] (امجد علی اعظمی: بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم (۱۶)، مسئلہ: ۲، جلد ۳ (الف) ص ۵۳۲، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

پانچواں سبب:

کوئی شخص ایسے لقب سے مشہور ہو۔جس میں غیبت کے معنیٰ موجود ہوں جیسے لنگڑا، چھوٹے قد والا، اور ہاتھ کٹا ہوا وغیرہ چونکہ وہ شخص ان عیبی ناموں سے مشہور ہے تو اس کو پرواہ نہیں ہوتی اس لئے اسے ان ناموں سے پکارنا جائز ہے۔مگر بہتر یہی ہے کہ نہ پکارا جائے۔ [1]

چھٹا سبب:

ایسا کوئی شخص جو اپنا فسق گناہ خود ظاہر کرے جیسے شراب خور وغیرہ ایسے لوگ فسق کو معیوب نہیں سمجھتے اس لئے ان کا ذکر (غیبت جائز ہے) [2]

غیبت کا کفارہ:

ایّامِ زندگی کا بھروسہ کسے ہے۔کوئی بھی اپنے ایک سانس کی ضمانت نہیں دے سکتا۔اور پھر اس فانی زندگی کو چھوڑنا بھی ایک حقیقت ہے۔قبل اس کے کہ روح کو بدن سے نکال لیا جائے۔پچھلے گناہوں سے توبہ کر لینی چاہئے۔ آئندہ زندگی کے چند لمحات ہمیں میسر ہوں گناہوں سے اجتناب کرنے کی مکمل سعی کرنی چاہیئے۔

[1] (امجد علی اعظمی: بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم (١٦)، مسئلہ: ١٢، جلد ٣ (الف) ص ٥٣٥، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

[2] (امجد علی اعظمی: بہارِ شریعت، حصہ شانزدہم (١٦)، مسئلہ: ٧، جلد ٣ (الف) ص ٥٣٤، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

اللہ پاک تو وہ کریم ذات ہے۔جس کی بارگاہ میں جتنا بھی گناہگار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے معافی طلب کرے تو وہ خوب معافی عطا فرمانے والا ہے۔اس کا بابِ رحمت ہر کسی کے لئے ہر لمحہ کھلا ہوا ہے چونکہ غیبت کا تعلق حقوق العباد سے ہے،اور نظام قدرت ہے کہ بندوں کے حقوق جب تک بندہ خود نہ معاف کرئے معاف نہیں ہوتے۔اس لئے غیبت کا کفارہ یہ ہے پہلے نادم ہوکر اللہ سے توبہ کرے اور پھر جس کی غیبت کی ہو اس سے معافی مانگی جائے۔اگر یہ علم ہی نہ ہو کہ غیبت کس کی ہوئی ہے یا وہ شخص انتقال کر چکا ہو۔تو اس کے لئے خوب استغفار کی جائے۔

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ كَفَّارَةِ الْغِيْبَةِ أَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَهُ، تَقُوْلُ :اللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَهُ

”غیبت کے کفارے میں یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کرے۔“

یوں کہے:

اللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَهُ [1]

”اے اللہ! مجھے اور اُسے بخش دے“

---

[1] (البیہقی : الدعوات الکبیر، باب: مایقول إذا جری علی لسانہ غیبۃ، رقم الحدیث: ۵۷۵،جلد ۲ ص ۲۱۳، مطبوعہ غراس للنشر والتوزیع ، الکویت) (الخرائطی : مساوی الأخلاق ، باب : ماجاء فی کفارۃ الغیبۃ ، رقم الحدیث:۲۰۶،ص ۱۰۵،مطبوعہ مکتبۃ السوادی للتوزیع،جدۃ)

غیبت کا علاج:

ہر شخص کو ہر وقت یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ غیبت ایک گناہِ عظیم ہے۔اور میں کسی کی غیبت کرنے کی وجہ سے عذاب کا مستحق نہ بن جاؤں کسی کی برائی بیان کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ کیا میں برائیوں سے مکمل پاک ہوں۔اور اپنی برائیوں کو دیکھ کر اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔

یوں کسی کی برائی کرنے سے انسان بچ سکتا ہے۔نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عیوب کی اصلاح کرنے والے کو خوشخبری عطا فرمائی ہے:

طُوْبَیٰ لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوبِ النَّاسِ[1]

"وہ شخص خوش قسمت ہے جو لوگوں کے عیوب کی بجائے اپنے عیب میں مشغول رہے"

یعنی اپنی اصلاح کی فکر میں رہے۔

مبارک وہ ہیں جو عیب اپنے رکھتے ہیں نگاہوں میں
نظر جن کی نہیں الجھی ہے غیروں کے گناہوں میں

---

[1] (البزار: مسند البزار، مسند أبي حمزة أنس بن مالک، رقم الحدیث: ٦٢٣٧، جلد ١٢ ص ٣٤٨، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ) (القضاعی: مسند الشهاب، رقم الحدیث: ٦١٣، جلد ١ ص ٣٥٧ ص ٣٥٨، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت) (البیهقی: شعب الایمان، الزهد وقصر الأمل، رقم الحدیث: ١٠٠٧٩، جلد ١٣ ص ١٤٢، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض) (الھیثمی: کشف الأستار عن زوائد البزار، کتاب المواعظ، باب: جامع فی المواعظ، رقم الحدیث: ٣٢٢٥، جلد ٤، ص ٧١، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان) (الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الزهد، باب: جامع فی المواعظ، رقم الحدیث: ١٧٧٠٠، جلد ١٠، ص ٢٢٨ ص ٢٢٩، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاهرۃ)

حقیقت تو یہ ہے کہ ہمیں اپنی برائیوں کی اصلاح کی طرف توجہ مبذول کرنی چاہیے۔ اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ ہوجائے تو کسی کی برائی بیان کرنے کی فرصت ہی نہ ملے گی۔

ویسے بھی کسی دوسرے کے متعلق حسن ظن یعنی اچھا گمان رکھنا چاہئے یوں ہم غیبت سے بچ سکتے ہیں اور کسی کے عیوب کی بجائے خوبیوں پر نظر رکھنی چاہئے۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

حُسْنَ الظَّنِّ مِنْ حُسْنِ الْعِبَادَةِ [1]

"حُسنِ ظن بہتر عبادت ہے۔"

مسلمان بھائیوں کے متعلق اچھے جذبات رکھنا۔ بھلائی کا عقیدہ رکھنا عبادات حسنہ میں سے ہے۔

بہادر شاہ ظفر لکھتے ہیں:

تھے جب اپنی برائیوں سے بے خبر
رہے ڈھونڈتے اوروں کے عیب و ہنر

[1] (أبي داوٗد: سنن ابي داوٗد، کتاب الادب، باب: في حسن الظن، رقم الحديث: ۴۹۹۳، ص ۹۸۵، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض) (أحمد بن حنبل: مسند أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، رقم الحديث: ۷۹۵۶، ۸۰۳۶، جلد ۱۳ ص ۳۳۸، ص ۴۰۶، رقم الحديث: ۹۲۸۰، جلد ۱۵ ص ۱۶۰، رقم الحديث: ۱۰۳۶۴، جلد ۱۶ ص ۲۳۸، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بيروت، لبنان) (ابن الأعرابي: معجم ابن الأعرابي، باب: ی، رقم الحديث ۱۱۳۹، جلد ۲ ص ۵۷۹، مطبوعہ دار ابن الجوزي المملكة العربية السعودية) (ابن حبان: صحيح ابن حبان، کتاب الرقائق، باب: حسن الظن بالله تعالىٰ، ذكر البيان بأن حسن الظن للمرء المسلم من حسن العبادة، رقم الحديث: ۶۳۱، جلد ۲ ص ۳۹۹، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بيروت، لبنان) (القضاعي: مسند الشهاب، رقم الحديث: ۹۷۳، ۹۷۴، جلد ۲ ص ۱۰۳، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بيروت، لبنان) (البيهقي: شعب الايمان، الرجاء من الله تعالىٰ، رقم الحديث: ۹۸۷، جلد ۲ ص ۳۲۴، مطبوعہ مكتبة الرشد، الرياض)

پڑی اپنی برائی پر جو اک نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

اللہ کریم ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے گناہوں سے بچنے کی ہمت اور نیکیوں کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النّبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

غیبت سے بچنے کا وظیفہ:

حضرت علامہ شیخ مجد الدین فیروز آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے:
جب کسی مجلس میں (یعنی لوگوں میں) بیٹھو اور کہو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد۔

تو اللہ تعالیٰ تم پر ایک فرشتہ مقرر فرمادے گا جو تم کو غیبت سے باز رکھے گا۔
اور مجلس سے اٹھو تو کہو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

تو فرشتہ لوگوں کو تمہاری غیبت کرنے سے باز رکھے گا۔ [1]

[1] (السخاوی: القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، الباب الثانی: فی ثواب الصلاۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۱۳۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت)

ماخذ ومراجع

1. قرآن مجید، کلام باری تعالیٰ، ناشر: پاک کمپنی لاہور۔

2. ترجمہ کنز الایمانا امام احمد رضا خان قادری (المتوفی ۱۳۴۰ھ)، ناشر ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

(آ)

3. الآحاد والمثانی، از: أبی بکر احمد بن عمرو ابن ابی عاصم النبیل (المتوفی ۲۸۷ھ)، مطبوعہ دار الرایۃ، الریاض۔

4. آداب الصحبۃ، از: ابوعبدالرحمن محمد بن الحسین بن محمد بن موسی بن خالد بن سالم النیسا پوری السلمی (المتوفی ۴۱۲ھ)، مطبوعہ دار الصحابۃ للتراث طنطا، مصر۔

5. الآداب، از: ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسی البیھقی (المتوفی ۴۵۸ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ بیروت، لبنان

6. الآداب الشرعیۃ والمنح المرعیۃ، از: ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج المقدسی الحنبلی (المتوفی ۷۶۳ھ)، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، لبنان۔

(ا)

7. الأدب المفرد، از: ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ البخاری (المتوفی ۲۵۶ھ) مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ، بیروت۔

8. احکام القرآن، از: ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص (المتوفی ۳۷۰ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت،

9. أمالی ابن سمعون الواعظ، از: ابوالحسین محمد بن احمد بن اسماعیل بن عنبس المعروف بابن سمعون الواعظ البغدادی (المتوفی ۳۸۷ھ)، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت، لبنان۔

10. الابانۃ الکبری، از: ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری المعروف بابن بطۃ

(التوفی ۳۸۷ھ)، مطبوعہ دارالرایۃ للنشر والتوزیع، الریاض

11. امالی ابن بشران، از: ابوالقاسم عبدالملک بن محمد بن عبداللہ بن بشران بن محمد بن بشران بن مھران البغدادی (التوفی ۴۳۰ھ)، مطبوعہ دارالوطن، الریاض

12. الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، از: ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی (التوفی ۴۶۳ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

13. احیاء علوم الدین، از: ابوحامد محمد بن محمد بن محمد بن الغزالی (التوفی ۵۰۵ھ)، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، لبنان۔

14. الحجۃ فی بیان المحجۃ وشرح عقیدۃ أھل السنۃ، از: ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الاصبھانی الملقب بقوام السنۃ (التوفی ۵۳۵ھ)، مطبوعہ دارالرایۃ السعودیۃ، الریاض

15. انوارالآثار المختصۃ بفضل الصلاۃ علی النبی المختار محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم، از: أبی العباس احمد بن معد بن عیسی بن وکیل الأقلیشی (التوفی ۵۵۰ھ)، مطبوعہ دارالمقتبس بیروت، لبنان۔

16. أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، از: عزالدین ابی الحسن علی بن محمد الجزری المعروف بابن الأثیر (التوفی ۶۳۰ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان

17. الأحادیث المختارۃ أو المستخرج من الأحادیث المختارۃ، از: ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد بن عبدالواحد المقدسی (التوفی ۶۴۳ھ)، مطبوعہ دارخضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت۔

18. الاذکار، از: أبوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (التوفی ۶۷۶ھ)، مطبوعہ دارالفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت، لبنان

19. اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ، از: أبوالعباس شھاب الدین احمد بن ابی بکر البوصیری الشافعی (التوفی ۸۴۰ھ)، مطبوعہ دارالوطن للنشر الریاض۔

20. أفضل الفوائد، (فارسی) جامع: حضرت امیرخسرو (التوفی ۷۲۵ھ)، مطبوعہ درمطبع رضوی، دھلی۔

21. اُفضل الفوائد (مترجم)، جامع حضرت امیر خسرو (المتوفی ۷۲۵ھ)، مطبوعہ نگارشات پبلشرز، لاہور۔

22. اِتحاف المھر ۃ، از: ابوالفضل اُحمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ)، مطبوعہ مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف، بالمدینۃ۔

23. الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، از: ابوالفضل اُحمد بن علی بن محمد بن اُحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی ۸۵۲ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان

24. اتحاف السائل بما لفاطمۃ من المناقب والفضائل، از: زین الدین محمد عبدالرؤوف بن علی بن زین العابدین المناوی (المتوفی ۱۰۳۱ھ)، مطبوعہ مکتبۃ القرآن للطبع والنشر والتوزیع، القاھرۃ۔

25. اسرار ورموز، از: ڈاکٹر محمد اقبال (المتوفی ۱۳۵۷ھ)، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور۔

(ب)

26. البعث والنشور، از: اُبوبکر اُحمد بن الحسین بن علی بن موسی البیھقی (المتوفی ۴۵۸ھ)، مطبوعہ مرکز الخدمات والاُبحاث الثقافیۃ، بیروت۔

27. بحر الدموع، از: ابوالفرج عبدالرحمن علی بن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ)، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت۔

28. بستان الواعظین، ابوالفرج عبدالرحمن علی بن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون دمشق، سوریا۔

29. البحر المحیط فی التفسیر، از: اُبوحیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان اُثیر الدین الاُندلسی (المتوفی ۷۴۵ھ)، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان۔

30. البدایۃ والنھایۃ، از: ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی (المتوفی ۷۷۴ھ)، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

31. بلوغ المسرات شرحاً علی دلائل الخیرات، از: شیخ حسن العدوی الحمزاوی (المتوفی ۱۳۰۳ھ)،

مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

32. بَانگِ دَرا، از: ڈاکٹر محمد اقبال (المتوفی ۱۳۵۷ھ)، مطبوعہ لاہور۔

33. بہارِ شریعت، از: مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی (المتوفی ۱۳۶۷ھ)، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی۔

(پ)

34. پیامِ مشرق، از: ڈاکٹر محمد اقبال (المتوفی ۱۳۵۷ھ)، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور

(ت)

35. تفسیر عبدالرزاق، از: امام عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی (المتوفی ۲۱۱ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

36. تعظیم قدر الصلاۃ، از ابوعبداللہ محمد بن نصر بن الحجاج المروزی (المتوفی ۲۹۴ھ)، مطبوعہ مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ

37. التوبیخ والتنبیہ، از: أبومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الأنصاری المعروف بأبي الشیخ الأصبھانی (المتوفی ۳۶۹ھ)، مطبوعہ مکتبۃ الفرقان، القاھرۃ۔

38. تنبیہ الغافلین بأحادیث سید الأنبیاء والمرسلین، از: أبو اللیث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراھیم السمرقندی (المتوفی ۳۷۳ھ)، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق۔

39. الترغیب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک، از: أبوحفص عمر بن أحمد بن عثمان بن أحمد بن محمد بن أیوب بن أزداذ البغدادی المعروف بابن شاھین (المتوفی ۳۸۵ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان

40. تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر السمعانی، از: ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار ابن أحمد المروزی السمعانی التمیمی (المتوفی ۴۸۹ھ)، مطبوعہ دار الوطن، الریاض۔

41. الترغیب والترھیب، از: ابوالقاسم اسماعیل بن محمد بن الفضل بن علی القرشی الاصبھانی الملقب بقوام السنۃ (المتوفی ۵۳۵ھ)، مطبوعہ دار الحدیث، القاھرۃ۔

42. تاریخ دمشق، از: ابوالقاسم علی بن الحسین بن ھبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (المتوفی ۵۷۱ھ)، مطبوعہ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، دمشق۔

43. التبصرۃ، از: ابوالفرج عبدالرحمن علی بن الجوزی (المتوفی ۵۹۷ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

44. التدوین فی أخبار قزوین، از: مؤرخ الکبیر عبدالکریم بن محمد الرافعی القزوینی (المتوفی ۶۲۳ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

45. تذکرۃ الأولیا، (فارسی)، از: شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری (المتوفی ۶۲۷ھ)، مطبوعہ دُر تہران۔

46. الترغیب والترھیب من الحدیث الشریف، از: ابومحمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی بن عبداللہ المنذری (المتوفی ۶۵۶ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

47. تھذیب الأسماء واللغات، از: ابوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی الشافعی (المتوفی ۶۷۶ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

48. تھذیب الکمال فی أسماء الرجال، از: ابوالحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالرحمن المزی (المتوفی ۷۴۲ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

49. تذکرۃ الحفاظ، از: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قائماز الذھبی (المتوفی ۷۴۸ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

50. تفسیر القرآن العظیم المعروف بابن کثیر، از: ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (المتوفی ۷۷۴ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

51. تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، از: ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی الشافعی (المتوفی ۹۱۱ھ)، مطبوعہ دار طیبۃ، الریاض۔

52. تاریخ الخلفاء، از: ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی الشافعی (المتوفی ۹۱۱ھ)، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی۔

53. تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس نفیس، از: الشیخ حسین بن محمد بن الحسن الدیار البکری (المتوفی ۹۶۶ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

54. تنبیہ المغترین (مترجم)، از: أبی المواھب عبدالوھاب بن احمد بن علی الشعرانی (المتوفی ۹۷۳ھ)، مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور۔

55. تفسیر أبی السعود، از: أبوالسعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفی (المتوفی ۹۸۲ھ)، مطبوعہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

56. تفسیر روح البیان، از: أبوالفداء اسماعیل حقی حنفی (المتوفی ۱۱۲۷ھ)، مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان۔

57. تفسیر المظہری، از: قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی (المتوفی ۱۲۲۵ھ)، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ، کوئٹہ۔

58. تفسیر روح المعانی، از: أبی الفضل شہاب الدین السید محمود الآلوسی البغدادی (المتوفی ۱۲۷۰ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

59. تفسیر ضیاء القرآن، از: جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری (المتوفی ۱۴۱۸ھ)، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

60. تفسیر تبیان القرآن، از: علامہ غلام رسول سعیدی (المتوفی ۱۴۳۷ھ)، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار، لاہور۔

61. تذکار صحابیات، از: طالب الھاشمی، مطبوعہ البدر پبلی کیشنز اردو بازار، لاہور۔

(ج)

62. جامع الترمذی، از: ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی (المتوفی ۲۷۹ھ)، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض۔

63. الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع، از: أبوبکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مھدی الخطیب البغدادی (المتوفی ۴۶۳ھ)، مطبوعہ مکتبۃ المعارف، الریاض۔

64. الجامع لأحکام القرآن المعروف بہ تفسیر قرطبی، از: ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن أبی بکر بن فرح الأنصاری القرطبی (التوفی ۶۷۱ھ)، مطبوعہ دار الکتب المصریۃ، القاھرۃ۔

65. جامع المسانید والسنن، از: ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی الشافعی (التوفی ۷۷۴ھ)، مطبوعہ دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت۔

66. الجامع الصغیر فی أحادیث البشیر النذیر، از: ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی الشافعی (التوفی ۹۱۱ھ)، مطبوعہ دار التوفیقیۃ للتراث، القاھرۃ۔

67. جمع الجوامع، از: ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی الشافعی (التوفی ۹۱۱ھ)، مطبوعہ المکتبۃ الشاملۃ۔

68. الجواھر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم، از: ابوالعباس شھاب الدین أحمد بن محمد بن علی بن حجر الھیتمی المکی (التوفی ۹۷۴ھ)، مطبوعہ دار جوامع الکلم، بیروت۔

69. جذب القلوب اِلی دیار المحبوب (فارسی)، از: شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی (التوفی ۱۰۵۲ھ)، مطبوعہ منشی نولکشور، لکھنؤ۔

70. جواھر البحار فی فضائل النبی المختار، از: شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی (التوفی ۱۳۵۰ھ)، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور۔

(ح)

71. حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، از: أبی نعیم احمد بن عبداللہ الأصبھانی (التوفی ۴۳۰ھ)، مطبوعہ مصر۔

72. حاشیۃ الشھاب علی تفسیر البیضاوی، از: شھاب الدین أحمد بن محمد بن عمر الخفاجی المصری الحنفی (التوفی ۱۰۶۹ھ)، مطبوعہ دار صادر، بیروت۔

73. حضرات القدس (مترجم)، از شیخ بدر الدین سرہندی، مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ، لاہور۔

74. حدائق بخشش، از: مولانا احمد رضا خان قادری (التوفی ۱۳۴۰ھ)، مطبوعہ پروگریسو بکس اُردو بازار، لاہور۔

(خ)

75. الخصائص الکبریٰ ، از: ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی الشافعی (المتوفی ۹۱۱ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

76. خطباتِ محرم، از: علامہ جلال الدین احمد امجدی (المتوفی: ۱۴۲۲ھ)، مطبوعہ اکبر بک سیلرز اُردو بازار، لاہور۔

(د)

77. الدعوات الکبیر، از: أبوبکر أحمد بن الحسین بن علی بن موسی البیھقی (المتوفی ۴۵۸ھ)، مطبوعہ غراس للنشر والتوزیع، الکویت۔

78. دلائل النبوۃ ، از: أبوبکر أحمد بن الحسین بن علی بن موسی البیھقی (المتوفی ۴۵۸ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

79. دلائل الخیرات فی ذکر الصلاۃ علی النبی المختار، از: أبوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی الحسینی (المتوفی ۸۷۰ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

80. الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، از: ابوالفضل جلال الدین عبدالرحمن بن أبی بکر السیوطی الشافعی (المتوفی ۹۱۱ھ)، مطبوعہ دارالفکر بیروت، لبنان۔

81. الدر المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود، از: أبوالعباس شھاب الدین أحمد بن محمد بن علی بن حجر الھیتمی المکی (المتوفی ۹۷۴ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

82. الدلالات الواضحات علی دلائل الخیرات ، از: شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی (المتوفی ۱۳۵۰ھ) مطبوعہ مظہر علم، لاہور۔

83. دیوانِ سالک، از: مفتی احمد یار خان نعیمی (المتوفی ۱۳۹۱ھ)، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

(ذ)

84. ذم الدنیا ، از: أبو بکر عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس البغدادی الأموی القرشی المعروف بابن الدنیا (المتوفی ۲۸۱ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، بیروت۔

85. ذم الغيبة والنميمة، از: أبوبكر عبدالله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن الدنيا (المتوفی ۲۸۱ھ)، مطبوعہ مکتبۃ دار البیان، دمشق۔

86. الذرية الطاهرة المطهرة، از: أبي بشر محمد بن أحمد بن حماد الانصاري الدولابي (المتوفی ۳۱۰ھ)، مطبوعہ الدار السلفیۃ، الکویت۔

87. ذوق نعت، از: مولانا حسن رضا خاں قادری (المتوفی ۱۳۲۶ھ)، مطبوعہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور۔

(ر)

88. الرياض النضرة في مناقب العشرة، از: احمد بن عبدالله الطبري الشهير محب الدين الطبري (المتوفی ۶۹۴ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

89. الروض الفائق في المواعظ والرقائق، از: الشيخ شعيب بن سعد بن عبد الكافي المصري المكي الحريفيش (المتوفی ۸۱۰ھ)، مطبوعہ المکتبۃ المعروفیۃ کانسی روڈ، کوئٹہ۔

(ز)

90. الزهد والرقائق، از: أبوعبدالرحمن عبدالله بن المبارك بن واضح الحنظلي (المتوفی ۱۸۱ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

91. الزهد، از: ابوعبدالله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفی ۲۴۱ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

92. الزهد، از: أبو السري هناد بن السري التميمي (المتوفی ۲۴۳ھ)، مطبوعہ دار الخلفاء للکتاب الاسلامی، الکویت۔

93. الزهد، از: أبوبكر عبدالله بن محمد بن عبيد بن سفيان بن قيس البغدادي الأموي القرشي المعروف بابن الدنيا (المتوفی ۲۸۱ھ)، مطبوعہ دار ابن کثیر، دمشق۔

94. الزواجر عن اقتراف الكبائر، از: ابوالعباس شهاب الدين أحمد بن محمد بن علي بن حجر الهيتمي المكي (المتوفی ۹۷۴ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

95. زبدۃ المقامات (فارسی)، از: شیخ محمد ہاشم کشمی (المتوفی ۱۰۵۴ھ)، مطبوعہ المکتبۃ ایشیق استانبول، ترکی۔

(س)

96. سنن الدارمی، از: أبو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن بهرام بن عبدالصمد الدارمی (المتوفی ۲۵۵ ھ)، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی۔

97. سنن ابن ماجہ، از: ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی (المتوفی ۲۷۳ھ)، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض۔

98. سنن أبی داؤد، از: ابوداؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی (المتوفی ۲۷۵ھ)، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض۔

99. سنن النسائی، از: ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (المتوفی ۳۰۳ھ)، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض۔

100. السنن الکبری، از: ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی (المتوفی ۳۰۳ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان۔

101. سنن الدارقطنی، از: أبوالحسن علی بن عمر بن أحمد بن مهدی بن مسعود بن النعمان بن دینار البغدادی الدارقطنی (المتوفی ۳۸۵ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

102. السنن الکبری، از: أبوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسی البیهقی (المتوفی ۴۵۸ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

103. سیر أعلام النبلاء، از: ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز الذهبی (المتوفی ۷۴۸ھ)، مطبوعہ دار الحدیث، القاهرۃ۔

104. سلوۃ الکئیب بوفاۃ الحبیب ﷺ، از: شمس الدین محمد بن عبداللہ بن محمد ابن أحمد بن مجاهد القیسی الدمشقی الشهیر بابن ناصر الدین (المتوفی ۸۴۲ھ)، مطبوعہ دار البحوث للدراسات الإسلامیۃ، الإمارات۔

105. سبل الھدی والرشار فی سیرۃ خیر العباد، از: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی ۹۴۲ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

106. السیرۃ الحلبیۃ، از: ابوالفرج نورالدین علی بن ابراھیم بن احمد الحلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

107. سمط النجوم العوالی فی أنباء الأ وائل والتوالی، از: عبدالملک بن حسین بن عبدالملک العصامی المکی (المتوفی ۱۱۱۱ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

108. سعادۃ الدارین فی الصلاۃ علی سید الکونین، از: شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی (المتوفی ۱۳۵۰ھ)، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور۔

109. سفینۂ نوح، از: علامہ محمد شفیع اوکاڑوی (المتوفی ۱۴۰۴ھ)، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

110. سرمایۂ ملت کا نگہبان، از: علامہ سعید احمد مجددی (المتوفی ۱۴۲۳ھ)، مطبوعہ تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، گوجرانوالہ۔

111. سیرت مجدد الف ثانی، از: پروفیسر مسعود احمد نقشبندی، المتوفی ۱۴۲۹ھ)، مطبوعہ امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی۔

(ش)

112. شرح مشکل الآثار، از: أبوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبدالملک بن سلمۃ الأزدی المعروف بالطحاوی (المتوفی ۳۲۱ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان۔

113. الشریعۃ، از أبوبکر محمد بن الحسین بن عبداللہ الاجری البغدادی (المتوفی ۳۶۰ھ)، مطبوعہ دار الوطن الریاض، السعودیۃ۔

114. شرف المصطفی، از: ابوسعد عبدالملک بن ابی عثمان محمد بن ابراہیم الخرکوشی النیشاپوری (المتوفی ۴۰۶ھ)، مطبوعہ دارالبشائر اسلامیۃ، بیروت۔

115. شعب الایمان، از: ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن موسی البیھقی (المتوفی ۴۵۸ھ)، مطبوعہ

مکتبۃ الرشد، الریاض۔

116۔شرف أصحاب الحدیث، از: ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی (المتوفی ۴۶۳ھ)، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

117۔شرح السنۃ، از: ابومحمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (المتوفی ۵۱۶ھ)، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت۔

118۔الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، از: ابوالفضل عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون السّبتی (المتوفی ۵۴۴ھ)، مطبوعہ وحیدی کتب خانہ قصہ خوانی بازار، پشاور۔

119۔شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، از: تقی الدین علی بن السبکی الشافعی (المتوفی ۷۵۶ھ)، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت، لبنان۔

120۔شرح الزرقانی علی المواهب، از: محمد عبدالباقی الزرقانی (المتوفی ۱۱۲۲ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

(ص)

121۔صحیح البخاری، از: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن المغیرۃ البخاری (المتوفی ۲۵۶ھ)، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض۔

122۔صحیح المسلم، از: ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیشاپوری (المتوفی ۲۶۱ھ)، مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض۔

123۔الصمت، از: أبوبکر عبداللہ بن محمد عبید بن سفیان بن قیس البغدادی الأموی القرشی المعروف با بن أبی الدنیا (المتوفی ۲۸۱ھ)، مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت۔

124۔صریح السنۃ، از: أبوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الطبری (المتوفی ۳۱۰ھ)، مطبوعہ دارالخلفاء للکتاب الاسلامی، الکویت۔

125۔صحیح ابن خزیمۃ، از: أبو بکر محمد بن إسحاق بن خزیمۃ بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیشاپوری (المتوفی ۳۱۱ھ)، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت، لبنان۔

126۔صحیح ابن حبان، از: ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد التمیمی البُستی (التوفی ۳۵۴ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان۔

127۔صفۃ الصفوۃ، از: ابوالفرج عبدالرحمن علی بن الجوزی (التوفی ۵۹۷ھ)، مطبوعہ دارالحدیث، القاھرۃ۔

128۔الصلات والبشر فی الصلاۃ علی خیر البشر، از: مجد الدین أبوطاھر محمد بن یعقوب الفیروزآبادی (التوفی ۸۱۷ھ)، مطبوعہ سماح للنشر والتوزیع، دمشق۔

(ط)

129۔الطبقات الکبری، از: ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الھاشمی البصری البغدادی المعروف بابن سعد (التوفی ۲۳۰ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

130۔طبقات المحدثین بأصبھان والواردین علیھا، از: أبومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حیان الأنصاری المعروف بأبی الشیخ الأصبھانی (التوفی ۳۶۹ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان۔

(ع)

131۔عمل الیوم واللیلۃ، از: أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراھیم بن أسباط بن عبداللہ بن إبراھیم بن بدیح الدینوری المعروف بابن السنی (التوفی ۳۶۴ھ)، مطبوعہ دارالقبلۃ للثقافۃ ال إسلامیۃ، بیروت۔

(غ)

132۔غایۃ المقصد فی زوائد المسند، از: أبوالحسن نورالدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الھیثمی (التوفی ۸۰۷ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

133۔غرائب القرآن ورغائب الفرقان، از: نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیشاپوری (التوفی ۸۵۰ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

(ف)

134. فضائل الصحابۃ، از: أبوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی البغدادی (المتوفی ۲۴۱ ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

135. فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ، از: إسماعیل بن إسحاق القاضی الأزدی الجھضمی (المتوفی ۲۸۲ ھ)، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت۔

(ق)

136. القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، از: شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی الشافعی (المتوفی ۹۰۲ ھ)، مطبوعہ دارالکتاب العربی، بیروت۔

(ک)

137. کتاب المغازی، از: ابوعبداللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی (المتوفی ۲۰۷ ھ)، مطبوعہ دار الأعلمی، بیروت۔

138. کتاب الصلاۃ علی النبی، از: أبوبکر احمد بن عمرو ابن ابی عاصم النبیل (المتوفی ۲۸۷ ھ)، مطبوعہ دارالمأمون للتراث، دمشق۔

139. الکنی والأسماء، از: أبی بشر محمد بن أحمد بن حماد الانصاری الدولابی (المتوفی ۳۱۰ ھ)، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت، لبنان۔

140. کتاب الدعاء، از: أبی القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی (المتوفی ۳۶۰ ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

141. الکامل فی ضعفاء الرجال، از: أبواحمد بن عدی الجرجانی (المتوفی ۳۶۵ ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

142. الکشف والبیان عن تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر الثعلبی از: ابواسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی (المتوفی ۴۲۷ ھ)، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، لبنان۔

143. کشف الأستار عن زوائد البزار، از: ابوالحسن نورالدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الھیثمی (المتوفی

۸۰۷ھ)،مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت،لبنان۔

144۔کشف الخفاء ومزیل الالباس،از:اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (المتوفی ۱۱۶۲ھ)،مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت،لبنان۔

145۔کلیات اقبال(فارسی)،از:ڈاکٹر محمد اقبال(المتوفی ۱۳۵۷ھ)،مطبوعہ مکتبہ دانیال،لاہور۔

(ل)

146۔اللباب فی علوم الکتاب،از:ابوحفص سراج الدین عمر بن علی بن عادل الحنبلی الدمشقی (المتوفی ۷۷۵ھ)،مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت،لبنان۔

(م)

147۔مسند الشافعی،از:ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی (المتوفی ۲۰۴ھ)،مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت،لبنان۔

148۔مسند أبی داؤد الطیالسی،از:أبوداؤد سلیمان بن داؤد بن الجارود الطیالسی (المتوفی ۲۰۴ھ)، مطبوعہ دار ابن حزم بیروت،لبنان۔

149۔مصنف عبد الرزاق،از:أبوبکر عبد الرزاق بن ھمام بن نافع الحمیر ی الصنعانی (المتوفی ۲۱۱ھ)،مطبوعہ المکتب ال إسلامی بیروت،لبنان۔

150۔مصنف ابن ابی شیبۃ،از:أبوبکر بن أبی شیبۃ،عبداللہ بن محمد بن ابراھیم بن عثمان بن خواستی العبسی (المتوفی ۲۳۵ھ)،مطبوعہ مکتبۃ الرشد،الریاض۔

151۔مسند أحمد بن حنبل،از:ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی البغدادی (المتوفی ۲۴۱ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت،لبنان۔

152۔المنتخب من مسند عبد بن حمید،از:ابومحمد عبدالحمید بن حمید بن نصر الکسی (المتوفی ۲۴۹ھ)مطبوعہ مکتبۃ السنۃ،القاھرۃ۔

153۔المعرفۃ والتاریخ،از:ابویوسف یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی الفسوی (المتوفی ۲۷۷ھ)،مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت،لبنان۔

154۔ مسند البزار، از: ابوبکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبید اللہ المعروف بالبزار (التوفی ۲۹۲ھ)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ

155۔ مسند أبی یعلی، از: ابو یعلی احمد بن علی بن المثنیٰ الموصلی (التوفی ۳۰۷ھ)، مطبوعہ دار المأمون للتراث، دمشق۔

156۔ المنتقی من السنن المسندۃ، از: أبو محمد عبد اللہ بن علی بن الجارود النیشاپوری (التوفی ۳۰۷ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الکتاب الثقافیۃ، بیروت۔

157۔ مسند الرؤیانی، از: ابوبکر محمد بن ھارون الرؤیانی (التوفی ۳۰۷ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ قرطبۃ، القاھرۃ۔

158۔ مساوئ الأخلاق ومذمومھا، از: أبوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن سھل بن شاکر الخرائطی (التوفی ۳۲۷ھ)، مطبوعہ مکتبۃ السوادی للتوزیع، جدۃ۔

159۔ المجالسۃ وجواھر العلم، از: أبوبکر أحمد بن مروان الدینوری المالکی (التوفی ۳۳۳ھ)، مطبوعہ جمعیۃ التربیۃ الاسلامیۃ، البحرین۔

160۔ معجم ابن الأعرابی، از: أبو سعید بن الأعرابی أحمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درھم البصری (التوفی ۳۴۰ھ)، مطبوعہ دار ابن الجوزی المملکۃ العربیۃ السعودیۃ۔

161۔ مسند الشامیین، از: ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی (التوفی ۳۶۰ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، لبنان۔

162۔ المعجم الکبیر، از: ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی (التوفی ۳۶۰ھ)، مطبوعہ مکتبۃ ابن تیمیۃ، القاھرۃ۔

163۔ المعجم الأوسط، از: ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی (التوفی ۳۶۰ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

164۔ معجم بن المقرئ، از: ابوبکر محمد بن ابراھیم بن علی بن عاصم بن زاذان الاصبھانی الشھیر بابن المقرئ (التوفی ۳۸۱ھ)، مطبوعہ مکتبۃ الرشد، الریاض۔

165. المخلصیات، از: محمد بن عبدالرحمن بن العباس بن عبدالرحمن بن زکریا البغدادی المخلص (المتوفی ۳۹۳ھ)، مطبوعہ وزارۃ الأوقاف والشؤون ال إسلامیۃ لدولۃ، قطر۔

166. المستدرک علی الصحیحین، از: أبوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم النیشاپوری (المتوفی ۴۰۵ھ)، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ، کراچی۔

167. مسند الشھاب، از: أبوعبداللہ محمد بن سلامۃ بن جعفر بن علی بن حکمون القضاعی المصری (المتوفی ۴۵۴ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت

168. معرفۃ السنن والآثار، از: ابوبکر محمد بن الحسین بن علی بن موسی البیھقی (المتوفی ۴۵۸ھ)، مطبوعہ جامعۃ الدراسات الاسلامیۃ، کراچی۔

169. مناقب أمیر المؤمنین علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، از: ابوالحسن علی بن محمد بن محمد بن الطیب بن أبی یعلی بن الجلابی الواسطی المعروف بابن المغازلی (المتوفی ۴۸۳ھ)، مطبوعہ دار الآثار، صنعاء۔

170. منھاج العابدین (مترجم)، از: ابوحامد محمد بن محمد بن محمد بن الغزالی (المتوفی ۵۰۵ھ)، مطبوعہ مکتبۃ المدینۃ، کراچی۔

171. مسند الفردوس، از: ابوشجاع شیرویہ بن شھردار بن شیرویہ الدیلمی (المتوفی ۵۰۹ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

172. معالم التنزیل فی تفسیر القرآن المعروف بہ تفسیر البغوی، از: ابومحمد محیی السنۃ الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (المتوفی ۵۱۰ھ)، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

173. مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الأنام، از: محمد بن موسیٰ المزالی المراکشی (المتوفی ۶۸۲ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

174. مشکاۃ المصابیح، از: ابوعبداللہ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی (المتوفی ۷۴۱ھ)، مطبوعہ المکتب ال إسلامی بیروت، لبنان

175. مختصر تاریخ دمشق، از: محمد بن مکرم المعروف بابن منظور الافریقی (المتوفی ۷۱۱ھ)، مطبوعہ

دارالفکر للطباعۃ والتوزیع والنشر، دمشق۔

176۔ مسند الفاروق، از: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (التوفی ۷۷۴ھ)، مطبوعہ دارالوفاء، المنصورۃ۔

177۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، از: ابوالحسن نورالدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الھیثمی (التوفی ۸۰۷ھ)، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، القاھرۃ۔

178۔ المقصد العلی فی زوائد أبی یعلی الموصلی، از: أبوالحسن نورالدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الھیثمی (التوفی ۸۰۷ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

179۔ المطالب العالیۃ بزوائد المسانید الثمانیۃ، از: ابوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (التوفی ۸۵۲ھ)، مطبوعہ مجمع الملک فھد لطباعۃ المصحف الشریف، بالمدینۃ۔

180۔ المنبھات علی الاستعداد لیوم المعاد، از: ابوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (التوفی ۸۵۲ھ)، مطبوعہ مؤسسۃ المعارف للطباعۃ والنشر، بیروت۔

181۔ المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، از: أبوالعباس شھاب الدین احمد بن محمد بن أبی بکر بن عبدالملک القسطلانی (التوفی ۹۲۳ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

182۔ المجالس الوعظیۃ فی شرح أحادیث خیر البریۃ من صحیح ال إمام البخاری، از: شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السفیر ی الشافعی (التوفی ۹۵۶ھ)، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، لبنان۔

183۔ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، از: نورالدین علی بن محمد الملا الھروی القاری الشھیر بملا علی القاری (التوفی ۱۰۱۴ھ)، مطبوعہ دارالفکر بیروت، لبنان۔

184۔ مکتوباتِ امام ربانی (فارسی)، از: شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (التوفی ۱۰۳۴ھ)، مطبوعہ مکتبہ سید احمد شہید، پشاور۔

185۔ مدارج النبوۃ (فارسی)، از: شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی (التوفی ۱۰۵۲ھ)، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور۔

186۔ مدارج النبوۃ (مترجم)، از: شیخ عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی (التوفی ۱۰۵۲ھ)،

مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔
187۔ مرأۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، از: مفتی احمد یار خان نعیمی (المتوفی ۱۳۹۱ھ)، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات۔

(ن)

188۔ النھایۃ فی غریب الحدیث والأثر، از: مجد الدین أبو السعادات المبارک بن محمد بن محمد بن محمد ابن عبد الکریم الشیبانی الجزری ابن الأثیر (المتوفی ۶۰۶ھ)، مطبوعہ المکتبۃ العلمیۃ، بیروت۔
189۔ نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس، از: عبد الرحمن بن عبد السلام الصفوری الشافعی (المتوفی ۸۹۴ھ)، مطبوعہ المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت۔

(و)

190۔ الوسیط فی تفسیر القرآن المجید، از: ابو الحسن علی بن أحمد الواحدی النیشاپوری (المتوفی ۴۶۸ھ)، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان
191۔ الوافی بالوفیات، از: صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبد اللہ الصفدی (المتوفی ۷۶۴ھ)، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

(ی)

192۔ الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الأکابر، از: ابی المواھب عبد الوہاب بن احمد بن علی الشعرانی (المتوفی ۹۷۳ھ)، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور۔